امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محدثانہ مقام

امام ابوحنیفہ کی سوانح ، آپ کی تابعیت ، شہرِ کوفہ کی قدر و منزلت ، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف ، امام اعظم کی جلالتِ شان سوا کابر اہل علم کی نظر میں ، آپ کے اصولِ حدیث ، فنِ حدیث اور رجال میں مہارت ، کتاب الآثار کا تفصیلی تعارف ، انتیس مسانید اور ان کے مصنفین کا تعارف صحابہ سے روایتِ حدیث ، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان ، تالیفاتِ امامِ اعظم ، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات ، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات ، آپ کی ذکاوت کے پچاس دلچسپ واقعات ، ۲۰۰۰ سے زائد حوالہ جات سے مزین کتاب

مولانا محمد نعمان

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ ، علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محدثانہ مقام

جلد اول

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جلالت شان سوا کابر اہل علم کی نظر میں، آپ کے اصول حدیث، فن حدیث اور رجال میں مہارت، کتاب الآثار کا تفصیلی تعارف، انتیس مسانید اور انکے مصنفین کا تعارف، صحابہ سے روایت حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان، تالیفات امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس دلچسپ واقعات، ۲۰۰۰ سے زیادہ حوالہ جات سے مزین کتاب

تالیف

مولانا محمد نعمان

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی۔

دار الناشر

حق سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور 0333-8335011

★ نام کتاب — امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام

★ تالیف .... مولانا محمد نعمان
0332-2557675

★ جلد .... اول

★ ناشر .... دارالناشر

★ اہتمام .... مولانا طارق محمود صاحب

★ سن اشاعت .... منگل 15 اپریل بمطابق 14 جمادی الثانی 1435ھ

ملنے کے پتے

عنوان	صفحہ نمبر

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مشتمل روایت نو (۹) صحابہ سے مروی ہے

سات (۷) اکابر اہلِ علم کے نزدیک حدیث کا مصداق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں

شہرِ کوفہ کی قدر و منزلت اور علومِ شریعت کا عظیم الشان مرکز

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دس (۱۰) اساتذہ حدیث کا تعارف

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دس (۱۰) محدثین تلامذہ کا تعارف

بارہ (۱۲) اکابر اہلِ علم کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ائمہ حدیث میں شمار کرنا

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصولِ اخذِ قبول حدیث

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام سو (۱۰۰) اکابر اہل علم کی نظر میں

کتاب الآثار

مقدمہ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی غیر معمولی شخصیت اور علم فقہ کے میدان میں نمایاں خدمات کی بناء پر تاریخِ امت میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں، آپ نے فہم حدیث، استخراجِ مسائل اور استنباطِ احکام میں ایک نئی طرز فکر و منہاج کی بنیاد رکھی، اور فقہ میں ایک مستقل مسلک کے بانی و مؤسس ٹھہرے، آپ کے افکار و نظریات کو جہاں علمی حلقوں میں غیر معمولی پزیرائی حاصل ہوئی اور آپ کی مدح وثناء کی گئی، وہاں بعض متعصبین اور متشددین کی طرف سے آپ طعن وتنقید کا نشانہ بنے، ہر باکمال شخصیت کے ساتھ ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ انہیں مدح وتعریف کے ساتھ ساتھ جرح وتنقید کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے، بلند پایہ شخصیات کیلئے یہ کوئی عیب نہیں کیونکہ مسلم ہے کہ لا یرمی شجر إلا ذو ثمر (پھلدار درخت ہی پتھروں کا نشانہ بنتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی پندرہ علامات بیان کیں، ان میں سے ایک علامت یہ تھی "لَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا" (پچھلے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے)۔

یہ علامت بھی ظاہر ہو چکی ہے کہ ائمہ اسلام اور محدثین کرام کے بارے میں طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں، اور ان کی شان میں گستاخیاں کی جاتی ہیں، چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک سے زائد مرتبہ کفر عائد ہوا جس سے توبہ کرانے کی بھی نوبت آئی۔ (۱)

جناب محمد بن عبداللہ ظاہری السندی نے کتاب لکھی "امام ابو حنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں" اس کتاب کا انداز اس قدر گھٹیا اور زبان اتنی غلیظ ہے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا، اس کتاب میں ائمہ حدیث کی طرف منسوب کر کے موضوع و من گھڑت روایات ذکر کیں ہیں، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ایسی زبان استعمال کی ہے کہ خدا کی پناہ!

---

(۱) اللمحات: ج ۳ ص ۱۷۷

ہم یہاں صرف اسی کتاب کے چند عنوانات ذکر کرتے ہیں:

۱.....امام ابوحنیفہ کے مثالب (زخم جوانہوں نے امت کو دیے ہیں)

۲.....امام ابوحنیفہ کے فضول اور قبیح اقوال کا بیان

۳.....ابوحنیفہ اور اس کا نسب

۴.....ابوحنیفہ اور ہوس جاہ

۵.....ابوحنیفہ کی رائے کی مذمت اور اس سے بچنے کے بیان میں۔ [1]

اندازہ کیجئے کہ امام صاحب کے خلاف ان کے دلوں میں کس قدر بغض وعناد ہے۔

امام صاحب کی آراء کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام صاحب نے اپنی باتوں کو غلط یا باطل یا شر سے تعبیر کیا ہے، انہیں ان کے غلط ہونے کا شک یا یقین تھا۔ [2]

ایک اور صاحب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

کیونکہ یہ مسلمہ امر اور آخری اور قطعی حقیقت ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نام کے ساتھ محدث یا امام فن حدیث کا لفظ برائے نام بھی کُتبِ تاریخ اسلام اور اسماء الرجال وطبقات میں نہیں ہے، بلکہ امام صاحب کے معاصرین اور بعد والوں نے جس درجہ اشد ترین اور کھلم کھلا جرح حضرت امام صاحب پر کی ہے وہ امام دارقطنی کے ضعیف کہنے سے بہت زیادہ کڑی ہے، اصل واقعہ یہ ہے کہ فن حدیث ورجال میں نہ ہی تو حضرت امام ابوحنیفہ کو کوئی مہارت وکمال ہے اور نہ ہی کسی حنفی کو اس موضوع پر کوئی کتاب لکھنے کو توفیق ہوئی۔ [3]

جناب یوسف جے پوری صاحب نے حقیقت الفقہ ص:۱۳۲،۱۳۱ میں تقریباً ۸۰ علماء

[1] امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں، ص:۲۳، ۳۸، ۴۵، ۵۵، ۵۸

[2] اللمحات: ج ۲ ص ۱۳۴ [3] نتائج التقلید، ص:۱۸۹

کرام کے نام لکھ کر یہ غلط بیانی کی ہے کہ ان علماء نے امام صاحب پر جرح کی ہے، حالانکہ کوئی ایک جرح باحوالہ نقل نہیں کی ہے، یہ تو چند حوالے ہم نے نقل کیئے ہیں ورنہ اس فرقے کے اکثر حضرات اسی مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ لوگ جب تک امام صاحب کی گستاخی نہ کریں ان کو سکون نہیں ملتا۔

سراج الامۃ، امام الفقہاء، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو وہ متفق علیہ شخصیت ہیں جن کی امامت وعدالت، دیانت وفقاہت، تقوی وطہارت، عبادت گزاری وشب بیداری، فہمِ حدیث، استخراجِ مسائل اور استنباطِ احکام میں آپ کو تمام ائمہ میں نمایاں مقام حاصل ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت وثقاہت متفق علیہ ہے انکے متعلق کی گئی جرح مردود ہے

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

ہمارے نزدیک صحیح اور درست بات یہ ہے کہ جس کی امامت وعدالت ثابت ہوجائے، اور اس کی مدح کرنے والے زیادہ، جرح کرنے والے کم ہوں، اور کوئی قرینہ بھی اس بات پر دلالت کرے کہ اس شخصیت پر جو جرح کی گئی وہ مذہبی تعصب یا کسی دیگر دنیوی اغراض کی وجہ سے کی گئی ہے جیسا کہ ہم عصروں میں ہوتا ہے تو ایسی جرح قابل قبول نہیں ہے، اگر اس کا دروازہ کھول دیا جائے تو کوئی شخص بھی جرح سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے:

الصواب عندنا أن من ثبتت إمامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحوه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي أو غيره فإنا لا نلتفت إلى الجرح فيه ونعمل فيه بالعدالة وإلا فلو فتحنا هذا الباب وأخذنا بتقديم الجرح على إطلاقه لما سلم لنا أحد۔ [1]

[1] قاعدة في الجرح والتعديل: من ثبتت إمامته وعدالته، ص: ۱۹

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس کی عدالت، دیانت داری، ثقاہت اور علم دوستی واضح ہو، ایسے شخص کے بارے میں کسی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائیگا:

والصحيح في هذا الباب أن من صحت عدالته وثبتت في العلم إمامته وبانت ثقته وبالعلم عنايته لم يلتفت فيه إلى قول أحد.[1]

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کی فضیلت، عدالت، تقوی اور امانت داری تواتر کے ساتھ ثابت ہے:

أنه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته.[2]

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

ضابطہ یہ ہے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں کہ جس کی عدالت ثابت ہو اس کے بارے میں اس شخص کی بات قابل التفات ہی نہیں ہے جس سے متعلق قرائن یہ شہادت دیتے ہوں کہ وہ زیادتی یا تعصب مذہبی وغیرہ کی وجہ سے الزام قائم کرتا ہے:

ان الضابط ما نقوله من أن ثابت العدالة لا يلتفت فيه إلى قول من تشهد القرائن بأنه متحامل عليه إما لتعصب مذهبي أو غيره.[3]

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جس شخص کی عدالت، دیانت، ثقاہت ثابت ہو تو پھر کسی شخص واحد کی جرح سے جو کہ متعصب یا متشدد ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، اگر ہر شخص کی جرح کا اعتبار کرلیا جائے تو پھر اس امت میں کوئی شخص بھی جرح سے نہیں بچ سکے گا،

[1] جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ٢ ص ١٠٩٣

[2] الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: الوهم الحادى عشر، ج ٢ ص ٣١٦

[3] طبقات الشافعية الكبرىٰ: ترجمة: أحمد بن صالح المصرى، قاعدة في الجرح والتعديل، ج ٢ ص ٩

جب جرح بھی مبہم ہو اور وہ مذہبی تعصب، عناد، یا حسد کی بناء پر ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

بندہ نے سو (۱۰۰) اکابر اہلِ علم کی آراء جن میں امام دارِ ہجرت مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، سفیان ثوری، امام اعمش، امام وکیع بن جراح، امام مکی بن ابراہیم، امام ابو عاصم النبیل، امام عمر بن راشد، عمرو بن دینار، امام مُسعر بن کدام، امام داود الطائی، امام شعبہ بن حجاج، امام عطاء بن ابی رباح، فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینہ، امام الجرح والتعدیل یحیٰی بن سعید القطّان، امام حفص بن عبد الرحمٰن، امام حسن بن صالح، امام ابن سماک، عبد الرحمٰن بن مہدی، امام یحیٰی بن آدم، عبد اللہ بن داود، امام علی بن مدینی، امام ابو یوسف، امام ابن الوزیر الیمانی، علامہ ابن عبد البر مالکی، علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، علامہ تاج الدین سبکی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی اور دیگر اکابر محدثین وفقہاء رحمہم اللہ کے اقوال باحوالہ نقل کیے ہیں، جو انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہے ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی اگر کسی راوی کے ثقہ ہونے کی گواہی دے تو اسے قبول کرلیا جاتا ہے لیکن اتنی بڑی جماعت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت کی گواہی دے تو چند متعصّبین یا متشددین کی جرح کی وجہ سے ان اکابرِ اہل علم کی ان شہادتوں کو رد کردیا جاتا ہے، جب کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں ان اکابر نے کتابیں لکھیں ہیں جو خود اس لائق تھے کہ ان کی شان میں کتابیں لکھی جاتی ہیں، چاروں مکتبہ فکر کے علماء نے امام صاحب پر کتابیں لکھیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح وتوصیف کرنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ ان کے احصاء کیلئے دفاتر چاہئیں۔

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة“ میں پہلے چھبیس (۲۶) اکابر محدثین وفقہاء کے امام صاحب کی توثیق وتوصیف سے متعلق تفصیلی اقوال نقل

کیئے، پھر اکتالیس (۴۱) علم وفضل کے آفتاب و ماہتاب کے اسماء نقل کیئے ہیں کہ یہ سب امام صاحب کی مدح کرتے ہیں گویا ۶۷ اکابر اہلِ علم امام صاحب کی مدح وتوصیف کرتے ہیں۔ ❶

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علم وفضل، امامت وشہرت کے جس بلند وبالا مقام پر ہیں ان کی عظمت شان بذات خود انہیں ائمہ جرح وتعدیل کی انفرادی تعدیل وتوثیق سے بے نیاز کردیتی ہے۔

علامہ ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۶ھ) فرماتے ہیں:

جرح وتعدیل کے باب میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کی یا تو عدالت معلوم ومشہور ہوگی یا اس کا فاسق ہونا معلوم ہوگا یا وہ مجہول الحال ہوگا، اگر اس کی عدالت معلوم ہو جیسے کہ حضرات صحابہ کرام یا افاضل تابعین جیسے حسن بصری، عطاء بن رباح، عامر شعبی، ابراہیم نخعی یا ان جیسے بزرگ ترین ائمہ دین جیسے امام مالک، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ اور جو ان کے ہم درجہ ہیں تو انکی خبر قبول کی جائے گی اور انکی عدالت وتوثیق کی تحقیق ضروری نہیں ہوگی:

وجملته أن الراوي لا يخلو إما أن يكون معلوم العدالة أو معلوم الفسق أو مجهول الحال، فإن كانت عدالته معلومة كالصحابة أو أفاضل التابعين كالحسن وعطاء والشعبي والنخعي وأجلاء الأئمة كمالك وسفيان وأبي حنيفة والشافعي وأحمد وإسحاق ومن يجري مجراهم وجب قبول خبره ولم يجب البحث عن عدالته. ❷

❶ دیکھئے تفصیل کے ساتھ: "الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة" ص: ۱۹۳ تا ۲۳۳

❷ اللمع في أصول الفقه: باب القول في الجرح والتعديل، ص: ۷۷

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، داود ظاہری، ابن جریر طبری اور سارے ائمہ مسلمین رحمۃ اللہ علیہم عقائد واعمال میں منجانب اللہ ہدایت پر تھے، اور ان ائمہ دین پر ایسی باتوں کی حرف گیری کرنے والے جن سے یہ بزرگانِ دین بری تھے مطلقاً لائق التفات نہیں ہیں، کیونکہ یہ حضرات علوم لدنّی، خدائی عطایا، باریک استنباط، معارف کی کثرت اور دین وپرہیزگاری، عبادت وزہد کے ایسے مقام پر تھے جہاں پہنچا نہیں جاسکتا:

ونعتقد أن أبا حنيفة ومالكا والشافعي وأحمد والسفانين والأوزاعي وإسحاق بن راهويه وداود الظاهرى وابن جرير وسائر أئمة المسلمين على هدي من الله في العقائد وغيرها ولا التفات إلى من تكلم فيهم بما هم بريئون منه فقد كانوا من العلوم اللدنية والمواهب الإلهية والاستنباط الدقيقة والمعارف الغزيرة والدين والورع والعبادة والزهادة والجلالة بالمحل لا يسامى. ❶

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

امام صاحب کی توثیق اور آپ کی مدح وتوصیف کرنے والوں کی تعداد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہے:

الذين رووا عن أبي حنيفة ووثّقوه وأثنوا عليه أكثر من الذين تكلموا فيه. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو جرحیں آئی ہیں بعض تو ان میں بالکل مبہم ہیں، اور

❶ جمع الجوامع للسبكي: ج۳ ص ۴۴۱

❷ جامع بيان العلم وفضله: باب ماجاء في ذم القول في دين الله، ج۲ ص ۱۰۸۲

اصول ہے کہ تعدیل مفسر کے ہوتے ہوئے جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اکثر محدثین، ائمہ احناف، شیخین، اصحاب السنن اور جمہور اہل علم رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے:

إن عدم قبول الجرح المبهم هو الصحيح النجيح وهو مذهب الحنفية وأكثر المحدثين منهم الشيخان وأصحاب السنن الأربعة وأنه مذهب الجمهور وهو القول المنصور. ❶

اور بعض جرحیں ہم عصروں سے صادر ہوئی ہیں، معاصر کی جرح معاصر کے خلاف بغیر حجت کے قبول نہیں کی جاتی اسلئے کہ معاصرت اکثر سبب بنتی ہے نفرت کی طرف پہنچانے کا:

ومن ثم قالوا لا يقبل جرح المعاصر على المعاصر أي إذا كان بلا حجة لأن المعاصرة تفضي غالبا إلى المنافرة. ❷

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے "باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض" اس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خُذُوا الْعِلْمَ حَيْثُ وَجَدْتُمْ وَلَا تَقْبَلُوا قَوْلَ الْفُقَهَاءِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ، فَإِنَّهُمْ يَتَغَايَرُونَ تَغَايُرَ التُّيُوسِ فِي الزَّرِيبَةِ. ❸

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ابوعبداللہ بن حاتم بن میمون رحمہ اللہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

❶ الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: المرصد الأوّل فيما ما يقبل من الجرح والتعديل، ص١٠٥ ❷ الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان حكم الجرح غير البرئ، ص٤١٥ ❸ جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج٢ ص١٠٩١

هذا من كلام الأقران الذى لا يسمع. (۱)

اور بعض جرحیں تعصب یا عداوت یا نفرت کی بناء پر صادر ہوئیں اور ایسی تمام جرحیں مردود ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں:

الجرح إذا صدر من تعصب أو عداوة أو منافرة أو نحو ذلك فهو جرح مردود.

اور بعض جرحیں متشددین سے صادر ہوئیں ہیں، اور اصول ہے کہ جارح اگر متعنّت ہو یا متشدد ہو تو اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ کوئی منصف اور معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے:

أن يكون الجارح من المتعنتين المتشددين في الجرح فإن هناك جمعا من أئمة الجرح والتعديل لهم متشدد في هذا الباب، فيجرحون الراوى بأدنى جرح ويطلقون عليه ما لا ينبغي إطلاقه فمثل هذا توثيقه معتبر وجرحه لا يعتبر ما لم يوافقه غيره ممن ينصف ويعتبر. (۲)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جتنی بھی جرحیں منقول ہیں وہ ان چار باتوں سے ہٹ کر نہیں ہیں لہذا ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

خلاصة المرام في هذا المقام أنه لا شبهة في كون أبي حنيفة ثقة وكون روايته معتبرة صحيحة والجروح الواقعة عليه بعضها مبهمة وبعضها

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله بن حازم بن ميمون، ج ۱۱ ص ۴۰۱

(۲) قواعد في علوم الحديث: باب لا يؤخذ بقول كل جارح ولو كان الجارح من الأئمة: ص ۱۷۸، ۱۷۹

صادرة من أقرانه وبعضها من المتعصبين المخالفين له وبعضها من المتشددين المتساهلين فكلها غير مقبولة عند حذاق العلماء. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی، سیرت وسوانح، حالات وواقعات، آپ کی فقہی بصیرت، تبحر علمی، ذہانت وفطانت، نکتہ رَس جوابات، حسنِ اخلاق، ورع وتقوی، توکل واستغناء اور آپ کے پُر اثر واقعات، ان موضوعات پر چونکہ اردو زبان میں کافی حد تک کام ہوا ہے لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم حدیث میں کیا مقام ومرتبہ تھا، اس سے متعلق جامع اور مفصّل کتاب باحوالہ بندہ کی نظر سے نہیں گزری جس میں امام صاحب کی محدثانہ حیثیت، آپ کے اصول حدیث، آپ کے متعلق اکابر اہلِ علم کی آراء، فنِ حدیث ورجال میں آپ کی مہارت، آپ کی مسانید اور کتاب الآثار کا تعارف، آپ کے علم حدیث میں اساتذہ وشیوخ، امام صاحب کی تابعیت، آپ کے متعلق نبوی پیشن گوئی اور اس کے مصداق کے متعلق اہل علم کی آراء، کتاب الآثار پر لکھے گئے حواشی، شروحات، تعلیقات، اختصارات کا تعارف اور آپ پر کی گئی جرحوں کے تفصیلی جوابات ہوں۔ چونکہ غیر مقلدین کے خاص وعام نے امام صاحب کے متعلق یہ غلط پروپیگنڈہ کیا ہوا ہے کہ امام صاحب کو علم حدیث میں دسترس نہیں تھی اور آپ علم حدیث میں کمزور تھے، تو بندے نے بفضل اللہ تعالی تمام مشہور جرحوں کے جوابات باحوالہ لکھ دیئے ہیں، البتہ امام صاحب پر اہل الرأی اور مخالفت حدیث کا جو اعتراض ہے اس کا تفصیلی جواب اور اس کے متعلق سیر حاصل مباحث چونکہ امام اہلسنت، فخر دیوبند، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے ''مقام ابی حنیفہ'' میں اس پر مفصل گفتگو کی ہے، اسلئے بندہ نے ان دو موضوعات سے متعلق کچھ عرض نہیں کیا۔

❶ مجموعة رسائل اللكهنوي: إمام الكلام مع غيث الغمام، الباب الثاني، ج۳ ص۱۷۷

بندے کی عمر عزیز کا اس وقت اٹھائیسواں (۲۸) سال چل رہا ہے، اس دقیق اور علمی موضوع کے لئے دورانِ تصنیف بندہ نے یومیہ پندرہ سے سولہ گھنٹے مطالعہ کیا۔ دورانِ تصنیف سر میں اتنی شدت کے ساتھ درد رہا کہ تقریباً ایک مہینے تک بالکل نہ مطالعہ کر سکا اور نہ کچھ لکھ سکا، جب بھی مطالعہ کرتا یا لکھتا تو درد میں اضافہ ہو جاتا۔

دماغ کے ماہرین ڈاکٹروں سے علاج کروایا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، اور انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ لکھنا پڑھنا چھوڑ دیں، سی ٹی سی این اور دماغ کے دیگر ایکسرے کروائے گئے جو بالکل صاف تھے، تو بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ ماہرین عملیات کی طرف رجوع کرو، چند ایک کے پاس جانا ہوا ان سب نے یہی کہا کہ آپ پر شدت کے ساتھ سحر کیا گیا ہے۔

اب بفضل اللہ تعالیٰ علاج اور وظائف کی کثرت کے ساتھ کافی حد تک افاقہ ہے، قارئین کرام سے بھی بندہ کی صحت اور خاتمہ بالایمان کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔ اس موضوع پر جس قدر تحقیق، کثرتِ مطالعہ، علوم وفنون سے وابستگی، متقدمین اور متاخرین کی کتب سے واقفیت، خصوصاً حدیث اور رجالِ حدیث سے جس قدر واقفیت کی ضرورت تھی بندہ اس سے عاری ہے، لیکن اس بات کی مکمل کوشش رہی کہ کوئی بات بغیر حوالے کے نہ آئے، الحمد للہ تحدیث بالنعمت کے طور پر یہ بات عرض کر رہا ہوں کہ اس کتاب میں تقریباً دو ہزار (۲۰۰۰) حوالہ جات ہیں، بفضل اللہ تعالیٰ ہر بات مکمل حوالہ جات کے ساتھ لکھی گئی ہے، تمام حوالہ جات کو اصل مراجع میں مراجعت کے بعد لکھا گیا ہے، اس میں کوئی بات الحمد للہ غیر مستند نہیں ہے، ہر بات حوالے کے ساتھ لکھنا یہ کس قدر مشکل کام ہے یہ اہلِ علم پر مخفی نہیں۔ بندہ نے ایام مرض کے علاوہ تقریباً تین ماہ کے عرصے میں نہایت عجلت کے ساتھ اس کام کو جمع کیا ہے، چونکہ انسان خطا کا پتلا ہے اس

لئے بہت ممکن ہے کہ کتاب میں کچھ اغلاط رہ گئی ہوں لہذا علماء کرام سے میری درخواست ہے کہ وہ اس کتاب میں جہاں کہیں کوئی سقم پائیں بندہ کو اس پر مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ کسی بھی غلطی کی اصلاح کرنے میں ذرا بھی پس وپیش سے کام نہ لے گا بلکہ ان علماء کرام کا شکرگزار اور ان کے حق میں دعا گو رہوں گا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول ومقبول فرمائے اور اہلِ علم کے لئے مفید اور احقر کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

محمد نعمان

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ: جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

موبائل نمبر: 0332-2557675

ولادت باسعادت

جمہور ائمہ کے ہاں یہ قول معروف ومختار ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اسی (۸۰ھ) میں ہوئی، اور وصال پندرہ (۱۵) شعبان کی رات یعنی شب برأت ایک سو پچاس (۱۵۰ھ) میں ہوا، لہٰذا اس راجح قول کے مطابق آپ کی عمر ستر (۷۰) برس ہوئی۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اسی (۸۰ھ) میں ولادت کے متعلق آٹھ اہلِ علم کی تصریحات

۱.....امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

ولد جدّي في سنة ثمانين.[1]

۲.....امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام ابونعیم فضل بن دُکین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۸ھ) فرماتے ہیں:

ولد أبو حنيفة سنة ثمانين وهو النعمان بن ثابت.[2]

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔

۳..... علامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں، آپ کی ولادت اسی (۸۰ھ) میں ہوئی:

وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَلا اخْتِلافَ فِي مَوْلِدِهِ أَنَّهُ وُلِدَ سَنَةَ ثَمَانِينَ مِنَ الْهِجْرَةِ.[3]

---

[1] تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص۳۲۷

[2] تاريخ مولد العلماء ووفياتهم: سنة ثمانين، ص ۱۹۹

[3] الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: باب ذكر مولد أبي حنيفة، ص ۱۲۲

۴.....شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پیدائش اسی (۸۰ھ) میں اور وفات ایک سو پچاس (۱۵۰ھ) میں ہوئی ہے:

ولد أبو حنيفة سنة ثمانين من الهجرة، وتوفي ببغداد سنة خمسين ومائة، هذا هو المشهور الذى قاله الجمهور.[1]

۵.....امام جمال الدین مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پیدائش اسی (۸۰ھ) میں ہوئی ہے:

قد ذكرنا فيما مضى أن مولد أبي حنيفة كَانَ فِي سنة ثمانين.[2]

۶.....فن اسماء الرجال کے مسلّم امام، عظیم نقاد محدث امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ آپ صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اسی (۸۰ھ) میں پیدا ہوئے:

ولد سنة ثمانين في حياة صغار الصحابة.[3]

۷.....شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پیدائش اسی (۸۰ھ) میں ہوئی ہے اور یہ تمام اقوال میں اصح قول ہے:

ولد أبو حنيفة سنة ثمانين، وهذا أصح الأقوال.[4]

۸.....علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کی رائے کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پیدائش اسی (۸۰ھ) میں شہر کوفہ میں ہوئی:

[1] تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: أبو حنيفة الإمام، ج۲ ص۲۱۶

[2] تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۲۹ ص۴۴۴

[3] سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج۶ ص۳۹۱

[4] مغاني الأخيار في شرح رجال معاني الآثار: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۳ ص۱۲۰

الأكثرون على أنه ولد سنة ثمانين بالكوفة۔ ❶

نام ونسب

نام نعمان، والد کا نام ثابت، کنیت ابوحنیفہ، لقب امام اعظم، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا مکمل نسب نامہ، امام صاحب سے لیکر حضرت آدم علیہ السلام تک مکمل تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں: ❷

اسم اور مسمی میں مناسبت

نعمان لغت میں دراصل اس خون کو کہتے ہیں جس پر بدن کا سارا ڈھانچہ قائم ہے، اور جس کے ذریعے جسم کی ساری مشینری حرکت کرتی ہے اس لئے روح کو بھی نعمان کہتے ہیں، چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ کی ذات گرامی اسلام میں قانون سازی کے فن کیلئے محور اور اس کے مدارک ومشکلات کیلئے مرکز ہے اس لئے آپ کا نام نعمان ہے، نیز سرخ اور خوشبودار گھاس کو بھی نعمان کہتے ہیں، تو امام صاحب رحمۃ اللہ کی کمالاتی مہک اور مہک سے اسلامی زندگی کا ہر گوشہ متاثر ہے، یا نعمان فعلان کے وزن پر نعمت سے بنا ہے، اسم گرامی میں معنوی رعایت یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی مخلوق خدا کیلئے ایک نعمت ہے اس لئے آپ کا نام نعمان ہے:

في اسمه اتفقوا على أنه النعمان وفيه سر لطيف إذ أصل النعمان الدم الذي به قوام البدن، ومن ثمة ذهب بعضهم إلى أنه الروح، فأبو حنيفة رحمه الله به قوام الفقه ومنه منشأ مداركه وعويصاته أو نبت أحمر طيب الريح الشقيق فأبو حنيفة طابت خلاله، وبلغ الغاية كماله أو فعلان من النعمة، فأبو حنيفة نعمة الله على خلقه۔ ❸

❶ الخيرات الحسان: الفصل الثالث، ص ۳۱ ❷ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: المقدمة: ج ۱ ص۲۷، ۲۸ ❸ الخيرات الحسان: الفصل الرابع، ص ۳۱

ابوحنیفہ کنیت کی وجہ

۱.....آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے، لغت میں حنیفہ حنیف کا مؤنث ہے، حنیف اسے کہتے ہیں جو سب سے ہٹ کر اللہ کا ہو کر رہے، اسی بناء پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حنیف کہتے ہیں۔ امام اعظم نے یہ کنیت اپنے لیئے کیوں تجویز فرمائی جہاں تک بندے کا خیال ہے یہ تفاول کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے، جیسے عموماً ابوالمحاسن، ابوالحسنات، ابوالکلام وغیرہ کنیتیں رکھی جاتی ہیں۔

۲.....آپ کا حلقہ درس وسیع تھا آپ کے شاگرد اپنے ساتھ قلم دوات رکھا کرتے تھے چونکہ اہل عراق دوات کو حنیفہ کہتے ہیں اس لئے آپ کو ابوحنیفہ کہا گیا یعنی دوات والے۔

۳.....بعض نے کہا ہے آپ شدت سے حق کی طرف راغب اور کثرت سے اللہ کی عبادت کرتے تھے لہذا آپ کو ابوحنیفہ کہا گیا۔ [1]

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابوحنیفہ اس لئے ہے کہ آپ کی صاحبزادی کا نام حنیفہ تھا اسی مناسبت کی وجہ سے آپ کو ابوحنیفہ کہتے ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں اسلیئے کہ آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں تھی اور نہ ہی حماد کے علاوہ آپ کا کوئی اور بیٹا تھا:

ولا یعلم له ولد ذکر ولا أنثی غیر حماد. [2]

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فارسی النسل تھے

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فارسی النسل تھے، آپ کے آباء واجداد سرزمین فارس کے ایک شہر

---

[1] الخیرات الحسان: الفصل الرابع، ص ۳۲

[2] الخیرات الحسان: الفصل الرابع، ص ۳۲

اَنبار کے رہنے والے تھے۔ امام احمد بن اسحاق بن بہلول التنوخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۱۸ھ) اپنے دادا کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ثابت اہل انبار میں سے تھے:

ثابت والد أبي حنيفةمن أهل الأنبار. (۱)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) صراحتاً بیان کرتے ہیں:

سمعت إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة يقول: أنا إسماعيل بن حمّاد ابن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من أبناء فارس الأحرار، والله ما وقع علينا رق قط. (۲)

میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان آزاد ابناء فارس میں سے ہوں، اللہ رب العزت کی قسم! ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسماعیل بن حماد کے اس تصریحی بیان کے بعد امام صاحب کے فارس النسل ہونے کے بارے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی،

صاحب البيت أدرى بما فيه.

اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ روایت کا اطلاق صحیح مسلم کی حدیث پر کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دی تھی:

لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ أَوْ قَالَ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ. (۳)

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ معروف ائمہ فقہ میں سے صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہ واحد

(۱) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۲۳

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۷

(۳) صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب فضل فارس، ج ۴ ص ۱۹۷۲، رقم الحديث: ۲۵۴۶

شخص ہیں جو اصلاً فارسی النسل تھے، دیگر ائمہ ثلاثہ میں سے کوئی بھی اصلاً فارسی نہیں ہے، لہذا امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیث مبارکہ کے حقیقی مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حدیث مبارکہ اور اس کے مصداق کے متعلق اکابر اہل علم کے تفصیلی اقوال ان شاء اللہ آگے آئیں گے۔

فقہاء ثلاثہ میں سے کوئی بھی فارسی النسل نہ تھا

فقہ کے باقی ائمہ ثلاثہ میں سے کوئی ایک بھی اہل فارس میں سے نہ تھا، اس کی تفصیل درج ذیل حوالہ جات کے تحت کتب اسماء الرجال میں دیکھی جاسکتی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۹۳ھ میں ہوئی۔ ۲۲ روز بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال ۸۶ سال کی عمر میں اتوار کے دن ماہ ربیع الاول کو ۱۷۹ھ میں ہوا اور آپ کو جنت البقیع دفن کیا گیا۔ (۱)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۵۰ھ میں بیت المقدس کے علاقہ عسفان یا غزہ میں ہوئی، دو سال کی عمر میں آپ مکہ لائے گئے پھر یہیں رہے، آپ کا وصال ۵۴ سال کی عمر میں جمعہ کی رات بعد نماز مغرب ۲۰۴ھ میں مصر میں ہوا۔ (۲)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ والد اور والدہ دونوں کے اعتبار سے اصلاً عربی النسل تھے، ان کے والدین عرب قبیلہ شیبان بن ذہل بن ثعلبہ کی اولاد سے نسبت رکھتے تھے، ان کے والدین مرو سے ہجرت کر کے بغداد تشریف لائے اور یہاں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۲۰ ربیع الاول ۱۶۴ھ میں ہوئی، یہیں پروان چڑھے اور ۷۷ سال کی عمر میں کئی روز بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال ربیع الاول کے ۱۲ روز گزرنے کے بعد جمعہ کے دن بغداد

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: مالك بن أنس، ج۸ ص۴۸ — ۱۳۰ — ۱۳۲

(۲) تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: فصل في مولد الشافعي، ج۱ ص۴۵، ۴۶

میں ہی ۲۴۱ھ میں ہوا۔ [1]

اس تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ درج بالا تینوں ائمہ فقہ میں سے کوئی ایک بھی فارسی النسل نہ تھا، فارسی النسل صرف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق نبوی پیشین گوئی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ الجمعہ کی ابتدائی آیات میں فرمایا:

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک (باعظمت) رسول کو بھیجا وہ ان پر اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، اور ان (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بے شک وہ لوگ ان (کے تشریف لانے) سے پہلے گمراہی میں تھے۔ اور ان میں سے دوسرے لوگوں میں بھی (اس رسول کو تزکیہ و تعلیم کے لیے بھیجا ہے) جو ابھی ان لوگوں سے نہیں ملے (جو اس وقت موجود ہیں یعنی ان کے بعد کے زمانے میں آئیں گے)، اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں اللہ رب العزت نے دو طرح کے لوگوں کا ذکر کیا ہے:

ایک قسم کے لوگوں میں وہ امّی لوگ ہیں جنہیں آپ ﷺ نے بذات خود براہِ راست فیض یاب فرمایا، جنہیں آپ نے تلاوت، تزکیہ اور کتاب و حکمت کی تعلیم کے نور سے روشن کیا ہے۔

دوسری قسم کے لوگوں کا ذکر قرآن نے ''وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ'' کے

[1] تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: أحمد بن محمد بن حنبل، ج ۱ ص ۴۶۵

الفاظ سے بیان کیا ہے۔ ان سے مراد وہ لوگ تھے جو ابھی تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نہیں ملے تھے بلکہ بعد میں آنے والے تھے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیض ان کے لیے بھی بیان ہوا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے الفاظ کی تفسیر میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث ہے جسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، آپ فرماتے ہیں: ''وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ'' اور ان میں سے دوسرے لوگوں میں بھی (اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تزکیہ و تعلیم کے لیے بھیجا ہے) جو ابھی ان لوگوں سے نہیں ملے (جو اس وقت موجود ہیں یعنی ان کے بعد کے زمانہ میں آئیں گے)۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ تین بار یہی سوال کیا، اس وقت ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر رکھا، پھر فرمایا:

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ.[1]

اگر ایمان ثریا کی بلندیوں پر بھی ہوا تو اس کی قوم میں سے چند اشخاص یا فرمایا: ایک شخص اسے حاصل کرلے گا۔

امام بخاری کی بیان کردہ روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (یعنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ) کی قوم فارس کے لوگوں میں سے کچھ لوگ یا ایک شخص آئے گا، اگر ایمان ثریا کی بلندیوں تک بھی ہوگا تو وہ اتنی بلندی پر بھی پہنچ کر اس کی معرفت حاصل کرلے گا۔ اس روایت میں ایک شخص یا چند اشخاص کا بیان ہے۔ جب کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے

[1] صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب قولہ: وآخرین منهم لما یلحقوا بهم، ج۶ ص ۱۵۱، رقم الحدیث: ۴۸۹۷/ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج۴ ص ۱۹۷۲، رقم الحدیث: ۲۵۴۶

کہ اہل فارس اور ابناءِ فارس کی اولاد میں سے ایک شخص ہوگا جس کی طرف آیت کریمہ میں اشارہ ہے۔ حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ أَوْ قَالَ: مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ. [1]

اگر دین اوج ثریا پر بھی ہوتو اہل فارس (یا ابناء فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پالے گا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مشتمل روایت نو (۹) صحابہ سے مروی ہے

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مبنی روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نو (۹) صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔

۱.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۲.....حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

۳.....حضرت علی رضی اللہ عنہ

۴.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

۵.....حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۶.....حضرت مندوس رضی اللہ عنہ

۷.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۸.....حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ

[1] صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج ۴ ص ۱۹۷۲، رقم الحديث: ۲۵۴۶

۹.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

ا.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ''صحیح بخاري ''اور ''صحیح مسلم ''میں موجود ہے، دیکھئے: ❶

۲.....حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ''تاریخ أصبهان ''میں موجود ہے، دیکھئے: ❷

۳.....حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ''تاریخ أصبهان ''میں موجود ہے، دیکھئے: ❸

۴.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت ''تاریخ أصبهان ''میں موجود ہے، دیکھئے: ❹

۵.....حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ''تاریخ أصبهان ''میں موجود ہے، دیکھئے: ❺

۶...حضرت مندوس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ''معجم الصحابة ''میں موجود ہے، دیکھئے: ❻

۷.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ''المعجم الكبير للطبراني '' میں موجود ہے، دیکھئے: ❼

---

❶صحیح بخاری: كتاب التفسير، باب قوله: وآخرين منهم لما يلحقوا بهم، ج۶ ص ۱۵۱، رقم الحديث:۴۸۹۷/ صحیح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج۴ ص ۱۹۷۲، رقم الحديث: ۲۵۴۶ ❷تاريخ أصبهان: مقدمة: ج ۱ ص ۲۵

❸تاريخ أصبهان: باب الياء، يحيى بن معدان، ج۲ ص ۳۴۰

❹تاريخ أصبهان: مقدمة: ج ۱ ص ۲۶ ❺ تاريخ أصبهان: مقدمة: ج ۱ ص ۲۵ ❻معجم الصحابة: باب الميم، مندوس، ج۳ ص ۱۲۹، رقم: ۱۱۵۲ ❼المعجم الكبير: باب العين، من مسند عبدالله بن مسعود، ج ۱۰ ص ۲۰۴، رقم الحديث: ۱۰۴۷۰

۸.....حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ''مصنف ابن أبي شيبة'' میں موجود ہے، دیکھئے: ❶

۹...حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت ''المستدرک علی الصحیحین'' میں موجود ہے، دیکھئے: ❷

یاد رہے کہ اس حدیث کا تعلق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب سے نہیں ہے جیسا کہ بعض حضرات کو غلط فہمی ہوئی ہے، بلکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ مستقبل کی ایک پیشن گوئی بیان کی ہے، اور یہ حدیث ایمان، دین، علم، تینوں قسم کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے، چونکہ اس روایت میں فضیلت کا تعلق اہلِ فارس کے ساتھ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ فارس کی طرف اشارہ کرنے کے لئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا کہ جس فارس سے یہ ہے، اسی قومِ فارس سے ایک شخص ہوگا جو دین کو ثریا کی بلندیوں سے بھی اتارے گا اور اس کی معرفت حاصل کرے گا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر فقط اس لئے کیا کہ ان کا تعلق سرزمینِ فارس سے تھا۔

اس حدیث کو نو مختلف صحابہ کرام نے روایت کیا، صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو ان کے تیرہ (۱۳) مختلف شاگردوں نے نقل کیا، اسی طرح دیگر صحابہ سے بھی ان کے مختلف تلامذہ نے اس روایت کو نقل کیا، اس روایت کو مختلف طرق واسانید کے ساتھ تقریباً اکتیس (۳۱) محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو نقل کیا ہے، جن میں امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۵ھ)، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ)، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی

❶ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، باب ماجاء في العجم، ج٦ ص ٤١٥، رقم الحديث: ٣٢٥١٥ ❷ المستدرك على الصحيحين: كتاب تعبير الرؤيا، ج٤ ص ٤٣٧، رقم الحديث: ٨١٩٤

۲۵۶ھ)، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ)، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ)، امام ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۷ھ)، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۱ھ)، امام ابن قانع رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۵۱ھ)، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۵۴ھ)، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۰ھ)، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ)، امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ)، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ)، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ)، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۷ھ) وغیرہم ان میں سے کسی ایک محدث نے بھی اس روایت کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں بیان نہیں کیا، خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشن گوئی کی جو حرف بہ حرف مکمل ہوئی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے، آپ نے جس بات کی خبر دی ویسا ہی ہوا، اور اس کا مصداق اکابر اہلِ علم کے نزدیک امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرار پائے۔

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اس صحیح حدیث کی بنیاد پر اپنی معروف کتاب "سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے مستقل ایک باب قائم کیا:

الباب الثالث والخمسون في إشارته صلى الله عليه وسلم إلى وجود الإمام أبي حنيفة.

یعنی اس ترپن نمبر باب میں اس حدیث کا ذکر ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اعظم ابوحنیفہ کے وجود کی پیشن گوئی فرمائی۔ علامہ صالحی رحمۃ اللہ علیہ باوجود یہ کہ شافعی المسلک ہونے کے انہوں نے اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا اور بقاعدہ اس پر باب قائم کیا، پھر اس کے تحت اس حدیث کے متعدد طرق اور اسانید کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضي الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه. ❶

ہمارے شیخ علامہ جلال الدین سیوطی نے یقین کے ساتھ فرمایا کہ اس حدیث سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت اور فضیلت کے سلسلے میں اسی روایت پر اعتماد کیا جائے گا:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة. ❷

علامہ احمد بن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٩٧٣ھ) نے بھی اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا، آپ نے عنوان قائم کیا:

فيما ورد من تبشير النبي ﷺ بالإمام أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ.

پھر فرمایا کہ حافظ محقق جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٩١١ھ) نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت کے سلسلے میں اس صحیح اصل پر اعتماد کیا جائے گا، اور اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کامل فضیلت ہے:

قال الحافظ المحقق الجلال السيوطي، هذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة بأبي حنيفة رحمه الله وفي الفضيلة التامة. ❸

اندازہ کیجئے کہ تینوں جلیل القدر ائمہ علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ محمد بن یوسف صالحی، علامہ احمد بن حجر ہیتمی، باوجود یہ کہ تینوں شافعی المسلک ہیں انہوں نے اس حدیث کا مصداق

❶ سبل الهدى والرشاد: أبواب معجزاته، الباب الثالث والخمسون، ج ١٠ ص ١١٦

❷ سبل الهدى والرشاد: أبواب معجزاته، الباب الثالث والخمسون، ج ١٠ ص ١١٦

❸ الخيرات الحسان: المقدمة الثالثة، ص ٢٣

صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا ہے۔

سات اکابر اہلِ علم کے نزدیک حدیث کا مصداق امامِ اعظم ہیں

رسول اکرم کی اس پیشن گوئی کا ایک مصداق شارحین حدیث نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا ہے۔

۱.....علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة. [1]

بشارت میں یہ قابل اعتماد اصل صحیح ہے۔

۲.....علامہ محمد بن یوسف الصالحی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے یہ بات یقین کے ساتھ کہی ہے کہ حدیث سابق سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے امام صاحب کے زمانے میں اہل فارس میں سے کوئی بھی امام صاحب کے علمی مقام کو نہیں پہنچ سکا ہے اور نہ ہی آپ کے تلامذہ کے مقام کو کوئی پہنچ سکا ہے:

وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضى الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه، لأنه لم يبلغ من أبناء فارس في العلم مبلغه، ولا مبلغ أصحابه. [2]

۳.....علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ہمارے استاذ نے یقین کے ساتھ یہ بات کہی

[1] تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: ذكر تبشير النبيﷺ به، ص ۲۱

[2] سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، أبواب معجزاته ﷺ، الباب الثالث والخمسون، ج ۱۰ ص ۱۱۶

۶.....حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے مصداق میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ داخل ہیں:

امام ابوحنیفہ دریں حکم داخل است. ❶

نیز فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ماوراء النہر، خراسان اور اہل فارس کے ائمہ سب اس میں داخل ہیں۔ ❷

۷.....مشہور غیر مقلد عالم علامہ نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں کہ درست بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس بشارت میں داخل ہیں:

صواب آنست کہ ہم امام ابوحنیفہ دراں داخل است. ❸

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا

آپ کے دادا حضرت نعمان بن مرزبان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کتبِ تاریخ میں ایک واقعہ آتا ہے، چونکہ وہ فارسی النسل تھے لہٰذا ان کے ہاں نوروز (اہل فارس کا قومی جشن) عید کے طور پر منایا جاتا تھا، جب نوروز آیا تو وہ مسرت وخوشی کا اظہار کرنے کے لیے فالودہ لے کر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

امام صاحب کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

والنعمان بن المرزبان أبو ثابت هو الذي أهدى لعلي بن أبي طالب الفالوذج في يوم النيروز، فقال: نَوْرُزُوْنَا كل يوم. وقيل: كان ذلك في المهرجان، فقال: مَهْرِجُونا كل يوم. ❹

---

❶ کلمات طیبات: مجموعہ مکاتیب شاہ ولی اللہ، ص ۶۸، بحوالہ مقام ابی حنیفہ، ص ۸۶ ❷ ازالۃ الخفاء: ج ۱ ص ۲۷۱، بحوالہ مقام ابی حنیفہ، ص ۸۶ ❸ اتحاف النبلاء: ص ۴۲۴، بحوالہ مقام ابی حنیفہ، ص ۸۶

❹ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۱۳ ص ۳۲۷

نعمان بن مرزبان ابوثابت وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نوروز کے دن فالودہ پیش کیا، تو آپ نے فرمایا: ہمارا نوروز ہر دن ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: یہ مہرجان (میلہ) کا دن تھا تو آپ نے فرمایا: ہمارا مہرجان ہر روز ہوتا ہے۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں سب سے پہلے تابعیت کے منصب پر فائز ہونے والے ان کے دادا حضرت نعمان تھے۔

امام اعظم کے دادا حضرت نعمان کے قیام کوفہ کے دوران ہی امام اعظم کے والد حضرت ثابت بن نعمان پیدا ہوئے، امام اعظم کے والد حضرت ثابت ابھی کم سن تھے کہ انہیں ان کے والد حضرت نعمان اپنے ساتھ لے کر سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے حق میں دعا کے لیے عرض کیا، یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ایک دو سال کے بچے کو کسی برگزیدہ ہستی کی خدمتِ اقدس میں لے جا کر دعا کے لیے پیش کیا جائے تو وہ دو سال یا تین سال کے بچے کی اولاد کے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اے اللہ! اس کو اور اس کے ساتھ اس کی اولاد کو بھی برکت دے۔

اس واقعہ میں قابلِ توجہ بات جس کو خطیب بغدادی، امام صیمری، امام مزی، امام ذہبی اور امام سیوطی رحمہم اللہ سمیت ہر محدث اور مؤرخ نے بلا اختلاف لکھا، یہ ہے کہ جب حضرت نعمان نے اپنے بیٹے ثابت کو جو دو تین سال کے بچے تھے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں دعا کے لیے پیش کیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف ثابت بلکہ ان کی اولاد کے لیے بھی برکت کی دعا فرمائی۔ امام اعظم کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

ذهب ثابت إلى علي بن أبي طالب وهو صغير ، فدعا له بالبركة فيه

وفي ذرّيته، ونحن نرجو من اللّٰه أن يكون قد استجاب اللّٰه ذلك لعلي بن أبي طالب فينا. ❶

(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد) ثابت جب کہ وہ چھوٹے سے تھے حضرت علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، تو آپ نے ثابت کے لیے اوران کی اولاد کے لیے دعا کی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اس نے ہمارے حق میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی ہے۔

اس روایت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت کے لیے دعا فرمائی تو نہ صرف ان کے لیے بلکہ اس دعا میں آپ کی اولاد کو بھی شامل فرمایا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں امام صاحب کے غیر معمولی مرتبہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

دوسری اہم بات جسے اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا:

ونحن نرجو من اللّٰه أن يكون قد استجاب اللّٰه ذلك لعلي بن أبي طالب فينا.

اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اس نے ہمارے حق میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی ہے۔

اپنے الفاظ میں انہوں نے اس حقیقت حال کو بیان کیا ہے کہ میرے دادا ابوحنیفہ کے امام اعظم ہونے اور شرق سے غرب تک ان کی فقہ کے رائج و مقبول ہونے میں اللہ پاک نے جو برکات عطا فرمائی ہیں دراصل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اسی دعا کا صدقہ ہے جو انہوں نے میرے پردادا ثابت کو دی۔

---

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۷/ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۱۶
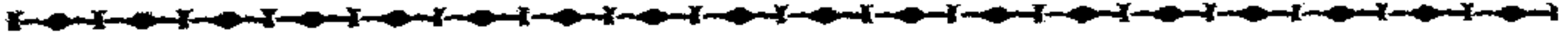
صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی ہو اور وہ اسلام پر ہی فوت ہوا ہو اگر چہ درمیان میں مرتد ہو گیا ہو۔ (مذکورہ تعریف میں) لقاء سے مراد (ایسی ملاقات) ہے جو باہم بیٹھنے، چلنے پھرنے اور دونوں میں سے ایک کے دوسرے تک پہنچنے سے ہو، اگر چہ اس سے مکالمہ بھی نہ کیا ہو، یہ مجلس اس لحاظ سے عام ہے (جس میں صرف کسی مسلمان کا آپ ﷺ تک پہنچنا ہی کافی ہے) اور لقاء میں ہی ایک دوسرے کو بنفسہ یا بغیرہ دیکھنا بھی داخل ہے۔

تابعی کی تعریف

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

وهو من لقي الصحابي كذلك، وهذا متعلق باللقاء. [1]

تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو اسی طرح (جیسا کہ صحابی کی تعریف میں مذکور ہوا۔) اور اس (تعریف) کا تعلق ملاقات کے ساتھ ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

هو من لقيه وإن لم يصحبه كما قيل في الصحابي، وعليه الحاكم، قال ابن الصلاح: وهو أقرب، قال المصنف: وهو الأظهر، قال العراقي: وعليه عمل الأكثرين من أهل الحديث. [2]

تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو اگر چہ اس کی صحبت اختیار نہ کی ہو جیسا کہ صحابی کے بارے میں کہا گیا ہے، یہی امام حاکم کا موقف ہے، ابن صلاح نے (اس تعریف پر) کہا: یہ قریب ترین ہے، مصنف (امام نووی) نے کہا: یہ زیادہ واضح ہے، عراقی

[1] نزهة النظر شرح نخبة الفكر: ص ۱۳۴

[2] تدريب الراوی: النوع الأربعون: معرفة التابعين، ج ۲ ص ۲۰۱

نے کہا: اکثر محدثین کا اسی پر عمل ہے۔

جمہور محدثین کے نزدیک تابعی ہونے کیلئے صرف رؤیت صحابی کافی ہے

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

ثم اعلم أن جمهور علماء أصول الحديث على أن الرجل بمجرد اللُّقيِّ والرؤية للصحابي يصير تابعيا ولا يُشترط أن يصحبه مدة ولا أن ينقل عنه رواية، بخلاف الصحابي فإن بعض الفقهاء شرطوا في كونه صحابيا طول الصحبة أو المرافقة في الغزو أو الموافقة في الرواية۔ [1]

پھر واضح رہے کہ جمہور علماء اصولِ حدیث اس طرف گئے ہیں کہ مجرد لقاء اور رؤیت صحابی سے تابعیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے، اور تابعی ہونے کیلئے نہ صحابی کی صحبت میں کچھ مدت کیلئے رہنا شرط ہے، اور نہ اس سے کسی روایت کا نقل کرنا، برخلاف صحابی کے کہ بعض فقہاء نے صحابی ہونے کیلئے طولِ صحبت یا کسی غزوہ میں رفاقت یا روایت میں موافقت کو شرط قرار دیا ہے۔

صحابی اور تابعی کی فضیلت حدیث کی روشنی میں

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ معروف ائمہ فقہ وحدیث میں صرف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ واحد امام ہیں جو تابعی ہیں، آپ کے علاوہ باقی ائمہ کرام امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ائمہ صحاح ستہ (امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداود، امام نسائی اور امام ابن ماجہ) رحمہم اللہ میں سے کوئی امام بھی تابعی نہیں ہے۔ امام صاحب وہ خوش نصیب ہیں جنہیں

[1] مجموعة رسائل اللكهنوي: إقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة، ج ۲ ص ۳۵

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت نصیب ہوئی۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُكُم قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ. ❶

تم میں بہترین میرا زمانہ ہے، پھر میرے بعد ان کا زمانہ جو ان سے ملیں (یعنی تابعین کا) اور پھر اس کے بعد جو ان سے ملیں (یعنی تبع تابعین کا زمانہ)۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي. ❷

اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا (یعنی صحابی) یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا (یعنی تابعی)۔

ان احادیث سے صحابی اور تابعی کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے۔

امام اعظم کے تابعی ہونے پر پچیس (۲۵) اکابر اہلِ علم کی تصریحات

۱..... خود امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی تصریح

خود امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنے کے بارے میں فرمایا:

رأيت أنس بن مالک قائما يصلي. ❸

❶ صحیح بخاری: کتاب الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور إذا شهد، ج۳ ص ۱۷۱، رقم الحديث: ۲۶۵۱ ❷ سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب ما جاء في فضل من رأى النبي ﷺ وصحبه، ج۵ ص ۶۹۴، رقم الحديث: ۳۸۵۸

❸ مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: ص ۲۴

میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ وہ حالت قیام میں تھے۔

ایک اور روایت میں امام صاحب نے فرمایا:

قدم أنس بن مالک الکوفة ونزل النخع رأیته مرارًا۔ ❶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے اور مقام نخع پر اترے، میں نے انہیں کئی بار دیکھا۔

۲.....امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) کی تصریح

معروف مؤرخ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا:

أن أبا حنیفة رأی أنس بن مالک وعبد اللّٰه بن الحارث بن جزء۔ ❷

یقیناً امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک اور عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔

۳.....امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصریح

صاحب ''حلیة الأولیاء ومعرفة الصحابة'' امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان قائم کیا کہ ''ذکر من رأی من الصحابة وروی عنهم'' ان صحابہ کا تذکرہ جن کا آپ نے دیدار کیا ہے اور صحابہ سے روایت حدیث کی۔ پھر آپ نے نقل کیا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور روایت حدیث کی ہے:

ذکر من رأی من الصحابة وروی عنهم أنس بن مالک وعبد اللّٰه بن

❶ التدوین في أخبار قزوین: باب العین، الاسم العاشر، ج۳ ص ۱۵۳ ❷ جامع بیان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج۱ ص ۲۳۰، رقم الحدیث: ۲۱۶

الحارث بن جزء الزبیدی.❶

۴.....امام ابن ندیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۸ھ) کی تصریح

امام ابنِ ندیم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

وكان من التابعين، ولقي عدة من الصحابة، وكان من الورعين الزاهدين.❷

امام ابوحنیفہ تابعین میں سے تھے، آپ نے متعدد صحابہ کرام سے ملاقات کی، آپ زاہدوں اور متقیوں میں سے تھے۔

۵.....خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی تصریح

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھا ہے:

رأى أنس بن مالك.❸

آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔

۶.....امام سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ھ) کی تصریح

امام ابوسعد عبدالکریم بن محمد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

رأى أنس بن مالك.❹

آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔

❶مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: مقدمة، ص ۲۴

❷الفهرست: الفن الثاني في أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ج ۱ ص ۲۵۱

❸تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۵

❹الأنساب: باب الراء والألف، الرابي، ج ۶ ص ۶۴

۷.....علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ) کی تصریح

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں:

ولد سنة ثمانين، رأى أنس بن مالك. ❶

آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔

۸.....امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) کی تصریح

شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أبو حنيفة التيمي، إمام أصحاب الرأی، وفقيه أهل العراق، رأی أنس بن مالك. ❷

امام ابوحنیفہ تیمی اصحاب الرائے کے امام، اہل عراق کے فقیہ، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

۹.....قاضی ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) کی تصریح

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وذكر الخطيب في تاريخ بغداد أنه رأی أنس بن مالك. ❸

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔

۱۰.....امام ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی تصریح

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور سسر، رجال حدیث سے گہری واقفیت

❶ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۸ ص ۱۲۹

❷ تهذيب الأسماء واللغات: النوع الثاني: الكنى، حرف الحاء، ج۲ ص ۲۱۶

❸ وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج۵ ص ۴۶۰

رکھنے والے امام ابو الحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ اہل عراق کے فقیہ ہیں، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے:

النعمان بن ثابت التيمي، أبو حنيفة الكوفي، فقيه أهل العراق، رأى أنس بن مالك. ❶

۱۱.....علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصریح

عظیم نقاد محدث امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرمایا:

رأى أنس بن مالك لما قدم عليهم الكوفة. ❷

جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کے پاس تشریف لائے تو امام صاحب نے ان کی زیارت کی تھی۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو صراحتاً تابعی بھی لکھا ہے:

وكان من التابعين لهم إن شاء الله بإحسان، فإنه صحّ أنه رأى أنس بن مالك إذ قدمها أنس. ❸

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے ان شاء اللہ تابعین میں سے ہیں، کیونکہ یہ بات صحیح ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو آپ نے ان کی زیارت کی۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "تذكرة الحفاظ" میں صراحت کے ساتھ یہ بات لکھی کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا:

رأى أنس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة. ❹

❶تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۲۹ ص۴۱۸ ❷سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج۶ ص۳۹۱ ❸مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص۱۴ ❹تذكرة الحفاظ: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج۱ ص۱۲۶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا جب وہ اہل کوفہ کے پاس تشریف لائے۔

نیز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مفصل کتاب ''تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام'' میں بھی بڑے واضح الفاظ میں یہ بات نقل کی ہے کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ کوفہ میں دیکھا جب وہ کوفہ تشریف لائے:

رأی أنس بن مالک غیر مرة بالکوفة إذ قدمها أنس. ❶

اس طرح آپ نے اپنی تصنیف ''العبر في خبر من غبر'' میں بھی جزم کے ساتھ یہ نقل کیا کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے:

رأی أنساً. ❷

بندے نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی مطبوعہ تمام کتابیں دیکھی ہیں، کسی میں بھی آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت کا انکار نہیں کیا، بلکہ ہر تصنیف میں بڑے واضح الفاظ میں آپ کی تابعیت کی صراحت کی۔

١٢......علامہ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٧٦٤ھ) کی تصریح

علامہ صلاح الدین الصفدی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

رأی أنس بن مالک غیر مرّة بالکوفة. ❸

آپ نے کوفہ میں کئی بار حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔

❶تاریخ الإسلام: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت: ج۹ ص٣٠٦

❷العبر في خبر من غبر: سنة خمسین ومائة، ج١ ص١٦٤

❸الوافي بالوفیات: ترجمة: الإمام أبو حنیفة، ج٢٧ ص٨٩

۱۳.....امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۸ھ) کی تصریح

امام ابومحمد عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

مولده سنة ثمانين، رأى أنسا. (1)

آپ کی ۸۰ھ میں ولادت ہوئی اور آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

۱۴.....حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) کی تصریح

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أحد الأئمه الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة، وهو أقدمهم وفاة لأنه أدرک عصر الصحابه ورأى أنس بن مالک. (2)

(امام ابوحنیفہ) ان چار ائمہ میں سے ایک ہیں جن کے مذاہب کی اتباع کی جاتی ہے اور آپ وفات کے اعتبار سے ان سب سے مقدم ہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

۱۵.....امام زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۶ھ) کی تصریح

حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''التقييد والإيضاح'' میں تابعی کی تبع تابعی سے روایت کرنے پر بحث کرتے ہوئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان تابعین میں کیا ہے جنہوں نے امام عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعی سے روایت کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

الأمر الثالث أنه قد روى عنه جماعة كثيرون من التابعين غير هؤلاء، وهم: ثابت بن عجلان، وحسان بن عطية، وعبد الله بن عبد الرحمن بن

(1) مرآة الجنان وعبرة اليقظان: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۲۴۲

(2) البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، الإمام أبو حنيفة، ج ۱۰ ص ۱۱۴

يعلى الطائفي، وعبد الملك بن عبد العزيز بن جريج، والعلاء بن الحرث الشامي، ومحمد بن إسحاق بن يسار، ومحمد بن جحادة، ومحمد بن عجلان، وأبو حنيفة النعمان بن ثابت ..... وغيرهم. ❶

تیسرا امر یہ ہے کہ ان محدثین کے علاوہ تابعین کی ایک کثیر جماعت نے بھی (تبع تابعی) عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے، وہ (تابعین) یہ ہیں: ثابت بن عجلان، حسان بن عطیہ، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یعلی الطائفی، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جُریج، علاء بن الحرث الشامی، محمد بن اسحاق ابن یسار، محمد بن جحادہ، محمد بن عجلان اور ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہم اللہ اور دیگر تابعین کرام۔

۱۶.....علامہ ابن الوزیر یمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۰ھ) کی تصریح

علامہ محمد بن ابراہیم بن علی المعروف ابن الوزیر یمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اہل زبان تھے، ان کی زبان درست اور فصیح تھی، انہوں نے اہل عرب کا زمانہ پایا، جریر اور فرزدق کے معاصر رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دو مرتبہ دیکھا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو گہوارے میں نہیں دیکھا بلکہ ہوش اور تمیز کے بعد دیکھا ہے:

وكان الإمام أبو حنيفة من أهل اللسان القويمة، واللغة الفصيحة، فقد أدرك زمان العرب، وعاصر جريرا والفرزدق، ورأى أنس بن مالك خادم رسول الله ﷺ مرتين، وقد توفي أنس سنة ثلاث وتسعين من الهجرة، والظاهر أن أبا حنيفة ما رآه في المهد، وإنما رآه بعد التميز. ❷

❶ التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح، النوع الحادى والأربعون، معرفة الأكابر الرواة عن الأصاغر، ص ٣٣٢ ❷ العواصم والقواصم في الذب عن سنة أبي القاسم: المسلك الرابع، وأماما قدح به على الإمام أبي حنيفة، ج ٢ ص ٨٦

۱۷.....حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصریح

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

النعمان بن ثابت التيمي أبو حنيفة الكوفي مولى بني تيم الله بن ثعلبة. رأى أنسا. ❶

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تیمی الکوفی بنو تیم اللہ بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت کے بارے میں پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

رفع هذا السوال إلى الحافظ ابن حجر فأجاب بما نصه أدرك الإمام أبو حنيفة جماعة من الصحابة لأنه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة وبها يومئذ من الصحابة عبد الله بن أبي أوفى فإنه مات بعد ذلك بالاتفاق وبالبصرة أنس بن مالك ومات سنة تسعين أو بعدها وقد ورد ابن سعد بسند لا بأس به أن أباحنيفة رأى أنسا وكان غير هذين في الصحابة بعدة من البلاد أحياء وقد جمع بعضهم جزءا فيما ورد من رواية أبي حنيفة عن الصحابة لكن لا يخلو إسناده من ضعف والمعتمد على إدراكه ما تقدم وعلى رؤيته لبعض الصحابة ما أورده ابن سعد في الطبقات فهو بهذا الاعتبار من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لأحد من أئمة الأمصار المعاصرين له كالأوزاعي بالشام والحمادين بالبصرة والثوري

❶تهذيب التهذيب: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج١٠ ص ٤٤٩

بالكوفة ومالك بالمدينة ومسلم بن خالد بمكة والليث بن سعد بمصر والله أعلم. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت کا سوال حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اٹھایا گیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل جواب دیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا ہے، اس لیے کہ آپ کی کوفہ میں (۸۰ھ) میں ولادت ہوئی ہے، اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے، اسلئے کہ بالاتفاق ان کی وفات (۸۰ھ) کے بعد ہوئی ہے، اور ان دنوں بصرہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ موجود تھے اس لیے کہ ان کی وفات (۹۰ھ) میں یا اس کے بعد ہوئی ہے۔ اور ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے یہ بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس کو دیکھا ہے، نیز ان دونوں حضرات کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ مختلف شہروں میں بقیدِ حیات موجود تھے اور بعض علماء نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث کے بارے میں مختلف جز جمع کیے ہیں لیکن ان کی اسناد ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ امام صاحب کے ادراک صحابہ کے باب میں قابل اعتماد وہ امر ہے جو گزر چکا اور بعض صحابہ کی رؤیت کے بارے میں قابل اعتماد وہ روایت ہے جس کو ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے لہذا اس اعتبار سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعین کے طبقے میں سے ہیں اور یہ مرتبہ دوسرے شہروں میں بسنے والے آپ کے ہم عصر ائمہ میں سے کسی ایک کو بھی حاصل نہ ہوسکا، جیسے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ جو شام میں تھے، اور امام حمادین (امام حماد بن سلمہ اور امام حماد بن زید) کو جو بصرہ میں تھے، اور امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو جو کوفہ میں تھے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو جو مدینہ میں تھے، اور امام مسلم بن

❶ تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر من أدركه من الصحابة، ص ۲۵، ۲۶

خالد رحمۃ اللہ علیہ کو جو مکہ میں تھے، امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کو جو مصر میں تھے (ان میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل نہیں ہوا) واللہ اعلم۔

۱۸.....امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی تصریح

شارح بخاری وہدایہ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ان کی زیارت کرنے کو درج ذیل الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

عبد اللّٰه بن أبي أوفى واسم أبي أوفى علقمة الأسلمي، له ولأبيه صحبة، وهو آخر من مات بالكوفة من الصحابة وهو من جملة من رآه أبو حنيفة من الصحابة. ❶

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، ابواوفی کا نام علقمہ اسلمی ہے، حضرت ابن ابی اوفی اور آپ کے والد گرامی کو صحابیت کا شرف حاصل ہے، آپ وہ آخری صحابی ہیں جنہوں نے کوفہ میں وصال فرمایا اور آپ کا شمار ان جملہ صحابہ میں ہوتا ہے جن کی امام ابوحنیفہ نے زیارت کی ہے۔

دوسرے مقام پر امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عبد اللّٰه بن أبي أوفى واسمه علقمة بن خالد بن الحارث الأسلمي المدني، من أصحاب بيعة الرضوان، وروى له خمسة وتسعون حديثاً، للبخاري خمسة عشر. وهو آخر من بقي من أصحابه بالكوفة، مات سنة سبع وثمانين، وهو أحد الصحابة السبعة الذين أدركهم أبو حنيفة سنة

❶ عمدة القاري شرح صحيح البخاري: كتاب البيوع، باب ما يكره من الحلف في البيع، ج ۱۱ ص ۲۰۶

ثمانين و كان عمره سبع سنين سنّ التميز والإدراك من الأشياء. ❶

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ آپ کے والد کا نام حضرت علقمہ بن خالد بن حارث اسلمی مدنی رضی اللہ عنہ ہے، آپ بیعت رضوان میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، آپ سے (٩٥) احادیث روایت کی گئی ہیں، (جن میں سے) امام بخاری نے (١٥) روایت کی ہیں، آپ وہ آخری صحابی ہیں جنہوں نے کوفہ میں (٨٧ھ) میں وصال فرمایا، اور آپ کا شمار ان سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے ہوتا ہے جن کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے (٨٠ھ) میں پایا، امام ابوحنیفہ کی عمر اس وقت سات سال کی تھی جو کہ اشیاء کو سمجھنے اور ان میں تمیز کرنے کا وقت ہوتا ہے۔

تیسرے مقام پر امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے ایک ہیں جن سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، لہٰذا کسی منکر متعصب کی بات کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا:

عبد اللّٰه بن أبي أوفى وهو أحد من روى عنه أبو حنيفة ولا يلتفت إلى قول المنكر المتعصب. ❷

نیز علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ تابعین کے سرداروں میں سے ہیں، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اس بات میں شک نہیں کرسکتا مگر جاہل اور حاسد شخص:

كان أبو حنيفة رحمه الله من سادات التابعين، رأى أنس بن مالك، ولا يشك فيه إلا جاهل وحاسد. ❸

❶ عمدة القاري شرح صحيح البخاري: كتاب الزكاة، باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة، ج٩ ص٩٥ ❷ عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الحج، باب متى يحل المعتمر، ج١٠ ص١٢٨ ❸ مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، الفصل الثالث فيمن رأى أبو حنيفة من الصحابة وروى عنهم، ج٣ ص١٢٢

۱۹.....امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ) کی تصریح

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذِ خاص علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(وفي الخمسين ومائة) من السنين الإمام المقلد أحد من عُدّ في التابعين (أبو حنيفة) النعمان بن ثابت الكوفي (قضى) أى مات. ❶

۱۵۰ھ میں وہ امام جن کی تقلید کی جاتی ہے اور جنہیں تابعین میں شمار کیا جاتا ہے یعنی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کی وفات ہوئی۔

۲۰.....علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصریح

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "طبقات الحفاظ" میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یوں تعارف کراتے ہیں:

أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمى الكوفي، فقيه أهل العراق، وإمام أصحاب الرأى، رأى أنساً. ❷

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت التیمی الکوفی اہل عراق کے فقیہ اور اصحاب الرائے کے امام، آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

۲۱.....امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۳ھ) کی تصریح

شارح بخاری امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(ابن أبي أوفى) عبد الله الصحابي ابن الصحابي وهو آخر من مات من الصحابة بالكوفة سنة سبع وثمانين وقد كفّ بصره قبل. وقد رآه أبو

❶ فتح المغيث بشرح الفية الحديث: وفيات أصحاب المذاهب، ج ۴ ص ۳۳۷

❷ طبقات الحفاظ: الطبقة الخامسة، ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۸۰

حنيفة وعمره سبع سنين. ❶

(ابن ابی اوفی) عبداللہ جو صحابی ابن صحابی ہیں، آپ ۸۷ھ میں کوفہ میں وصال فرمانے والے صحابہ کرام میں سب سے آخری ہیں، وصال سے قبل آپ نابینا ہو گئے تھے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر میں آپ کی زیارت کی تھی۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کسی مسئلہ پر ائمہ کرام کا موقف بیان کرتے ہوئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو تابعین میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهذا مذهب الجمهور من الصحابة: كابن عباس وعلي ومعاوية وأنس بن مالك وخالد بن الوليد وأبي هريرة وعائشة وأم هاني رضى الله عنهم. ومن التابعين: الحسن البصري وابن سيرين والشعبي وابن المسيب وعطاء وأبو حنيفة. ومن الفقهاء: أبو يوسف ومحمد والشافعي ومالك وأحمد. ❷

یہ جمہور کا مذہب ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابن عباس، حضرت علی، حضرت معاویہ، حضرت انس بن مالک، حضرت خالد بن ولید، حضرت ابو ہریرہ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہم۔ اور تابعین میں سے امام حسن بصری، امام ابن سیرین، امام شعبی، امام ابن مسیّب، امام عطاء اور امام ابوحنیفہ جب کہ فقہاء میں سے امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ۔

۲۲.....امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) کی تصریح

صاحب سبل الہدی والرشاد علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید، امام محمد بن

❶ إرشاد الساري شرح صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين، ج ١ ص ٣٩٦ ❷ إرشاد الساري شرح صحيح البخاري: كتاب الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به، ج ٢ ص ١٨

یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ ائمہ حدیث نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرنے کو صحیح قرار دیا ہے:

وصحوا رؤيا لأنس بن مالك رضى الله عنه. ❶

نیز علامہ صالحی رحمۃ اللہ علیہ بڑے واشگاف الفاظ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت کو بیان کرتے ہیں:

اعلم رحمك الله أن الإمام أبا حنيفة رضى الله عنه من أعيان التابعين.

نیز اگلے صفحے پر آپ فرماتے ہیں:

فأبو حنيفة رضى الله عنه من أعيان التابعين. ❷

٢٣.....امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٩٧٣ھ) کی تصریح

امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صح كما قاله الذهبي: أنه رأى أنس بن مالك وهو صغير، وفي رواية: رأيته مراراً وكان يخضب بالحمرة.

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح ہے جیسا کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور ایک روایت میں (آپؒ سے مروی) ہے کہ میں نے انہیں کئی مرتبہ دیکھا ہے اور وہ سرخ خضاب لگاتے تھے۔

نیز آپ کی تابعیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فهو من أعيان التابعين الذين شملهم قوله تعالى: ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث، ص ٦٢

❷ عقود الجمان: الباب الثالث، ص ٤٩، ٥٠

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شماران تابعین میں ہوتا ہے جواللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت آتے ہیں: ''اور درجہ احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے، اللہ ان (سب) سے راضی ہوگیا اور وہ (سب) اس سے راضی ہو گئے، اور اس نے ان کے لئے جنتیں تیار فرما رکھیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہی زبردست کامیابی ہے''۔

۲۴.....ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی تصریح

شارح مشکوۃ، مجدد ملت، محدثِ کبیر ملاعلی قاری تابعی کی تعریف کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس تعریف کی رُو سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعین کے زمرے میں شامل ہیں، یقینی بات ہے کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی زیارت کی تھی:

قلت: وبه يندرج الإمام الأعظم في سلك التابعين، فإنه قد رأى أنس بن مالك وغيره من الصحابة. ❷

۲۵.....علامہ ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) کی تصریح

علامہ عبدالحیٔ بن احمد بن محمد ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا مبسوط ترجمہ لکھا، اور جزم کے ساتھ لکھا کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور اس کے علاوہ صحابہ کو بھی دیکھا، پھر آپ نے وہ اشعار نقل کئے جن میں بعض اہل علم کی رائے کے مطابق آپ نے چھ صحابہ کا دیدار کیا جنہوں نے طہٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی۔

---

❶ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل السادس، ص ۳۳ ❷ شرح شرح نخبة الفكر: تعريف التابعي، ص ٦٩٦، الناشر: قدیمی کتب خانہ

وہ چھ صحابہ یہ ہیں: ۱..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔ ۲..... حضرت عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ۔
۳..... حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ۔ ۴..... حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ۔
۵..... حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ۔ ۶..... حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ۔

الإمام أبو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي، مولده سنة ثمانين، رأى أنساً وغيره، ونظم بعضهم من لقى من الصحابة فقال:

لقى الإمام أبو حنيفة ستّة
من صحب طه المصطفى المختار
أنساً وعبد اللّٰه نجل أنيسهم
وسميّه ابن الحارث الكرّار
وزاد ابن أبي أوفى وابن واثلة الرّضى
واضمم إليهم معقل بن يسار [1]

قارئین کرام! بندہ نے بفضل اللہ تعالیٰ آپ کے سامنے پچیس (۲۵) اکابرِ اہل علم کی تصریحات واضح الفاظ میں نقل کر دیں، ان میں اکثر محدثین، حدیث اور رجالِ حدیث سے گہری واقفیت رکھنے والے ہیں، یہ سب حنفی ہی نہیں بلکہ اکثر شافعی، مالکی اور حنبلی ہیں، سب نے صیغہ جزم کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تابعیت کا اقرار کیا ہے، یہ سب چوٹی کے علماء ہیں، ان میں سے اگر کوئی ایک بھی تصریح کر دیتا تب بھی کافی تھا لیکن اتنی بڑی جماعت نے بڑے واضح اور دوٹوک الفاظ میں لکھا کہ آپ نے صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ شریعت میں دو گواہوں کی شہادت بھی کافی ہے لیکن بندہ نے دس گنا زیادہ

[1] شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۲۲۹

تصریحات نقل کی ہیں، ایک منصف مزاج شخص کے لیے اتنا بھی کافی ہے۔ اگر کتاب کی طوالت، قارئین کی اکتاہٹ اور وقت کی نزاکت کا لحاظ نہ ہوتا تو بفضل اللہ تعالیٰ بندہ پچاس (۵۰) اہل علم کی تصریحات نقل کردیتا لیکن خیر الکلام ما قل ودلّ.

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) کی تحقیق

محقق العصر علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فهذه العلماء الثقات: الدارقطني وابن سعد والخطيب والذهبي وابن حجر والولي العراقي والسيوطي وعلي القاري وأكرم السندى وأبو معشر وحمزة السهمي واليافعي والجزري والتوربشتي وابن الجوزي والسراج صاحب كشف الكشاف قد نصوا على كون الإمام أبي حنيفة تابعيا وإنما أنكر من أنكر منه روايته عن الصحابة.

وقد صرح به جمع آخرون من المحدثين والمؤرخين المعتبرين أيضا تركت عباراتهم خوفا من الإطالة الموجبة للملالة ومانقلته إنما نقلته بعد مطالعته الكتب المذكورة لا بمجرد اعتقاد نقل غيري، ومن راجع الكتب المذكورة يجد صدق نقلي، وأما كلمات فقهائنا في هذا الباب فأكثر من أن تحصى، ومن أنكر كونه تابعيا من المؤرخين لا يصل في الاعتماد وقوة الحفظ وسعة النظر إلى مرتبة هؤلاء المثبتين، فلا عبرة بقوله معارضا لقولهم وهذا الذهبي شيخ الإسلام المعتمد في نقله عند الانام لو صرح وحده بكونه تابعيا لكفى في قوله رادا لقول النافعين فكيف وقد وافقه إمام الحفاظ ابن حجر ورأس الثقات الولي العراقي وخاتمة الحفاظ السيوطي وعمود المؤرخين اليافعي وغيرهم.

وسبقه إلى ذلک الخطيب وما أدراک ما الخطيب؟ والدار قطني وما أدراک ما الدارقطني؟ إمامان جليلان، مستندان معتمدان، وغيرهما فإذن لم يبق للمنكر إلا أن يكذب هؤلاء الثقات، فإن وقع منه ذلک فلا كلام معه، أو يقدم أقوال من دونهم على أقوالهم، فإن فعل ذلک لزم ترجيح المرجوح والمرجو من العلماء المنصفين بعد مطالعة هذه النصوص أن لا يبقى لهم إنكار. ❶

امام دارقطنی، ابن سعد، خطیب، ذہبی، ابن حجر، ولی الدین عراقی، سیوطی، ملا علی قاری، اکرم سندھی، ابومعشر، حمزہ سہمی، یافعی، جزری، تورپشتی، ابن الجوزی، سراج صاحب کشف الکشاف رحمہم اللہ یہ سب علماء ثقات تصریح کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعی تھے، ان میں سے اگر کسی نے انکار بھی کیا ہے تو امام صاحب کی صحابہ سے روایت کا انکار کیا ہے، اور یہی تصریح محدثین رحمہم اللہ اور معتبر مؤرخین کی ایک دوسری جماعت نے بھی کی ہے، میں نے ان حضرات کی عبارتوں کو طوالت کی خوف سے جو موجب ملال ہے چھوڑ دیا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ امام صاحب کی تابعیت کے باب میں، میں نے جو کچھ نقل کیا ہے اس کو مذکورہ بالا کتب کے مطالعے اور تحقیق کے بعد نقل کیا ہے صرف دوسروں کی نقل پر اعتماد کرتے ہوئے نہیں کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص بھی مذکورہ کتابوں کا مطالعہ کریگا اسے میرے نقول کی صداقت معلوم ہو جائے گی، رہے ہمارے فقہاء کے اقوال تابعیت کے باب میں وہ حدِ شمار سے بھی زیادہ ہیں۔ مؤرخین میں سے جو بھی امام صاحب کی تابعیت کا منکر ہے وہ اعتماد، قوت حفظ اور وسعت نظر میں حضرات مثبتین کے درجہ کا نہیں، لہٰذا ان کے مقابلے

❶ مجموعة رسائل اللكهنوي: إقامة الحجة أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة، ص ۳۱

میں اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں، دیکھئے شیخ الاسلام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جو نقل و روایت میں تمام دنیا کے نزدیک معتمد ہیں۔ اگر وہ اکیلے ہی امام ابوحنیفہ کی تابعیت کی تصریح کر دیتے تو صرف ان کی تصریح ہی ان لوگوں کی تردید کے لیے کافی تھی جو امام صاحب کی تابعیت کے قائل نہیں، کجا کہ امام الحفاظ ابن حجر اور رأس الثقات علامہ ولی الدین عراقی اور خاتمۃ الحفاظ سیوطی اور عمود المؤرخین یافعی رحمہم اللہ وغیرہ بھی اس باب میں ان ہی کے ہمنوا ہیں۔

اور اس سے پہلے خطیب اور دار قطنی رحمہما اللہ یہی بات کہہ چکے ہیں اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ خطیب اور دار قطنی رحمہما اللہ کا کیا مقام ہے یہ دونوں بلند پایہ کے مستند اور معتمد امام ہیں، اب منکر کے لیے یہی صورت رہ گئی ہے کہ یا تو وہ ان علماء ثقات کی تکذیب کرے، سو اگر وہ اسی بات پر جما ہوا ہے تو اس سے گفتگو بیکار ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کم پایہ کے لوگوں کی بات اعلیٰ پایہ کے حضرات کے مقابلے میں مقدم رکھے تو اس سے یہ لازم آئیگا کہ ایک ناقابل ترجیح بات کو ترجیح دی جائے، لہذا علماء منصفین سے یہی توقع ہے کہ ان اکابر کی تصریحات کو پڑھنے کے بعد ان کو مجال انکار نہیں رہے گا۔

ائمہ متبوعین میں صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں

علامہ احمد بن مصطفیٰ المعروف بطاش کبری زادہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۶۸ھ) فرماتے ہیں:

من جملہ فضائل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں ایک یہ بھی ہے کہ ائمہ متبوعین میں آپ کے علاوہ کوئی تابعی نہیں ہے، علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو تبع تابعین میں شمار کیا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سو محدثین اس پر متفق ہیں کہ امام صاحب کے زمانے میں چار صحابہ بقید حیات موجود تھے:

ومن جهات شرفه أنه ليس بين الأئمة تابعي غيره وقد ذكر ابن

الصلاح أن الامام مالكا من تبع التابعين و أما أبو حنيفة فقد اتفق المحدثون على أن أربعة من الصحابة كانوا على عهد الإمام في الحياة. ❶

معاصر علماء میں صرف امام ابوحنیفہ تابعی ہیں

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پیدائش (۸۰ھ) کے بعد صحابہ کی ایک جماعت کا زمانہ پایا جو کوفہ میں تھے اسی لئے امام صاحب تابعین رحمہم اللہ کے طبقے میں سے ہیں اور یہ شرف ان کے معاصر محدثین وفقہاء جیسے شام میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، بصرہ میں امام حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ، کوفہ میں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، اور مدینہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اور بصرہ میں امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل نہیں ہوسکا:

أنه أدرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بها سنة ثمانين فهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لأحد من أئمة الأمصار المعاصرين له كالأوزاعي بالشام والحمادين بالبصرة والثوري بالكوفة ومالك بالمدينة الشريفة والليث بن سعد بمصر. ❷

اکابر اہلِ علم کا آپ کو امام اعظم کے لقب سے یاد کرنا

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أبو حنيفة الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا. ❸

علامہ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۴ھ) فرماتے ہیں:

---

❶ مفتاح السعادة ومصباح السيادة: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، المطلب الأول، ج۲ ص ۱۷۵ ❷ الخيرات الحسان. الفصل السادس فيمن أدركه من الصحابة، ص ۳۳ ❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۶۲

الإمام الأعظم صاحب المذهب اسمه النعمان. ❶

علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) فرماتے ہیں:

الإمام الأعظم أبو حنيفة النعمان بن ثابت. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متوسط قد کے تھے، نہ بہت دراز اور نہ بہت پست قد، لوگوں میں حسن و جمال کے اعتبار سے نہایت خوبصورت، نہایت فصیح و بلیغ اور خوش آواز تھے، بڑی خوش اسلوبی سے اپنی بات پیش کرتے تھے اور انداز بیان بہت ہی واضح تھا:

كان أبو حنيفة ربعة من الرجال ليس بالقصير و لا بالطويل و كان أحسن الناس منطقا و أحلاهم نغمة. ❸

امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ حسین، خوبصورت داڑھی، عمدہ کپڑے، اچھے جوتے، خوشبودار اور بھلی مجلس والے رعب دار آدمی تھے:

كان الإمام أبو حنيفة حسن الوجه حسن اللحية حسن الثياب حسن النعل طيب الريح حسن المجلس هيوبا. ❹

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر خاموش رہا کرتے تھے، صرف جواب دینے کیلئے ہی بولتے تھے لایعنی باتوں سے بچتے تھے، حتی کہ لایعنی باتیں سنتے بھی نہ تھے:

---

❶ الوافي بالوفيات: حنيف، الألقاب، ج۱۳ ص ۱۲۹

❷ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: المقدمة: فصل، ج ۱ ص ۲۶

❸ أخبار أبي حنيفة و أصحابه: هيأة أبي حنيفة وصفته، ص ۱۷

❹ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب الأول، فصل، ص ۴۳

لا یتکلم إلا جوابا لا یخوض فیما لا یعنیه ولا یستمع إلیه.❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت وسیرت

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میانہ قد کے تھے نہ چھوٹے اور نہ دراز قد، لوگوں سے اچھی طرح بات کرتے تھے، آپ کا لہجہ بہت عمدہ ہوتا تھا، اپنے کام میں نہایت سمجھدار تھے:

کان أبو حنیفة ربعة من الرجال، لیس بالقصیر ولا بالطویل، وکان أحسن الناس منطقا، وأحلاه نغمة، وأنبهه علی ما یریده.

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خوبصورت چہرے والے، عمدہ لباس والے، اعلیٰ خوشبو استعمال کرنے والے، خوشگوار مجلس والے، کثرت سے سخاوت کرنے والے اور رفیقوں کے بڑے غم خوار تھے:

وکان أبو حنیفة حسن الوجه، حسن الثیاب، طیب الریح، حسن المجلس، شدید الکرم، حسن المواساة لإخوانه.

عمرو بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قد درازی کی طرف مائل تھا، آپ کے رنگ میں گندمی رنگ کی جھلک تھی، آپ کا لباس نہایت صاف ستھرا ہوتا تھا، کثرت سے خوشبو استعمال کرتے تھے، جب سامنے سے آتے یا گھر سے نکلتے تو آپ کے پہنچنے سے پہلے آپ کی خوشبو کی مہک پہنچ جاتی تھی:

أن أبا حنیفة کان طوالا تعلوه سمرة، وکان لباسا حسن الهیئة، کثیر التعطر، یعرف بریح الطیب إذا أقبل، وإذا خرج من منزله قبل أن تراه.❷

❶عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنیفة النعمان: الباب الأول، فصل، ص ۴۳

❷تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، صفة أبي حنیفة، ج ۱۳ ص ۳۳۱

کثرتِ عبادت اور شب بیداری

آپ کی کثرتِ عبادت، زہد وتقویٰ، شب بیداری، کثرت تلاوت قرآن مجید اور حج وعمرہ کے واقعات تاریخ اور رجال کی کتب میں اس کثرت سے منقول ہیں کہ محدثین نے ان کو تواتر کا درجہ دیا ہے۔ چنانچہ حدیث اور اسماء الرجال کے امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے مناقب میں ارقام فرماتے ہیں:

قد تواتر قيامه الليل وتهجده وتعبده رحمه الله تعالى. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شب بیداری، تہجد گزاری اور بندگی تواتر سے ثابت ہے۔

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) بھی اس حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اشتهر وتواتر من كثرة عبادته وزهده وكثرة حججه واعتماره رضى الله عنه. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کثرتِ عبادت و پرہیزگاری اور آپ کا کثرت سے حج وعمرے کرنا شہرت اور تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔

عقل، فہم وفراست

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فہم وفراست، ذکاء، معاملہ فہمی، حدت عقل میں اپنے تمام معاصرین سے ممتاز تھے، فہم وفراست میں اپنی مثال آپ تھے۔

علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۱ھ) فرماتے ہیں:

❶ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ٢٠ ❷ عقود الجمان: الباب التاسع، ص ١٨٥

لو وزن عقل أبي حنيفة بعقل نصف أهل الأرض لرجح بهم. ❶

اگر امام ابوحنیفہ کی عقل زمین کے نصف لوگوں کی عقل سے وزن کی جائے تو امام صاحب کی عقل کا پلہ بھاری رہے گا۔

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے علی بن عاصم رحمہ اللہ کے قول کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

لو وزن عقله بعقول أهل المصر يعني الكوفة لرجح بهم. ❷

اللہ کی قسم! اگر امام صاحب کی عقل اہل مصر یعنی اہل کوفہ کی عقول کے ساتھ وزن کی جائے تو ان پر بھاری ہو۔

یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بڑھ کر کسی کو متقی پرہیز گار، نہ آپ سے زیادہ عقل مند، اور نہ آپ سے افضل کسی کو دیکھا:

ما رأيت أحدا أعقل، ولا أفضل، ولا أورع من أبي حنيفة. ❸

محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں:

كان أبو حنيفة يتبين عقله في منطقه، ومشيته، ومدخله، ومخرجه. ❹

امام ابوحنیفہ کی عقل، ان کی گفتگو، عمل اور چال ڈھال سے معلوم ہوتی تھی۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ آپ بنو آدم کے ذکی لوگوں میں سے تھے، آپ نے فقہ، عبادت، پرہیز گاری اور سخاوت کو جمع کیا:

---

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۶۱ ❷ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ذكر فطنة أبي حنيفة ونباهته، ج ۱ ص ۱۲۰ ❸ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۶۲ ❹ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۶۱

وكان من أذكياء بني آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء. ❶

امانت ودیانت

اللہ کی طرف سے جو خوبیاں اور کمالات انسان کو حاصل ہیں ان میں ایک عمدہ خصلت امانت ودیانت داری ہے، اللہ تبارک وتعالی نے اس کا وافر حصہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عطاء کیا تھا، آپ کی امانت داری کے متعلق امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں:

كان والله أبو حنيفة عظيم الأمانة. ❷

اللہ کی قسم! امام ابوحنیفہ بہت بڑے امانت دار تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو آپ کے گھر میں لوگوں کی لاکھوں روپے کی امانتیں تھیں:

مات أبو حنيفة وفي بيته للناس ودائع خمسين ألف ألف. ❸

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد نے ان کی غیر حاضری میں مدینہ طیبہ کے ایک باشندہ پر چارسو کا کپڑا ایک ہزار درہم پر فروخت کیا، جب امام صاحب کو اس کا علم ہوا تو شاگرد کو سخت تنبیہ کی اور اس کو دوکان کے سلسلے سے الگ کردیا اور اس خریدار کا حلیہ پوچھ کر اس کے پیچھے ہولیئے، جب اس سے مدینہ طیبہ میں جاملے تو کافی اصرار وتکرار کے بعد چھ سو درہم اسے واپس کردیئے اور کپڑا اس کے پاس چھوڑ کر پھر کوفہ لوٹ آئے:

فرد عليه الستمائة وترك عليه الثوب ورجع إلى الكوفة. ❹

---

❶ العبر في خبر من غبر: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۱۶۴ ❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من عبادة أبي حنيفة وورعه، ج ۱۳ ص ۳۵۶

❸ مناقب أبي حنيفة للموفق: الباب الحادي عشر، ج ۱ ص ۱۹۸

❹ مناقب أبي حنيفة للموفق: الباب التاسع، ج ۱ ص ۷۴

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت، عدالت، تقوی، اور امانت داری تواتر کے ساتھ ثابت ہے:

أنه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته. ❶

پیکرِ حلم وصبر

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو گالی دی اور بہت برا بھلا کہا، آپ نے اس کی طرف التفات نہ فرمایا اور نہ اپنے کلام کو منقطع کیا بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی اس طرف متوجہ ہونے سے منع فرمایا، جب آپ فارغ ہو کر کھڑے ہوئے وہ بھی آپ کیساتھ ہولیا، آپ کے گھر کے دروازے تک گیا، آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: یہ میرا گھر ہے اگر تیری گالیاں کچھ باقی رہ گئی ہوں تو ان کو تمام کر دے یہاں تک کہ تیرے دل میں کچھ باقی نہ رہے، یہ سن کر وہ شرمندہ ہوا اور آئندہ ایسی حرکت سے توبہ کر لی:

وكان حليما ورعا وقورا قد جمع الله فيه خصالا شريفة وشتمه رجل وهو في درسه وأكثر فما التفت إليه ولا قطع كلامه ونهى أصحابه عن مخاطبته فلما فرغ وقام تبعه إلى باب داره فقام على بابه وقال للرجل هذه داري إن كان بقي معك شيء فأتمه حتى لا يبقى في نفسك شيء فاستحى الرجل. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر لکھی ہوئی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة

❶ الروض الباسم في الذب عنه سنة أبي القاسم: الوهم الحادي عشر، ج ۲ ص ۳۱۶

❷ الخيرات الحسان: الفصل الرابع والعشرون، ص ۸۱

ساتھیوں کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔آپ نے کبھی بھی اپنے آپ کو اور اپنے تلامذہ کو اُمراء وسلاطین کا دست نگر نہیں بننے دیا۔ چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

جمع الفقه والعبادة والوزع والسخاء، وكان لا يقبل جوائز السلطان، بل ينفق ويؤثر من كسبه له دار كبيرة لعمل الخز وعند صناع واجراء. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں فقہ، عبادت، پرہیزگاری اور سخاوت چاروں صفات جمع تھیں، آپ بادشاہوں کے عطیے قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ خود اپنی کمائی سے دوسروں پر بھی خرچ کرتے تھے، اور ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔آپ کا ریشم بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ تھا، جس میں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے۔

علامہ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۴ھ) آپ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

وكان خزازاينفق من كيسه ولا يقبل جوائز السلطان تورعا، وله دار وضياع ومعاش متسع، وكان معدودا في الأجواد الأسخياء الألبّاء الأذكياء مع الدين والعبادة والتهجد وكثرة التلاوة وقيام الليل رضى الله عنه. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ریشم کا کاروبار کرتے تھے اور اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے، آپ اپنے تقوی کی وجہ سے بادشاہوں کے عطیات قبول نہیں کرتے تھے، آپ کا اپنا گھر، جائیداد اور وسیع کاروبار تھا اور آپ کا شمار انتہائی فراخ دل، سخی، عقل منداور ذہین لوگوں میں ہوتا ہے، ان اوصاف کے ساتھ ساتھ آپ دین دار، عبادت گزار، تہجد گزار، کثیر التلاوت اور قائم اللیل بھی تھے۔اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو۔آمین

❶ العبر في خبر من غبر: سنة خمسين ومائة: ج ١ ص ١٦٤

❷ الوافى بالوفيات: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج٢٧ ص ٨٩

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دس خصوصیات

۱.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خیر القرون میں پیدا ہوئے جس کے متعلق آپ نے فرمایا:

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ. ❶

۲.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی، جس کی وجہ سے آپ تابعی کہلائے، ائمہ ثلاثہ اور مصنفین صحاح ستہ میں سے کوئی بھی اس شرف میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ ❷

۳.....آپ کو حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن ابی اوفی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شرفِ روایت بھی حاصل ہے۔ ❸

۴.....آپ کے اساتذہ وتلامذہ کی تعداد دیگر تمام ائمہ کے اساتذہ وتلامذہ سے زیادہ ہے، امام ابوحفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے چار ہزار (۴۰۰۰) اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔ ❹

۵.....آپ نے سب سے پہلے علم فقہ کو مدوّن کیا اور ابواب وکتب کے لحاظ سے اس کو مرتب کیا جیسا کہ آج موجود ہے، پھر ان کی پیروی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں کی ہے۔ ❺

۶.....آپ کے طریقِ اجتہاد، طرزِ استدلال اور آپ کی فقہ سے دیگر ائمہ اور مجتہدین

---

❶صحيح البخاري: كتاب الشهادات، باب لايشهد شهادة جور إذا شهد، ج۳ ص ۱۷۱، رقم الحديث: ۲۶۵۲ ❷مفتاح السعادة ومصباح السيادة: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، المطلب الأول، ج۲ ص ۱۷۵ ❸تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر ما روى الإمام أبو حنيفة عن الصحابة، ص ۲۷ تا ۳۲ ❹الخيرات الحسان: الفصل السابع، ذكر شيوخه، ص ۳۶ ❺الخيرات الحسان: الفصل الثاني عشر، الصفات اللتي تميز بها على من بعده، ص: ۴۳

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دس خصائل

عمران الموصلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو باری تعالی نے ایسے دس خصائل حمیدہ سے نوازا تھا کہ ان میں سے اگر ایک صفت بھی کسی میں موجود ہو تو وہ اپنی قوم کا رئیس اور قبیلے کی سیادت کر سکتا ہے، اور وہ دس صفات یہ ہیں:

پیرہیز گاری، صداقت، سخاوت، فقہی مہارت، عام لوگوں سے نرمی ومحبت، پرخلوص ہمدردی، نفع پہنچانے میں سبقت، طویل خاموشی (فضول گوئی سے اجتناب)، گفتگو میں راست بازی اور مظلوم کی معاونت چاہے دشمن ہو یا دوست:

الورع، والصدق، والسخاء، والفقه، ومداراة الناس، والمروة الصادقة، والإقبال على ما ينفع، وطول الصمت، والإصابة بالقول، ومعونة اللهفان عدوا كان أو وليا.[1]

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تجارت فرمایا کرتے تھے اور اپنا مال تجارت بغداد بھجوایا کرتے تھے، آپ اس کا نفع سال بھر جمع فرماتے اس سے اپنی ضروریات مثلا کھانا، کپڑا خریدتے اور باقی اپنے اساتذہ ومحدثین کی خدمت میں حاضر کر دیتے، اور عرض کرتے کہ اسے اپنی ضروریات میں صرف فرما لیجئے اور اللہ تعالی ہی کی تعریف کیجیے، کیونکہ میں نے اپنے مال سے کچھ نہیں حاضر کیا کیونکہ یہ اللہ کا فضل ہے جو اس نے میرے ہاتھ پر عطا فرمایا:

وكان يجمع ربح تجارته التي يرسلها إلى بغداد من السنة إلى السنة فيشترى بها الشيوخ المحدثين حوائجهم من نحو قوت وكسوة ثم يدفع

[1] مناقب أبي حنيفة للموفق: الباب التاسع، ص: ۱۸٦

الباقي إليهم فيقول أنفقوا في حوائجكم و لا تحمدوا إلا الله تعالى فإني ما أعطيتكم من مالي شيئا ولكن من فضل الله يجريه على يدي.

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال سے جب بھی میں چار ہزار درہم سے زیادہ کا مالک ہوا تو اس کو اپنی ملک سے علیحدہ کر دیا، اور صرف چار ہزار روکے رکھا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ چار ہزار درہم اور اس سے کم گزر بسر کیلئے کافی ہے، اور اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ تجارت میں مجھے اس کی ضرورت پڑے گی تو ایک درہم بھی نہ روکتا۔ سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت صدقہ کرتے اور جو کچھ حاصل کرتے اس میں سے کچھ ضرور راہ خدا میں نکالتے، اور میرے پاس اس قدر کثرت سے تحائف بھیجتے یہاں تک کہ ایک مرتبہ میں ان کی کثرت سے متعجب ہوا تو میں نے ان کے شاگرد سے اس کا تذکرہ کیا، انہوں نے کہا کہ کاش کہ آپ ان تحائف کو دیکھتے جو امام بوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجے ہیں، آپ کا معمول یہ تھا کہ کسی محدث کو بغیر کثرت احسان کے نہیں چھوڑتے تھے:

وقال وكيع قال لي أبو حنيفة ما ملكت أكثر من أربعة آلاف درهم منذ أربعين سنة إلا أخرجته أي الأكثر، وإنما أمسك الأربعة لقول علي كرم الله وجهه أربعة آلاف ودونه نفقة ولولا أن أخاف أن أحتاج إلى هؤلاء ما أمسكت منها درهما واحدا. وقال سفيان بن عيينة: كان أبو حنيفة كثير الصدقة، وكان كل ما يستفيده لا يدع منه شيئا إلا أخرجه، ولقد وجه إلي هدايا استوحشت من كثرتها فشكوت ذلك لبعض أصحابه فقال: لو رأيت هدايا بعث بها إلى سعيد بن أبي عروبة وما كان يدع أحدا من المحدثين إلا بره برا واسعا. (1)

---

(1) الخيرات الحسان: الفصل السابع عشر، في كرمه، ص: ۵۷

آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو جنت کا امید وار نہ ہو، نہ دوزخ سے ڈرتا ہو، اور نہ پروردگار سے، مردار کھاتا ہے، بے رکوع وسجود نماز پڑھتا ہے، بن دیکھے گواہی دیتا ہے، سچی بات کو ناپسند کرتا ہے، فتنہ کو دوست رکھتا ہے، رحمت سے دور بھاگتا ہے، اور یہود ونصاری کی تصدیق کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تجھے اس شخص کا علم ہے،؟ اس کہا نہیں، مگر میں نے اس سے زیادہ برا کسی کو نہ دیکھا اس لئے آپ سے سوال کیا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا، ایسے شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا، ایسا شخص بہت ہی برا ہے یہ صفات کسی کافر کی ہوسکتی ہیں مسلمان کی نہیں، یہ جواب سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا وہ شخص خدائے تعالی کا سچا دوست ہے، اس کے بعد اس شخص سے کہا اگر اس کا جواب بتادوں تو تو میری بدگوئی سے باز رہے گا اور جو چیز تجھے نقصان پہنچائے گی اس سے بچے گا، اس نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا:

وہ شخص جنت کی امید نہیں رکھتا بلکہ ربّ جنت کی امید رکھتا ہے، اور وہ جہنم سے نہیں ڈرتا بلکہ جہنم کے رب سے ڈرتا ہے، اللہ تعالی سے اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اپنی بادشاہت میں کسی پر ظلم کرے، مردہ مچھلی کھاتا ہے، جنازہ کی نماز پڑھتا ہے جس میں رکوع سجدہ نہیں ہے، بن دیکھی بات پر گواہی دینے کی یہ معنی ہیں کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد مصطفیٰ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں حالاں کہ اللہ کو کسی نے نہیں دیکھا، اور موت کو ناپسند کرتا ہے جو برحق ہے تاکہ اللہ تعالی کی فرماں برداری کرے، اور مال واولاد فتنہ ہے جس کو عموماً ہر شخص دوست رکھتا ہے، بارش رحمت ہے جس سے دور بھاگتا ہے، یہود کی اس بات تصدیق کرتا ہے ﴿لَيْسَتِ النَّصٰرَى عَلٰى شَيْءٍ﴾ عیسائی گمراہی پر ہیں، اور نصاری کے اس قول کی تصدیق کرتا ہے ﴿لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ﴾ جب اس شخص نے یہ پُر مغز اور مُسکت جواب سنا تو کھڑا ہوا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی

جبین مبارک کو بوسہ دیا اور کہا: اللہ کی قسم! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں:

من ذلک أن رجلا ممن یکرهه سأله ما تقول في رجل لا یرجو الجنة، ولا یخاف من النار، ولا یخاف اللّٰه تعالی، ویأکل المیتة ویصلی بلا رکوع ولا سجود، ویشهد بما لا یری، ویبغض الحق، ویحب الفتنة ویفر عن الرحمة ویصدق الیهود والنصاری. فقال ألک بهذه علم قال لا ولکن لم أجد شیئا هو أشنع من هذا فسألتک عنه، فقال أبو حنیفة لأصحابه ما تقولون في هذا الرجل؟ قالوا شر هذا الرجل، هذه صفة کافر، فتبسم وقال: هو من أولیاء اللّٰه تعالی حقا، ثم قال للرجل: أن أنا أخبرتک أنه کذلک تکف عني لسانک وعن الحفظة ما یضرک قال: نعم قال هو یرجو رب الجنة، ویخاف رب النار، ولا یخاف اللّٰه تعالی أن یجور علیه في عدله وسلطانه، ویأکل میتة السمک، ویصلي علی الجنازة. ومعنی شهادته بما لا یری أنه یشهد أن لا إله إلا اللّٰه وأن محمدا عبده ورسوله ویبغض الحق الذی هو الموت لیطیع اللّٰه تعالی: والفتنة المال والولد. والرحمة المطر، ویصدق الیهود في قولهم: ﴿وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ﴾ فقام الرجل وقبل رأسه وقال أشهد أنک علی الحق. (1)

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیافہ شناسی

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے محلے میں ایک شخص رہتا تھا جو نہایت متعصب شیعہ تھا، اس کے

(1) الخیرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون، في عظیم ذکاء وأجوبة المسکتة، ص: ٦٣، ٦٤

بـه سوق الرقيق واشتر من يعجبه ثم زوجه إياها فإن طلقها رجعت مملوكة لک وإن أعتقتها لم ينفذ عتقه قال الليث: فوالله ما أعجبني جوابه كما أعجبني سرعة جوابه. ❶

امام محمد باقر اور امام اعظم رحمہما اللہ کے درمیان مکالمہ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معروف شاگرد حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ)، امام اعظم کی سیدنا امام باقر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۴ھ) سے ملاقات کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام صاحب کی امام محمد باقر سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہوئی۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بعض حاسدین نے ترکِ احادیث کا الزام لگا رکھا تھا، چنانچہ جب ملاقات ہوئی تو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا: أنت الذي خالفت أحاديث جدي بالقياس؟

کیا آپ ہی وہ شخص ہیں جو اپنے قیاس کی بناء پر میرے جد امجد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: معاذ اللہ! آپ تشریف رکھیں تو عرض کرتا ہوں، آپ کی عزت وحرمت ہم پر ایسے لازم ہے جیسے آپ کے جد امجد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت تھی۔ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے تو امام صاحب بھی آپ کے روبرو باادب بیٹھ گئے اور عرض کیا: میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں آپ ان کے جواب مرحمت فرمادیں۔ پہلا سوال یہ ہے: الرجل أضعف أم المرأة؟

مرد ضعیف ہے یا عورت؟

انہوں نے فرمایا: عورت۔ پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: عورت کا وراثت میں

❶ الخيرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون، في عظيم ذكاءه وأجوبته المسكتة، ص: ۷۳

کتنا حصہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: عورت کا حصہ مرد کے حصہ کا نصف ہے۔ یہ جواب سن کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

هذا قول جدّک ولو حوّلت دين جدّک لكان ينبغي في القياس أن يكون للرجل سهم وللمرأة سهمان لأن المرأة أضعف من الرجل.

یہ آپ کے نانا کا ارشاد ہے، اور اگر میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس کے ذریعے بدلنا چاہتا تو قیاس کے مطابق آدمی کو ایک حصہ دیتا اور عورت کو دو کیونکہ مرد کی نسبت عورت زیادہ کمزور ہوتی ہے۔

پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا سوال عرض کیا: نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نماز۔ اس پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

هذا قول جدّک ولو حوّلت دين جدّک فالقياس أن المرأة إذا طهرت من الحيض أمرتها أن تقضي الصلوة ولا تقضي الصوم.

یہ آپ کے نانا کا ارشاد ہے اگر میں نے آپ کے نانا کے دین کو تبدیل کر دیا ہوتا تو قیاس یہ کہتا ہے کہ عورت جب حیض سے پاک ہو تو اسے حکم دیا جائے کہ روزہ قضا کرنے کے بجائے وہ فوت شدہ نمازیں ادا کرے (اس لئے کہ نماز کا مقام و مرتبہ روزے سے زیادہ ہے)۔

پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیسرا سوال عرض کیا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟ امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پیشاب۔ اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فلو كنت حوّلت دين جدّک بالقياس لكنت أمرت أن يغسل من البول ويتوضأ من النطفة لأن البول أقذر من النطفة، ولكن معاذ الله أن أحوّل دين جدّک بالقياس.

اگر میں نے قیاس سے آپ کے نانا کا دین بدل دیا ہوتا تو میں فتوی دیتا کہ پیشاب کرنے پر غسل کرنا چاہئے اور منی خارج ہونے پر وضو، کیونکہ پیشاب منی سے زیادہ نجس ہوتا ہے، لیکن معاذ اللہ کہ میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس کے ذریعے تبدیل کروں۔

یہ سنتے ہی امام باقر اپنے مقام سے اٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے، آپ کو شرف وتکریم سے نوازا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ [1]

تین سوالات کے مُسکت جوابات

ایک رومی دانشمند بغداد میں خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا، علم وفضل اور دانائی اور ہمہ دانی کے دعوے کیئے اور بڑے طمطراق سے کہا کہ میرے پاس ایسے تین سوال ہیں کہ آپ کی پوری سلطنت کے علماء بھی جمع ہوکر ان کا جواب نہیں دے سکتے، خلیفہ حیران ہوا اس نے اعلان کرادیا علماء عظام، ائمہ کبار اور بڑے بڑے فقہاء جمع ہوئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے، رومی دانشمند نے اپنے لیئے منبر رکھوایا تھا، جب سب علماء آگئے، تو رومی نے منبر پر چڑھ کر علماء اسلام کو علی الترتیب اپنے تین سوال پیش کیئے:

۱.....یہ بتاؤ کہ خدا سے پہلے کون تھا؟

۲.....یہ بتاؤ کہ خدا تعالی کا رخ کدھر ہے؟

۳.....اور یہ بتاؤ کہ اس وقت خدا تعالی کیا کر رہا ہے؟

واقعۃً بظاہر پریشان کن سوالات تھے مجمع پر سکوت طاری تھا سب جواب سوچ رہے تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور کہا:

آپ نے ممبر پر بیٹھ کر سوالات بیان کیئے ہیں تو مجھے بھی ان کے جوابات منبر پر بیٹھ کر دینا چاہئے تاکہ سب حاضرین آسانی سے سن سکیں لہذا اب تمہیں منبر سے نیچے اتر آنا چاہئے۔

---

[1] مناقب أبي حنيفة: ج ا ص ١٦٨ /الخيرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون: ص ٧٦

رومی دانشمند منبر سے نیچے اترا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ منبر پر تشریف لے گئے اور رومی کو مخاطب کر کے کہا اب نمبروار اپنے سوال دہراتے جاؤ اور ان کا جواب سنتے جاؤ، رومی دانشمند سابقہ ترتیب سے سوالات دہراتا رہا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب ذیل جوابات دیتے رہے۔

۱..... پہلے سوال کے جواب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا گنتی شمار کرو، رومی نے دس تک گنتی شمار کی امام ابوحنیفہ نے فرمایا دس سے پیچھے کی طرف الٹی گنتی کرو، رومی نے (۱۰) سے الٹی گنتی شروع کی جب ایک پر پہنچا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ ایک سے پہلے گنو، رومی نے کہا ایک سے پہلے کوئی گنتی نہیں ہے۔اور کچھ نہیں ہے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یعنی جب واحد مجازی لفظی سے پہلے کوئی چیز متحقق نہیں ہوسکتی تو پھر واحد حقیقی معنوی سے پہلے کس طرح کوئی چیز متحقق ہوسکتی ہے؟ تو خدا بھی ایک ہے اس سے پہلے کچھ بھی نہیں ہے۔

۲.....دوسرے سوال کے جواب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شمع روشن کی اور کہا بتاؤ اس کا رخ کدھر ہے؟ رومی دانشمند نے کہا سب کی طرف ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا شمع مخلوق ہے اس کے اس رخ کے تعین سے آپ جیسے دانشمند بھی عاجز ہیں تو خالق کے رخ کی تعین میں بے چارے عاجز بندوں کا کیا دخل، بہر حال خدا تعالی کا رخ بھی سب کی طرف ہے۔

۳.....تیسرے سوال کے جواب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت خدا تعالی نے تجھے منبر سے نیچے اتار دیا اور مجھے منبر پر بیٹھنے کی عزت بخشی، رومی دانشمند نے جوابات سنے تو شرمندہ ہوا اور راہ فرار اختیار کی۔ [1]

---

[1] مفتاح السعادة ومصباح السيادة: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، المطلب الخامس في أجوبته اللطيفة، ج ۲ ص ۱۸٦

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ اور مجوسی کا قبول اسلام

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مجوسی پر کچھ قرضہ ہو گیا تھا، ایک روز امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس مجوسی کے گھر مطالبہ کے لئے گئے جب اس کے مکان کے دروزے کے قریب پہنچے تو امام صاحب کی جوتی کو اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی، آپ نے اس سے نجاست کو دور کرنے کی غرض سے اسے جھاڑا تو کچھ نجاست اڑ کر مجوسی کی دیوار پر لگ گئی، اس صورت حال سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے رنجیدہ و پریشان ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر میں اس نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں تو یہ دیوار قبیح ہو جائے گی اور اگر اس کو کریدتا ہوں تو اس سے دیوار کی مٹی گر پڑے گی اور اس سے مالک مکان کو نقصان پہنچتا ہے، چنانچہ آپ نے مجوسی کے دروازے پر دستک دی جس پر ایک لونڈی باہر آئی آپ نے اس کو کہا کہ اپنے مالک کو خبر دو کہ ابوحنیفہ دروازے پر کھڑا ہے، لونڈی کے کہنے پر مجوسی گھر سے باہر نکلا اور اس نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ مجھ سے اپنے مال کا مطالبہ کریں گے، عذر کرنا شروع کر دیا آپ نے اس سے دیوار کی نجاست کا قضیہ بیان کر کے فرمایا کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ تمہاری دیوار صاف ہو جائے، مجوسی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ورع و تقویٰ اور زہد اور کمال احتیاط دیکھ کر کہا پہلے میں اپنے آپ کو پاک کرتا ہوں چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا:

روی أن أبا حنیفة کان له علی بعض المجوس مال فذهب إلی داره لیطالبه به، فلما وصل إلی باب داره وقع علی نعله نجاسة، فنفض نعله فارتفعت النجاسة عن نعله و وقعت علی حائط دار المجوسی فتحیر أبو حنیفة وقال: إن ترکتها کان ذلک سببا لقبح جدار هذا المجوسی، وإن حککتها انحدر التراب من الحائط، فدق الباب فخرجت الجاریة فقال

لها: قولي لمولاك إن أبا حنيفة بالباب، فخرج إليه وظن أنه يطالبه بالمال، فأخذ يعتذر، فقال أبو حنيفة: هاهنا ما هو أولى، وذكر قصة الجدار، وأنه كيف السبيل إلى تطهيره فقال المجوسي: فأنا أبدأ بتطهير نفسي فأسلم في الحال، والنكتة فيه أن أبا حنيفة لما احترز عن ظلم المجوسي في ذلك القدر القليل من الظلم فلأجل تركه ذلك انتقل المجوسي من الكفر إلى الإيمان.❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عفیف اور پاکیزہ کردار شخصیت

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۸ھ) سے روایت ہے کہ مجھے حج پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی تو اس موقعہ پر میں نے اپنی لونڈی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کیلئے ان کے ہاں چھوڑ دی، مجھے تقریباً چار ماہ تک مکہ معظمہ میں قیام کرنا پڑا، واپسی پر جب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ حضرت! میری لونڈی کو خدمت واخلاق کے اعتبار سے آپ نے کیسے پایا؟ فرمانے لگے! جو آدمی قرآن پڑھتا ہو اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہو، علم حلال اور علم حرام سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ عام لوگوں سے بڑھ کر اپنے نفس اور نگاہوں کی حفاظت کرے، اللہ کی قسم! جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں میں نے آپ کی لونڈی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

خارجہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنی لونڈی سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق اور گھریلو معاملات کے بارے میں دریافت کیا، تو لونڈی کہنے لگی میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

❶ التفسير الكبير: سورة الفاتحة، الفصل الرابع في تفسير قوله: مالك يوم الدين، ج ۱ ص ۲۰۴

جیسی عفیف پاک دامن اور پاکیزہ کردار والی شخصیت نہ دیکھی ہے اور نہ سنی ہے، میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی دن یا رات کو اپنے گھر میں جنابت سے غسل کیا ہو، جمعہ کے روز صبح کی نماز پڑھنے کے لئے آپ اپنے گھر سے باہر چلے جاتے پھر واپس تشریف لاتے اور گھر میں چاشت کی خفیف نماز پڑھتے، اس کے بعد غسل فرماتے، تیل لگاتے، پھر نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے، میں نے کسی دن بھی انہیں کبھی بغیر روزے کے نہیں دیکھا، رات کے آخری حصے میں معمولی کھانا کھایا کرتے تھے، سونا تو کم ہوتا پھر نماز کیلئے چلے جاتے:

خارجة بن مصعب يقول: خرجت إلى الحج وخلفت جارية لي عند أبي حنيفة وكنت قد أقمت بمكة نحوا من أربعة أشهر فلما قدمت قلت لأبي حنيفة كيف وجدت خدمة هذه الجارية وخلقها، فقال لي: من قرأ القرآن وحفظ على الناس علم الحلال والحرام احتاج أن يصون نفسه عن الفتنة، والله ما رأيت جاريتک منذ خرجت إلى أن رجعت، قال: فسألت الجارية عنه وعن أخلاقه في منزله فقالت: ما رأيت وما سمعت مثله ما رأيته نام على فرش منذ دخلت إليه ولا رأيته اغتسل في ليل ولا نهار من جنابة ولقد كان يوم الجمعة يخرج فيصلي صلاة الصبح ثم يدخل إلى منزله فيصلي صلاة الضحى صلاة خفيفة وذلک أنه كان يبكر إلى الجامع فيغتسل غسل الجمعة ويمس شيئا من دهن ثم يمضي إلى الصلاة وما رأيته يفطر بالنهار قط وكان يأكل آخر الليل ثم يرقد رقدة خفيفة ثم يخرج إلى الصلاة.[1]

[1] أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ماروى في أمانة أبي حنيفة، ص: ٥٠

تفقہ حاصل کرنے کیلئے سب سے مددگار چیز

ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تفقہ حاصل کرنے کیلئے کون سی چیز مددگار ہے؟ آپ نے فرمایا یکسوئی اختیار کرنا، اس نے پوچھا، یکسوئی کیسے حاصل ہو گی؟ آپ نے فرمایا متعلق اور غیر متعلق چیزوں کو کم کرنے سے، اس نے پوچھا وہ کیسے کم ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: جس چیز کی جتنی ضرورت ہو اس سے زیادہ نہ لو۔ (۱)

اکابر کا اختلاف اور مسلکِ اعتدال

ایک شخص نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلافات اور جنگ صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا، تو فرمایا جب اللہ تعالی مجھے اپنے سامنے کھڑا کریگا تو ان کے بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہ فرمائیگا، ہاں جن چیزوں کا مجھے مکلف کیا گیا ہے مجھ سے ان کے بارے میں سوال ہوگا، لہذا میں انہی چیزوں میں مشغول رہنا پسند کرتا ہوں جن کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے سوال ہوگا۔ (۲)

ہم عصر علماء کا احترام

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں کچھ شکر رنجی تھی، ایک شخص نے امام صاحب سے آکر کہا کہ سفیان آپ کو برا کہہ رہے ہیں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خدا میری اور سفیان دونوں کی مغفرت کرے! سچ یہ ہے کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے موجود ہوتے ہوئے بھی اگر سفیان دنیا سے اٹھ جاتے تو مسلمانوں کو سفیان کے مرنے کا غم ہوتا۔ (۳)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احترام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اسماعیل بن فدیک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ

(۱) ملفوظات امام ابوحنیفہ: ص ۲ (۲) ملفوظات امام ابوحنیفہ: ص ۷ (۳) سیرۃ النعمان: ص ۶۱

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے ہیں اور دونوں اکٹھے چل رہے ہیں اور باہمی گفتگو بھی جاری ہے، حتیٰ کہ دونوں مسجد کے دروازہ پر پہنچ گئے تو میں نے دیکھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا احترام کرتے ہوئے انہیں مسجد میں داخل ہوتے وقت آگے کیا اور خود پیچھے داخل ہوئے، میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعاء پڑھتے ہوئے سنا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هَذَا مَوْضِعُ الْأَمَانِ فَآمِنِّي مِنْ عَذَابِکَ وَنَجِّنِي مِنَ النَّارِ.

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، یہ مسجد امن کی جگہ ہے، الٰہی مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھے اور آگ سے نجات عطاء فرما۔

عن إسمعيل بن ابی فديک قال رأيت مالكا قابضا على يد الإمام وهما يمشيان فلما بلغا المسجد قدم الإمام فسمعته لما دخل المسجد قال: بسم اللّٰه الرحمن الرحيم هذا موضع الأمان فأمني من عذابک ونجني من النار. (1)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی تمنا

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ ھ) نقل کرتے ہیں:

امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ کی شہرت سنتا تھا ملنے کا بے حد مشتاق تھا، حسنِ اتفاق سے مکہ معظّمہ میں اس طرح ملاقات ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ ٹوٹ پڑے ہیں، مجمع میں ایک شخص کی زبان سے یہ کلمہ سنا کہ اے ابوحنیفہ!

(1) الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۴۵۹

میں نے جی میں کہا کہ تمنا بر آئی یہی امام ابوحنیفہ ہیں:

قال الليث بن سعد: كنت أسمع بذكر أبي حنيفة، فأتمنى أن أراه فإني بمكة إذ رأيت الناس متقصفين على رجل، فسمعت رجلا يقول: يا أبا حنيفة، فقلت: إنه هو. ❶

خلیفہ ابوجعفر کا عہدہ قضاء کی پیشکش اور آپ کا انکار

خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر عہدہ قضاء تفویض کرنے کی کوشش کی، لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ یہ عہدہ آپ کو قبول کرنا ہوگا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسمیہ کہہ دیا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا، ربیع حاجب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگا: آپ دیکھتے نہیں کہ امیر المؤمنین قسم اٹھا رہے ہیں؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو جواب دیا: امیر المؤمنین اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے میں مجھ سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں، اس طرح آپ نے عہدہ قضاء قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کے جواب میں منصور نے فوراً آپ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔

آپ کی گرفتاری اور جیل میں زہر سے آپ کی شہادت

منصور کے حکم سے آپ کو جیل میں ڈال دیا گیا اور جیل میں منصور آپ پر یہی دباؤ ڈالتا رہا کہ آپ اگر عہدہ قضاء قبول کر لیں تو آپ کو بڑی عزت اور اکرام کے ساتھ رہا کر دیا جائے گا، لیکن آپ اپنے انکار پر ڈٹے رہے۔ یہاں تک کہ جیل میں ہی آپ کا انتقال ہو گیا، اگرچہ بعض لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ منصور نے آپ کی وفات سے کچھ عرصے پہلے آپ کو رہا کر دیا تھا لیکن خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

❶ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص: ٣٦

والصحيح أنه توفي وهو في السجن. (1)

صحیح یہ ہے کہ آپ کی وفات ہوئی تو آپ اس وقت جیل میں تھے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بحوالہ امام ابو عبد اللہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۶ھ) لکھا ہے:

لم يقبل العهد بالقضاء فضُرب وحبس ومات في السجن. (2)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عہدہ قضاء قبول نہیں کیا تو آپ پر تشدد کیا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا اور جیل میں ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔

امام سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۱ھ) خلفائے بنی عباس کی تاریخ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ثم ملكها أبو جعفر المنصور عبد الله فضرب أبا حنيفة على القضاء فابى ومات في حبسه. (3)

پھر ابوجعفر منصور عبداللہ اقتدار پر متمکن ہوا تو اس نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قضاء قبول نہ کرنے پر زدوکوب کیا، لیکن آپ نے پھر بھی اس سے انکار کیا (جس پر اس نے آپ کو جیل میں ڈال دیا) اور آپ اس کی قید میں ہی فوت ہو گئے۔

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) لکھتے ہیں:

والروايات الظاهرة المشهورة عن الائمة الثقات والحفاظ الأثبات أنه ضرب على القضاء وما قبل حتى توفي، ثم اختلفوا بعد ذلک فمنهم من

(1) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر قدوم أبي حنيفة بغداد وموته بها، ج١٣ ص ٣٢٩ (2) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج٦ ص ٤٠٢ (3) كنوز الذهب في تاريخ حلب: في أيام جعفر المنصور، ج٢ ص ٢٩٣

يقول مات من الضرب وبعضهم قالوا: سقي السم كما روينا.❶

ائمہ ثقات اور حفاظ سے ظاہر اور مشہور روایات یہ ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قضاء قبول نہ کرنے کی وجہ سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن آپ نے یہ عہدہ قضاء قبول نہیں کیا، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ پھر ان ائمہ کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی وفات کس وجہ سے ہوئی؟ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی وفات اس تشدد سے ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کو زہر دی گئی جس سے آپ کا انتقال ہو گیا، جیسا کہ ہم نے روایات نقل کی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تحقیق بھی یہی ہے کہ خلیفہ منصور نے آپ کو زہر دیا تھا، جس کے اثر سے آپ شہید ہو گئے۔ چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وبلغنا أن المنصور سقاه السم فاسود ومات شهيدا رحمه الله.❷

ہمیں روایت پہنچی ہے کہ منصور نے آپ کو زہر دی، جس کے اثر سے آپ شہید ہو گئے۔ نیز لکھتے ہیں:

توفي شهيد مسقيا في سنة خمسين ومائة.❸

آپ ۱۵۰ھ میں زہر کے اثر سے شہادت کی موت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہو گیا تو قاضی شہر اور مشہور محدث وفقیہ امام حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۳ھ) نے آپ کو غسل دیا۔ اور غسل دینے کے بعد فرمایا:

رحمک الله لم تفطر منذ ثلاثين سنة ولم تتوسد يمينک بالليل منذ أربعين سنة، كنت افقهنا واعبدنا وازهدنا واجمعنا لخصال الخير.❹

---

❶مناقب أبي حنيفة: ص ۴۳۶ ❷مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۴۸

❸سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۴۰۳

❹الخيرات الحسان: الفصل الثالث والثلاثون، ص ۹۳

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ نے تیس سال افطار نہیں کیا اور نہ چالیس سال تک رات کو آرام کیا۔ آپ ہم سب سے بڑے فقیہ، سب سے زیادہ عبادت گزار، ہم سب سے زیادہ پرہیزگار اور تمام اچھی خصلتوں کے ہم سب سے زیادہ جامع تھے۔

غسل کے بعد آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور جنازے میں اس کثرت سے لوگ شریک ہوئے کہ بعض روایات میں ہے پچاس ہزار لوگ شریک تھے، اور بعض روایات میں ہے کہ ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ تھی۔ لیکن اس کے بعد بھی جنازہ پڑھنے کے لیے آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا، یہاں تک کہ چھ دفعہ آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

امام ابوسعد سمعانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ ھ) نے لکھا ہے:

وصلّی علیه ست مرات من کثرة الزحام آخرهم صلی علیه ابنه حماد. (1)

آپ کی نماز جنازہ لوگوں کے بہت زیادہ ہجوم کی وجہ سے چھ مرتبہ پڑھی گئی اور آخری دفعہ کی امامت آپ کے صاحبزادے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ

حفظِ قرآن بقراءت عاصم: ۸۶ھ تا ۸۸ھ، ۲ سال بعمر ۸ سال

نحو وادب: ۸۸ھ تا ۹۰ھ، ۲ سال بعمر ۱۰ سال

علم الکلام: ۹۰ھ تا ۹۴ھ، ۵ سال بعمر ۱۵ سال

مناظرہ: ۹۵ھ تا ۹۸ھ، ۳ سال بعمر ۱۸ سال

علم الحدیث: ۹۹ھ تا ۱۰۳ھ، ۵ سال بعمر ۲۳ سال

فقہ وعلم الشرائع: ۱۰۴ھ تا ۱۲۰ھ، ۱۷ سال بعمر ۴۰ سال

(1) الأنساب: باب الراء والألف، الرایی، ج ٦ ص ٦٥

گویا چالیس سال کی عمر میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد کی جگہ پر بحیثیت ایک مجتہد، فقیہ، محدث اور مفسر کے تشریف فرما ہوئے۔ (1)

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا جائزہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور فقہ حنفی کی شان محبوبیت آفاقیت اور قبولیت عامہ کا اندازہ اس سے لگایئے کہ آج کافی عرصہ پہلے عالمی سطح پر ایک جائزہ لیا گیا تھا اور اس غرض سے لیا گیا تھا کہ دنیا بھر میں مسلمان کہلانے والوں کے جو مکتب فکر زیادہ مشہور ہیں ان میں سے ہر ایک کے پیروکاروں کی تعداد کتنی ہے، چنانچہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مختصر لیڈن ۱۹۱۱ء کے مطابق دنیا بھر میں زیدیہ مکتب فکر کی تعداد تقریباً تیس لاکھ (۳۰۰۰۰۰۰) اثناء عشریہ تقریباً ایک کروڑ سینتیس لاکھ (۱۳۷۰۰۰۰۰) اور اہل سنت والجماعت میں سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین کی تعداد تقریباً تیس لاکھ (۳۰۰۰۰۰۰) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین تقریباً چار کروڑ (۴۰۰۰۰۰۰۰) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین کی تعداد تقریباً دس کروڑ (۱۰۰۰۰۰۰۰۰) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین اور فقہ حنفی کے پیروکار چونتیس کروڑ (۳۴۰۰۰۰۰۰۰) سے زائد پائے گئے، گویا عالم اسلام کا سواد اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات پر اعتماد کرتا اور اس کی پیروی کرتا ہے۔

بہرحال عالم اسلام سے قطع نظر اپنے ملک کے حالات کا جائزہ لیں تو یہاں پچانوے فیصد شہری امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں، جس ملک میں جس مسلک کا عمومی رواج ہو اور مسائل کے متعلق جن لوگوں کی اکثریت ہو وہاں اسی مسلک کی اتباع کی جائے کہ حضور کی ارشادات "فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ" یعنی بڑی اکثریت کی پیروری کرو "مَنْ شَذَّ شُذَّ إِلَى النَّارِ" یعنی جس نے عام مسلمانوں سے الگ ہو کر راہ بنائی وہ جہنم میں گرا۔

(1) امام اعظم اور علم حدیث، ص: ۲۳۹

ہم پر لازم ہے کہ آپ کے حکم کی تعمیل سے سرفراز ہوں اور جس شذوذ (جہنم میں پڑھنے) کی دھمکی دی گئی ہے اس سے بھی مامون ہو جائیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جلیل القدر صحابہ کرام تک سند متصل

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جن طرق کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حدیث حاصل کیا اسے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) اور دیگر ائمہ نے آپ ہی کی زبانی روایت کیا ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

دخلت على أبي جعفر أمير المؤمنين، فقال لي: يا أبا حنيفة! عمن أخذت العلم؟ قال: قلت: عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب، وعلي بن أبي طالب، وعبد الله بن مسعود، وعبد الله بن عباس. قال: فقال أبو جعفر: بخ بخ استوثقت ما شئت يا أبا حنيفة! الطيبين الطاهرين المباركين صلوات الله عليهم (1).

میں امیر المؤمنین ابوجعفر منصور کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: ابوحنیفہ! آپ نے علم الحدیث کہاں سے حاصل کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے بواسطہ حماد (بن سلیمان)، ابراہیم (بن یزید نخعی) کے طریق سے حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے علم الحدیث حاصل کیا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ ابو منصور نے کہا: بہت خوب، بہت خوب ابوحنیفہ! آپ نے ان طیّب، پاکیزہ اور مبارک ہستیوں صلوات اللہ علیہم سے حسبِ خواہش علمی ثقاہت اور پختگی و مضبوطی حاصل کر لی۔

اس روایت میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر تابعین اور جلیل القدر صحابہ کرام تک علم

(1) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۳۵

الحدیث میں اپنی متصل سند بیان فرمائی ہے۔

کوفہ علم الحدیث کا عظیم مرکز

علم الحدیث اور اس سے متعلقہ علوم کی آبیاری میں کوفہ کی بلند پایہ علمی و فنی خدمات کو جاننے کے لئے اس شہر کی تاریخی حیثیت، یہاں پر صحابہ کرام کی آبادکاری، تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں نظامِ تعلیم و تربیت کا آغاز وارتقاء، اور وہاں مقیم وارثانِ علمِ حدیثِ رسول کی تعداد سے آگاہی از حد ضروری ہے۔ لہٰذا ہم سب سے پہلے تاریخی نکتہ نظر سے دیکھیں گے کہ اس عظیم علمی شہر کی بنیاد رکھنے والے صاحبانِ علم کون تھے۔

عہدِ فاروقی میں کوفہ کی بناء و تعمیر

تاریخی اعتبار سے سترہ (۱۷) ہجری میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام کی کوفہ میں آمد کے وقت اس شہر کی بنیاد رکھی گئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قادسیہ، مدائن اور جلولاء کے معرکوں سے فراغت کے بعد اس شہر کی بنیاد رکھی، اور اس کو فوجی چھاؤنی اور سرائے کی حیثیت سے آباد کیا۔ لیکن جلد ہی یہ شہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی کثیر تعداد میں آمد اور آبادکاری کے سبب علم وفن اور تقویٰ وطہارت کی آماجگاہ بن گیا، اور اسلام کی عظیم تہذیب وثقافت کا علمبردار بن کر آئندہ کئی صدیوں تک علم وفکر کا عظیم مرکز بنا رہا۔

۱.....امام عبدالحمید بن جعفر تبع تابعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۳ھ) شہر کوفہ کی بنیاد رکھنے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

أن عمر بن الخطاب كتب إلى سعد بن أبي وقاص يأمره أن يتّخذ للمسلمين دار هجرة وقيروانا وأن لا يجعل بينه وبينهم بحرا، فأتى الأنبار وأراد أن يتّخذها منزلا فكثر على الناس الذباب فتحوّل إلى موضع آخر

فلم يصلح فتحوّل إلى الكوفة فاختطها وأقطع الناس المنازل وأنزل القبائل منازلهم وبنى مسجدها وذلك في سنة سبع عشرة. ❶

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ حکم لکھ کر بھیجا کہ مسلمانوں کے لئے کوئی دار ہجرت اور قافلوں کے ٹھہرنے کی جگہ بنائی جائے اور (وہ جگہ ایسی ہو جس میں) آپ کے اور ان کے درمیان کوئی سمندر حائل نہ ہو۔ سو آپ انبار آئے اور اسے گھر بنانا چاہا تو وہاں مکھیوں کی کثرت کے باعث آپ دوسری جگہ چلے گئے مگر وہ جگہ بھی مناسب ثابت نہ ہوئی۔ پس آپ نے کوفہ تشریف لا کر اس کی داغ بیل ڈالی، لوگوں کے لئے مکانات بنائے اور قبیلوں کو اپنے اپنے گھر فراہم کئے، نیز وہاں مسجد تعمیر کی اور یہ سب کچھ ۱۷ھ میں ہوا۔

۲.....امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۱۰ھ) سن ۱۷ھ کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ارتحل سعد بالنّاس من المدائن حتى عسكر بالكوفة في المحرم سنة سبع عشرة، وكان بين وقعة المدائن ونزول الكوفة سنة وشهران. وكان بين قيام عمر واختطاط الكوفة ثلاث سنين وثمانية أشهر. اختطت سنة أربعة من إمارة عمر في المحرم سنة سبع عشرة من التاريخ ❷.

حضرت سعد نے لوگوں کے ساتھ مدائن سے کوچ کر کے محرم ۱۷ھ کو کوفہ میں لشکر ٹھہرایا، واقعہ مدائن پیش آنے اور کوفہ میں ٹھہرنے کا درمیانی عرصہ ایک سال اور دو ماہ بنتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے قیام اور کوفہ کی حد بندی کرنے کا درمیانی عرصہ

❶ فتوح البلدان: ذكر تمصير الكوفة، ص ۲۷۰ ❷ تاريخ الأمم والملوك: سنة سبع عشرة، ذكر سبب تحول من المسلمين....إلخ. ج۴ ص ۴۲

تین سال اور آٹھ ماہ کا ہے۔ کوفہ کی حد بندی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ امارت میں محرم ۱۷ھ کو ہوئی۔

۳.....حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) سن ۱۷ھ میں رونما ہونے والے واقعات کا آغاز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

في المحرم منها انتقل سعد بن أبي وقاص من المدائن إلى الكوفة، وذلك أن الصحابة استوخموا المدائن، وتغيّرت ألوانهم، وضعت أبدانهم لكثرة ذبابها وغبارها. فكتب سعد إلى عمر في ذلك، فكتب عمر: إن العرب لا تصلح إلاحيث يوافق إبلها، فبعث سعد حذيفة وسلمان بن زياد يرتادان للمسلمين منزلا مناسبا يصلح لإقامتهم. فمرّا على أرض الكوفة وهي حصباء في رملة حمراء فأجبتهما..... ثم كتبا إلى سعد بالخبر، فأمر سعد باختطاط الكوفة، وسار إليها في أول هذه السنة في محرّمها، فكان أوّل بناء وضع فيها المسجد[1].

اس سال محرم میں حضرت سعد بن ابی وقاص مدائن سے کوفہ منتقل ہوئے، اس لئے کہ صحابہ کرام کو مدائن کی آب و ہوا موافق نہ آئی، ان کے رنگ متغیر ہو گئے۔ پس حضرت سعد نے حضرت عمر کو یہ معاملہ لکھ بھیجا تو حضرت عمر نے انہیں لکھا: عربوں کو وہی جگہ موافق آتی ہے جو ان کے اونٹوں کے لئے بہتر ہو۔ سو حضرت سعد نے حذیفہ اور سلمان بن زیاد کو مسلمانوں کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنے کے لئے بھیجا، وہ دونوں کوفہ کی سرزمین پر سے گزرے جو کہ سرخ ریت میں سنگریزوں پر مشتمل زمین تھی، تو وہ ان کے دل کو بھا گئی.....ان دونوں نے حضرت سعد کو اس بارے میں لکھ دیا، تو حضرت سعد نے کوفہ کی حد مقرر کرنے کا

[1] البداية والنهاية: دخلت سنة سبع عشرة، ج۷ ص ۸۶، ۸۷

حکم دیا، اور اسی سال محرم میں آپ کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سب سے پہلے وہاں مسجد تعمیر کی گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر و منزلت

حضرت نافع بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۹ھ) سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بالكوفة وجوه الناس. ❶

کوفہ میں تمام جہتوں سے لوگ جمع ہیں۔

۲.....امام عامر بن شراحیل شعبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴ھ) فرماتے ہیں:

كتب عمر بن الخطاب إلى أهل الكوفة، إلى رأس أهل الإسلام. ❷

حضرت عمر بن خطاب نے اہل کوفہ کی طرف یہ الفاظ لکھے: "إلى رأس أهل الإسلام" (اہل اسلام کے مرکز کی طرف)۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر و منزلت

حضرت اصبغ بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الكوفة جمجمة الإسلام وكنز الإيمان وسيف الله ورمحه، يضعه حيث يشاء، وأيم الله! لينصرن الله بأهلها في مشارق الأرض ومغاربها كما انتصر بالحجارة. ❸

کوفہ، اسلام کا دماغ، ایمان کا خزانہ، اللہ کی تلوار اور اس کا نیزہ ہے، وہ اسے جہاں چاہے رکھتا ہے۔ اللہ رب العزت کی قسم! اللہ تعالیٰ ضرور دنیا کے مشارق اور مغارب میں اہل کوفہ کی مدد کرے گا جیسا کہ اس نے اہلِ حجاز کی مدد کی۔

❶ الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج٦ ص٨٦ ❷ فتوح البلدان: ذكر تمصير الكوفة، ص٢٨٣ ❸ الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج٦ ص٨٦

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يا أمير المؤمنين! والله! إن الكوفة للهجرة بعد الهجرة وإنها لقبة الإسلام وليأتين عليها يوم لا يبقى مؤمن إلا أتاها وحنّ إليها، والله لينصرن بأهلها كما انتصر بالحجارة. [1]

اے امیر المؤمنین! اللہ رب العزت کی قسم! بے شک مدینہ کے بعد اگر کوئی مقام جائے ہجرت ہے تو وہ کوفہ ہے کیونکہ وہ اسلام کا قبہ ہے، اور اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ ہر مؤمن اس کی طرف آئے گا اور اس کی طرف مائل ہوگا، اللہ تعالیٰ ضرور اہل کوفہ کی مدد کرے گا جیسا کہ اس نے حجاز کی مدد کی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر ومنزلت

جندب ازدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الكوفة قبة الإسلام يأتي على الناس زمان لا يبقى فيها مؤمن إلا بها أو قلبه يهوى إليها. [2]

کوفہ اسلام کا قبہ ہے، لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی مؤمن باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ وہ کوفہ سے وابستہ ہوگا یا اس کا دل کوفہ کی طرف مائل ہوگا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر ومنزلت

حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷ھ) سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

---

[1] تاريخ الأمم والملوك: سنة سبع عشرة، خروج عمر بن الخطاب إلى الشام، ج ۴ ص ۵۹ [2] فتوح البلدان: ذكر تمصير الكوفة: ص ۲۸۳

نے فرمایا: الكوفة قبة الإسلام و أرض البلاء. ❶

کوفہ اسلام کا قبہ اور آزمائش کی سرزمین ہے۔

نیز حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

واللہ! ما يدفع عن أهل قرية ما يدفع عن هذه يعنى الكوفة إلا أصحاب محمد الذين اتبعوه. ❷

اللہ رب العزت کی قسم! حضور کی اتباع کرنے والے صحابہ کی حفاظت کے سوا کسی بھی بستی والوں کی حفاظت کوفہ جتنی نہیں کی جاتی۔

کوفہ پندرہ سو (۱۵۰۰) صحابہ کرام کی قیام گاہ

سرزمین کوفہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں بہت بڑی تعداد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام تشریف لائے، جن میں جلیل القدر صحابہ کرام بھی شامل ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ کوفہ میں صحابہ کرام کی ایک پوری جماعت آ کر ٹھہری:

نزلها جماعة من كبار الصحابة. ❸

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ کوفہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عمار بن یاسر، حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر حضرات، نیز صحابہ کرام کی ایک خلقت یہاں آ کر مقیم ہوئی:

والكوفة نزلها مثل ابن مسعود وعمار بن ياسر وعلي بن أبي طالب

❶ المستدرك على الصحيحين: ومن مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، ج۳ ص۹۶، رقم الحديث: ۴۵۰۶ ❷ الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج۶ ص۸۷
❸ الاستذكار: كتاب الاستئذان، باب ما جاء في المشرق، ج۸ ص۵۲۰

وخلق من الصحابة①.

تابعی کبیر حضرت قتادہ بن دعامہ بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: حافظ العصر، قدوة المفسرين والمحدثين، كان من أوعية العلم، وممن يضرب به المثل في قوة الحفظ، روى عنه ائمة الإسلام.)②

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک ہزار پچاس (۱۰۵۰) اشخاص اور چوبیس (۲۴) وہ صحابہ جو بدر میں شریک تھے کوفہ تشریف لائے:

نزل الكوفة من الصحابة ألف وخمسون، منهم أربعة وعشرون بدرِيُّون.③

نقاد محدث امام احمد بن عبداللہ عجلی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک ہزار پانچ سو (۱۵۰۰) اور قرقیسا میں چھ سو (۶۰۰) صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی:

نزل الكوفة الف وخمس مائة من الصحابة ونزل قِرقيسا ست مائة.④

تابعی کبیر امام ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۶ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، الحافظ، فقيه العراق، أحد الأعلام، فقيه النفس، كبير الشان، كثير المحاسن)⑤

① الإعلان بالتوبيخ لمن ذمّ التاريخ، ص ۱۳۹

② سير أعلام النبلاء: ترجمة: قتادة بن دعامة، ج۵ ص ۲۶۹

③ فتح المغيث بشرح الفية الحديث: معرفة الصحابة، عدد الصحابة، ج۴ ص ۱۱۱

④ فتح القدير لابن همام: كتاب الطهارات، فصل في البئر، ج۱ ص ۱۰۴

⑤ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابراهيم النخعي أبو عمران، ج۴ ص ۵۲۰، ۵۲۱

فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت رضوان کرنے والے چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے تین سو (۳۰۰) اور غزوہ بدر میں شرکت کرنے والوں میں سے ستر (۷۰) صحابہ کوفہ میں آ کر آباد ہوئے:

هبط الكوفة ثلاثمائة من أصحاب الشجرة وسبعون من أهل البدر. (۱)

کوفہ میں مقیم صحابہ کرام کی تعداد دیگر شہروں کے مقابلے میں

محدث کبیر امام ابوعبد اللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''معرفة علوم الحديث'' میں ان مشہور صحابہ کرام کے اسماء ذکر کیے ہیں جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ سے دیگر شہروں کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ابتداء ان صحابہ کرام کے ناموں سے کی جو مدینہ منورہ سے کوفہ آ کر آباد ہوئے، چنانچہ انہوں نے سینتالیس (۴۷) صحابہ کرام کے اسماء مع ولدیت کے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وهؤلاء أكثرهم بالكوفة دُفنوا. (۲)

ان کے علاوہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر شہروں میں بسنے والے صحابہ کرام کے جو نام ذکر کیے ہیں ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱.....مکہ میں چھبیس (۲۶) صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

۲.....بصرہ میں چھتیس (۳۶) صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

۳.....مصر میں سترہ (۱۷) صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

۴.....شام میں پینتیس (۳۵) صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

(۱) الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج٦ ص ٨٩

(۲) معرفة علوم الحديث: النوع الثاني والأربعين، ص ١٩٠، ١٩١

۵.....جزیرہ میں تین (۳) صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

۶.....خراسان میں پانچ (۵) صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام حاکم رحمۃ اللہ نے سب سے زیادہ تعداد کوفہ میں آنے والوں کی ذکر کی ہے۔

مشہور مورخ علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے کوفہ میں اقامت اختیار کرنے والے ایک سو پینتیس (۱۳۵) صحابہ کرام کے اسماء اور ان میں سے بعض کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں، دیکھئے تفصیلا: ❶

مؤرخ خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۰ھ) نے اپنی کتاب ''الطبقات'' میں کوفہ میں اقامت اختیار کرنے والے ایک سو چھپن (۱۵۶) صحابہ کرام کے نام کی فہرست مرتب کی ہے، دیکھئے تفصیلا: ❷

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ جب عہدۂ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے سیاسی طور پر خلافت کے استحکام کیلئے دار الحکومت کو بوجوہ مدینہ منورہ سے کوفہ منتقل کرنا ضروری سمجھا، اس طرح سرزمین کوفہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے چار سال یہیں پر گذارے۔ آپ نے اپنا زمانہ خلافت کوفہ کی ایک جگہ رحبہ میں گذارا جو ''رحبة علي'' کے نام سے مشہور ہوئی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

❶ الطبقات الکبری: طبقات الکوفیین، تسمیة من مزل الکوفة من أصحاب رسول اللّٰہ، ج٦ ص ٨٦ تا ١٣٠

❷ الطبقات: تسمیة من نزل الکوفة من أصحاب النبيﷺ ج ۱ ص ۲۱۳ تا ۲۳۷

فَدَخَلَهَا عَلِيٌّ يَوْمَ الاثْنَيْنِ لِثِنْتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلاثِينَ فَقِيلَ لَهُ: انْزِلْ بِالْقَصْرِ الْأَبْيَضِ، فَقَالَ: لَا! أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَكْرَهُ نُزُولَهُ فَأَنَا أَكْرَهُهُ لِذَلِكَ، فَنَزَلَ فِي الرَّحْبَةِ. ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ پیر کے روز سن ۳۶ھ رجب کی بارہویں تاریخ کو کوفہ میں داخل ہوئے۔ آپ سے عرض کیا گیا: آپ (سابقہ حکمرانوں کی اقامت گاہ) سفید محل میں تشریف فرما ہو، تو آپ نے فرمایا: نہیں! بے شک عمر بن خطاب اس میں رہنے کو ناپسند کرتے تھے اس لئے میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ پس آپ نے رحبہ (کشادہ زمین) میں قیام گاہ اختیار کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ میں داخل ہوئے تو کوفہ کی سرزمین علم وحکمت سے خوب سیراب ہو چکی تھی۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ الَّتِي كَانَتْ دَارَه كَانُوا قَدْ تَعَلَّمُوا الْإِيمَانَ، وَالْقُرْآنَ وَتَفْسِيرَهُ، وَالْفِقْهَ، وَالسُّنَّةَ مِنَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَغَيْرِهِ، قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ عَلِيٌّ الْكُوفَةَ. ❷

بے شک کوفہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دار الخلافہ تھا، وہاں کے لوگ آپ کی آمد سے پیشتر ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے ایمان، قرآن، تفسیر القرآن، فقہ اور سنت کا علم سیکھ چکے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوفہ آمد سے اس شہر میں مزید علم کی آبیاری آ گئی اور کوفہ میں علم وحکمت کے چشمے پھوٹنے لگے۔

❶ البداية والنهاية: دخلت سنة ست وثلاثين من الهجرة، ج۷، ص ۲۸۲ ❷ منهاج السنة النبوية: فصل كلام الرافضي أن علم الطريقة منوب إلى علي، ج۷ ص۵۲۷

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا ظَهَر عِلْمُ عَلِيِّ وَفِقْهُهُ فِي الْكُوفَةِ بِحَسَبِ مُقَامِهِ فِيهَا عِنْدَهُمْ مُدَّةَ خِلَافَتِهِ. ❶

بے شک حضرت علی کا علم اور آپ کی فقہ کوفہ میں صادر ہوئے۔

مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

كان أغلب قضاياه بالكوفة. ❷

حضرت علی کے اکثر فیصلے کوفہ میں صادر ہوئے۔

مرجعِ علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کوفہ آمد

تابعی کبیر امام حارثہ بن مُضَرِّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كتب إلينا عمر بن الخطّاب إني قد بعثت إليكم عمار بن ياسر أميرا، وعبد اللّٰه بن مسعود معلّما ووزيرا. وهما من النجباء من أصحاب محمد من أهل بدر فاسمعو. وقد جعلت ابن مسعود على بيت مالكم فاسمعوا فتعلموا منهما واقتدوا بهما. وقد آثرتكم بعبد اللّٰه على نفسي. ❸

حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں لکھا کہ میں نے تمہارے پاس عمار بن یاسر کو امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلّم ووزیر بنا کر بھیج دیا ہے۔ یہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری (اور چودہ) نجباء صحابہ میں سے ہیں، پس تم ان کی اطاعت کرو۔ میں نے ابن مسعود کو تمہارے

---

❶منهاج السنة النبوية: كان أعلم الناس بعد رسول اللّٰه، ج۷ص ۴۹۹ ❷حجة اللّٰه البالغة: المبحث السابع، باب كيفية تلقى الأمة الشرع من النبي ﷺ ج ۱ ص۲۲۸
❸المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب عمار بن ياسر، ج۳ ص ۴۳۸

بیت المال پر وزیر بھی مقرر کر دیا ہے، سوتم ان دونوں حضرات کی اتباع کرو، ان سے سیکھو اور ان کی پیروی کرو، میں نے اپنی نسبت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تم پر ترجیح دی ہے۔

امام عامر بن شراحیل شعبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴ھ) سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے حمص تشریف لے گئے:

فحدره عمر إلى الكوفة، وركب إليهم إني والله الذي لا إله إلا هو آثرتكم به على نفسي فخذوا عنه.

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو) کوفہ بھیج دیا، اور کوفہ والوں کی طرف لکھا کہ مجھے اللہ رب العزت کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں نے عبداللہ بن مسعود کو تمہارے لئے اپنی جان پر ترجیح دی ہے سوتم ان سے دین سیکھ لو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجنے کا مقصد اہلِ کوفہ کی اعلیٰ ترین علمی و فقہی تربیت کرنا تھا، تاکہ کوفہ والے جہاں عسکری لحاظ سے اسلام کا مضبوط قلعہ ثابت ہوئے ہیں اسی طرح علمی لحاظ سے بھی ان میں یگانہ روزگار افراد پیدا ہوں، جو تعلیمی میدان میں بھی آئندہ آنے والے مسلمانوں کی قیادت کا فریضہ سرانجام دیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علمی مقام

۱..... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اُس وقت سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا آرہا ہوں جب سے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

خذوا القرآن من أربعة: من عبد الله بن مسعود، وسالم، ومعاذ بن جبل، وأُبيّ بن كعب. (۱)

(۱) صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب مناقب سالم مولى أبي حذيفة، ج٥ ص٢٧، رقم الحديث ٣٧٥٨

تم قرآن ان چار سے سیکھو: عبداللہ بن مسعود، سالم (مولی ابوحذیفہ)، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔

۲.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رضيت لأمتي ما رضى لها ابن أم عبد وكرهت لأمتي ما كره لها ابن أم عبد. [1]

میں اپنی امت سے (اس امر پر) راضی ہوں جس سے ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) راضی ہے، اور اپنی امت سے (اس امر پر) ناخوش ہوں جس سے ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) ناخوش ہے۔

۳.....جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورے کے تمہارے لئے خلیفہ کا انتخاب کروں تو وہ عبداللہ بن مسعود ہوں گے:

لَوِ اسْتَخْلَفْتُ أَحَدًا عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ، لَاسْتَخْلَفْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ. [2]

۴.....حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علمی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لقد آثرت أهل الكوفة بابن أم عبد على نفسي إنه من أطولنا فوقا كُنَيْفٌ مُلِئَ علما.

میں نے اپنے علمی مقابلے میں اہل کوفہ کے لیے ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) کو ترجیح دی ہے۔ بے شک وہ ہم سب میں زیادہ سمجھدار اور علم سے معمور شخص ہیں۔

[1] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب المناقب، باب ما جاء في عبد الله بن مسعود، ج۹ ص ۲۹۰، رقم الحديث: ۱۵۵۶۸

[2] مسند أحمد: مسند علي بن أبي طالب، ج۲ ص ۱۴۰، رقم الحديث: ۷۳۹

۵..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: عالم القرآن والسنة. ❶

وہ قرآن اور سنت کے عالم ہیں۔

۶..... امام یحیی بن سعید تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر پوچھا کہ میری بیوی کا دودھ میرے پیٹ میں چلا گیا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ تم پر حرام ہوگئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس فتوے پر انہیں کہا: غور کیجئے آپ اس شخص کو کیا فتوی دے رہے ہیں؟ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رضاعت (کی حرمت) صرف دو سال کی عمر تک ہوتی ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: لا تسألوني عن شيء ما كان هذا الحبر بين أظهركم. ❷

جب تک تم میں یہ عظیم عالم موجود ہیں مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا کرو۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسی بلند علمی مقام کے سبب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہلِ کوفہ کی علمی تربیت کے لیے آپ کو کوفہ بھیج دیا۔

۷..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ علی رؤس الاشہاد فرمایا کرتے تھے: اس خدا کی قسم جس کے بغیر کوئی دوسرا معبود نہیں! قرآن کریم کی کوئی سورت اور کوئی آیت ایسی نہیں جس کا شان نزول مجھے معلوم نہ ہو کہ کس موقع اور کس حالت میں نازل ہوئی ہے:

وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ

❶ حلية الأولياء: ترجمة: عبد الله بن مسعود، ج ۱ ص ۱۲۹

❷ موطا مالک: كتاب الرضاع، باب ما جاء في الرضاعة بعد الكبر، ج ۲ ص ۶۰۶

أُنْزِلَتْ، وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ. ❶

۸.....حضرت حذیفہ بن یمان (متوفی ۳۶ھ) سے کسی نے پوچھا کہ تمام صحابہ میں رسول اللہ ﷺ سے عادات میں اور چال ڈھال میں سب سے زیادہ قریب کون ہے کہ ہم ان سے علم حاصل کریں؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ. ❷

میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو نبی کریم ﷺ سے عادات میں اور چال ڈھال میں ابن ام عبد (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) سے زیادہ قریب ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی انتھک محنتوں کے سبب کوفہ علم وحکمت سے بھر گیا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کی تعمیر نو سے لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر دور تک یہیں رہ کر اہل کوفہ کو قرآن وسنت وفقہ کی تعلیم دیتے رہے یہاں تک کہ آپ نے دن رات محنت کر کے شہر کوفہ کو فقہاء ومحدثین سے بھر دیا۔ یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ تشریف لائے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کے سبب شہر کوفہ علم وحکمت سے جگمگا رہا تھا۔

داماد رسول خلیفہ راشد حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰ھ) جب شہر کوفہ میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا:

---

❶ صحيح بخاري: كتاب فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب النبي، ج۶ ص۱۸۶، رقم الحديث: ۵۰۰۲ ❷ صحيح بخاري: كتاب المناقب، باب مناقب عبدالله بن مسعود، ج۵ ص۲۸، رقم الحديث: ۳۷۶۲

رحم الله ابن أم عبد، قد ملأ هذه القرية علما. ❶

اللہ تعالیٰ ابن ام عبد (عبد اللہ بن مسعود) پر رحم فرمائے انہوں نے اس بستی (کوفہ) کو علم سے بھر دیا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کوفہ کے رُشد و ہدایات کے چراغ تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی علمی کاوشوں کو یوں سراہا:

أصحاب عبد الله سرج هذه القرية❷.

حضرت عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد شہر کوفہ کے چراغ ہیں۔

جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۵ھ) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کے متعلق فرماتے ہیں:

أصحاب عبد الله سرج هذه القرية. ❸

حضرت عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد شہر کوفہ کے چراغ ہیں۔

ابراہیم بن یزید تیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ساٹھ (۶۰) شیوخ تھے:

كان فينا ستون شيخا أصحاب عبد الله. ❹

محدثِ کبیر امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴ھ) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کے شانِ تفقہ کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ میں کوفہ کے فقہاء میں صرف عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

❶نصب الراية: المقدمة، منزلة الكوفة من علوم الاجتهاد، ج ا ص ۱۵ ❷تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن مسعود، ج ۳۳ ص ۵۴ ❸الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج ٦ ص ۹۰ ❹الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج ٦ ص ۹۰

کے شاگردوں کو پہچانتا ہوں:

ما كنت أعرف فقهاء الكوفة إلا أصحاب عبد الله. ⓫

حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ میں بہت زیادہ علم پھیلایا اور ان کی ایک بہت بڑی تعداد کو فقیہ بنا دیا:

فبث عبد الله فيهم علما كثيرا، وفقه منهم جما غفيراً. ⓬

مشہور محدث امام ابو نُعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ اس شہر کوفہ کے چراغ اور بلند پایہ اہل علم ہیں:

أصحابه سرج القرية وأعلامها. ⓭

شہرِ کوفہ کا تعارف علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی نگاہ میں

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کا تعارف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کوفہ علماء، عابدین، فضلاء، اُدباء، فقہاء اور اہل علم کا مسکن تھا:

وكان بها العلماء والعباد والفضلاء وأهل الأدب، والفقهاء وأهل العلم. ⓮

اہل کوفہ کا فضل و کمال اور علمی برتری

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۴ھ) فرماتے ہیں:

⓫ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الشعبي عامر بن شراحيل، ج۴ ص ۳۰۹

⓬ تاريخ بغداد: ترجمة: عبد الله بن مسعود، ج۱ ص۱۵۸

⓭ معرفة الصحابة: ترجمة: عبد الله بن مسعود، ج۴ ص۱۷۶۵

⓮ الاستذكار: كتاب الاستئذان، باب ما جاء في المشرق، ج۸ ص ۵۲۰

الکوفۃ قبۃ الإسلام و أهل الإسلام. ❶

کوفہ اسلام اور مسلمانوں کا قبہ ہے۔

شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ کوفہ مشہور و معروف شہر ہے، یہ فضیلت کا گھر اور فضلاء کیلئے جائے محل ہے اس کی تعمیر نو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی تھی:

وَالْكُوفَةُ هِيَ الْبَلْدَةُ الْمَعْرُوفَةُ وَدَارُ الْفَضْلِ وَمَحَلُّ الْفُضَلَاءِ بَنَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. ❷

محدث کبیر امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام الكبير، حافظ العصر، شيخ الاسلام، وحمل عنهم علما جما، انتهى إليه علو الإسناد.) ❸

فرماتے ہیں کہ حج کے مسائل اہل مکہ سے، قراءت اہل مدینہ سے، اور حلال و حرام کا علم اہل کوفہ سے حاصل کرو:

خذوا المناسک عن أهل مكة وخذوا القراءة عن أهل المدينة وخذوا الحلال والحرام عن أهل الكوفة. ❹

علم تفسیر میں بھی کوفہ کو برتری حاصل تھی، چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۵ھ) جو کوفہ کے رہنے والے تھے، (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وقت کے امام، حافظ الحدیث، بہترین قاری اور عظیم مفسر تھے:

الإمام، الحافظ، المقرئ، المفسر، الشهيد، أحد الأعلام.) ❺

❶ الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج ٦ ص ٨٦ ❷ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: كتاب الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، ج ۴ ص ۱۷۵ ❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: سفيان بن عيينة، ج ٨ ص ۴۵۴ ❹ معجم البلدان: الكوفة، ج ۴ ص ۴۹۳
❺ سير أعلام النبلاء: ترجمة: سعيد بن جبير، ج ۴ ص ۳۲۱

جلیل القدر تابعی امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۸ھ) فرماتے ہیں کہ تمام تابعین میں حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے:

.کان سعید بن جبیر أعلمھم بالتفسیر. ❶

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو جو اہل کوفہ میں سے ہیں "أعلم الناس بالتفسیر" (لوگوں میں تفسیر کو سب سے زیادہ جاننے والے) قرار دیا ہے۔ ❷

حضرت محمد بن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۰ھ) کوفہ میں موجود طالبانِ حدیث اور وہاں کے فقہاء کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أَتَيْتُ الْكُوفَةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا أَرْبَعَةَ آلَافٍ يَطْلُبُونَ الْحَدِيثَ وَأَرْبَعِمائَةٍ قَدْ فَقِهُوا. ❸

میں نے کوفہ آ کر دیکھا کہ چار ہزار طلباء علم حدیث حاصل کر رہے ہیں اور چار سو حضرات فقیہ ہو چکے ہیں۔

مندرجہ بالا روایت سے شہر کوفہ میں ہزاروں محدثین اور سینکڑوں فقہاء کی موجودگی کا علم ہوا۔ نیز چار ہزار محدثین اور چار سو فقہاء کا تقابلی جائزہ لینے سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہوئی کہ علم حدیث حاصل کرنے والے کثیر افراد ہوتے ہیں جبکہ فہم و بصیرت کی بناء پر احادیث سے استنباط کرنے والے افراد ہر جگہ اور ہر زمانے میں قلیل ہوتے ہیں، کیونکہ حدیث کے معانی کو سمجھنا بہ نسبت روایت کرنے سے مشکل اور ادق کام ہے۔

❶ الإتقان في علوم القرآن: النوع الثمانون في طبقات المفسرين، ج۴ ص ۲۴۱

❷ مجموع الفتاوى: مقدمة التفسير، ج۱۳ ص ۳۴۶

❸ المحدث الفاصل بين الراوي والواعي: باب من كره كثرة الرواية، ص ۵۶۰

فن قراءت کے سات بڑے ائمہ میں سے تین ائمہ شہر کوفہ کے رہنے والے تھے۔

۱.....امام عاصم بن ابی النجو داسدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷ھ)

۲.....امام حمزہ بن حبیب الزیات التیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۸ھ)

۳.....ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)

علوم عربیت اور صرف ونحو فنون کی تدوین بھی کوفہ و بصرہ ان دوشہروں میں ہوئی، ان مذکورہ فنون کی کتابوں میں ان شہروں کے علماء کے علاوہ کسی اور جگہ کے علماء کا اختلاف ذکر نہیں کیا جاتا مگر شاذ و نادر ہی۔

کوفہ علم الحدیث کا ایک عظیم الشان مرکز

اہل کوفہ کے ہاں جب محدثین کی کوفہ آمد ہوتی تو فوراً اس کے پاس جمع ہو جاتے جس طرح پروانے شمع کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں، اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سننے کیلئے التماس کرتے تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے دل و دماغ کو معطر کر سکیں۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴ھ) جو اصلا کوفہ کے باشندے تھے، چنانچہ ان کے متعلق تفصیلا دیکھئے: ❶

فرماتے ہیں:

لَـمَّا قَـدِمَ عَـدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ الْكُوفَةَ، أَتَيْنَاهُ فِي نَفَرٍ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ❷

جب صحابی رسول حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو ہم کوفہ کے فقہاء کی جماعت کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان سے درخواست کی کہ آپ نے

❶ تاريخ مدينة دمشق :ترجمة :عامر بن شراحيل الشعبي الكوفي، ج۲۵ ص ۳۳۵

❷ سنن ابن ماجه: باب في القدر، ج ا ص ۳۴ ، رقم الحديث: ۸۷

رسول اللہ ﷺ سے جو احادیث سماعت کی ہیں وہ ہم کو بھی سنا دیجئے۔ جس پر انہوں نے ہمیں حدیث سنائی۔

علماء کوفہ جو اکثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے ان کو احادیث مبارکہ سننے اور حفظ کرنے کا شوق اس قدر زیادہ تھا کہ یہ علم حدیث کی سماعت کیلئے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی طرف اسفار کرتے، اور مدینہ منورہ میں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ سے ارشاد نبوی سماعت فرماتے:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

لِأَنَّ أَصْحَابَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانُوا يَرْحَلُونَ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْ عُمَرَ وَيَسْمَعُونَ مِنْهُ. ❶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کوفہ سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کر کے وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحصیلِ علم اور احادیث حاصل کیا کرتے تھے:

وَكَانُوا يَذْهَبُونَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَيَأْخُذُونَ عَنْ عُمَرَ وَعَائِشَةَ. ❷

تعبیر الرؤیا میں گہری دسترس رکھنے والے تابعی کبیر امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا تو وہاں چار ہزار حدیث کے طالب علم تھے:

قَدِمْتُ الْكُوفَةَ وَبِهَا أَرْبَعَةُ آلَافٍ يَطْلُبُونَ الْحَدِيثَ. ❸

مشہور مؤرخ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے "طبقات ابن سعد" کی

---

❶ الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: من مدح العلو وذم النزول، ص ۱۲۳ ❷ منهاج السنة النبوية: فصل، قال الرافضي: قال النبي ﷺ: العلم في الصغر ...إلخ، ج ۷ ص ۵۲۶ ❸ تدریب الراوی: النوع الثالث والتسعون: معرفة الحفاظ، ج ۲ ص ۹۳۷

چھٹی جلد میں شہر کوفہ کے علماء کا تذکرہ کیا ہے جس میں صحابہ، تابعین، اتباع تابعین کا ایک طویل تذکرہ ہے، امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان ڈالا ہے "طبقات الکوفیین" اس کے تحت فرمایا:

تسمية من نزل الكوفة من أصحاب رسول الله ﷺ ومن كان بهابعدهم من التابعين وغيرهم من أهل الفقه والعلم.

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تحت رقم الترجمہ: ۱۸۲۳ سے لے کر رقم الترجمہ: ۲۸۲۴، ایک ہزار ایک (۱۰۰۱) اساطین علم کا تذکرہ کیا ہے، اہل علم حضرات تسکین قلوب کیلئے تفصیلا دیکھیں: ❶

اس کتاب میں دوسرے شہر کے علماء کا تذکرہ اِن کے عُشر عشیر بھی نہیں ہے۔

محدث کبیر صاحب مستدرک امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ) اپنی کتاب "معرفۃ علوم الحدیث" جس کی انچاسویں (۴۹) نوع جس کا عنوان ہے:

ذِكْرُ النَّوْعِ التَّاسِعِ وَالْأَرْبَعِينَ مِنْ مَعْرِفَةِ عُلُومِ الْحَدِيثِ هَذَا النَّوْعُ مِنْ هَذِهِ الْعُلُومِ مَعْرِفَةُ الْأَئِمَّةِ الثِّقَاتِ الْمَشْهُورِينَ مِنَ التَّابِعِينَ وَأَتْبَاعِهِمْ مِمَّنْ يَجْمَعُ حَدِيثَهُمْ لِلْحِفْظِ، وَالْمُذَاكَرَةِ، وَالتَّبَرُّكِ بِهِمْ، وَبِذِكْرِهِمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْغَرْبِ. ❷

انچاسویں نوع تابعین اور اتباع تابعین میں سے اُن ثقہ اور مشہور ائمہ حدیث کی معرفت کہ جن کی احادیث حفظ و مذاکرہ کیلئے جمع کی جاتی ہیں، اور ان کے ساتھ تبرک حاصل کیا جاتا ہے اور جن کی شہرت مشرق سے لیکر مغرب تک ہے۔

---

❶ الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج٦ ص٨٦ تا٣٧٨

❷ معرفة علوم الحديث: النوع التاسع والأربعين، ص ٢٤٠

اس نوع میں امام حاکم رحمہ اللہ نے تمام مشہور بلادِ اسلامیہ مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، مصر، شام، یمن، یمامہ، کوفہ، جزیرہ، بصرہ، واسط اور خراسان کے پانچ سو اکیس (۵۲۱) محدثین کے اسماء ذکر کیے ہیں، جن میں مکہ مکرمہ کے اکیس (۲۱) اور مدینہ منورہ کے چالیس (۴۰) یمن کے چوبیس (۲۴) اور یمامہ کے چھ (۶) جب کہ کوفہ کے محدثین کے دو سو دس (۲۱۰) اسماء تفصیلاً ذکر کیے ہیں، امام حاکم رحمہ اللہ نے ان تمام مذکورہ شہروں میں کثرت سے جن اساطین علم کا تذکرہ کیا ہے وہ یہی شہرِ کوفہ ہے جو اس قدر کثرت سے محدثین کی آماجگاہ تھی۔

کوفہ علم الحدیث کا سب سے بڑا مرکز تھا

حضرت خَیْثَمَہ بن ابی سَبْرَہ تابعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵ھ) بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ حاضر ہوا، تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے کسی صالح شخص کی ہم نشینی نصیب ہو، پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہنچنے میں میری راہنمائی فرمادی۔ میں نے ان کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے کسی صالح شخص کی معیت نصیب ہو جائے تو آپ تک میری رہنمائی کر دی گئی ہے۔ اس پر آپ نے مجھ سے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ آپ کا وطن کون سا ہے؟ فرماتے ہیں:

قلت من أهل الكوفة، جئت ألتمس الخير وأطلبه، قال: أليس فيكم سعد بن مالك مجاب الدعوة، وابن مسعود صاحب طهور رسول الله ونعليه، وحذيفة صاحب سرّ رسول الله، وعمار الذى أجار الله من الشيطان على لسان نبيه، وسلمان صاحب الكتابين؟ قال قتادة: والكتابان: الإنجيل والفرقان. ❶

❶ سنن الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب عبد الله بن مسعود، ج۵ ص ۶۷۴، رقم الحدیث: ۳۸۱۱

میں نے عرض کیا: میں کوفہ سے علم وخیر کی تلاش میں نکلا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ نے جواب دیا: کیا وہاں سعد بن مالک (سعد بن ابی وقاص) نہیں ہیں جن کی دعا قبول ہوتی ہے؟ کیا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان طہارت اور نعلین مبارک اٹھانے والے عبداللہ بن مسعود نہیں ہیں؟ کیا وہاں حضور کے راز دار حذیفہ نہیں ہیں؟ کیا وہاں اللہ تعالی کی طرف سے اپنے نبی کی زبان پر شیطان سے محفوظ رہنے والے عمار بن یاسر نہیں ہیں؟ کیا وہاں دو کتابوں (کا علم رکھنے) والے سلمان فارسی نہیں ہیں۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ دو کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن ہیں۔

سنن ترمذی کے علاوہ باقی تمام کتب حدیث میں تابعی مذکور کے الفاظ ہیں کہ ''جئت ألتمس العلم والخیر '' (میں کوفہ سے علم وخیر کی تلاش میں نکلا ہوں۔) امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درج ذیل الفاظ نقل کیے ہیں جو انہوں نے اُس تابعی کے جواب میں استعمال فرمائے:

تسألني وفیکم علماء أصحاب محمد وابن عمه علي بن أبي طالب وفیکم سعد بن مالک. ❶

(پوچھنے والے!) تم مجھ سے سوال کر رہے ہو حالانکہ تم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء صحابہ موجود ہیں، ان کے چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب ہیں، اور تم میں سعد بن مالک (سعد بن ابی وقاص) ہیں... (آگے الفاظ درج بالا رقم کردہ حدیث مبارکہ کی طرح ہی ہیں)۔

اس روایت میں جمیع صحابہ میں سب سے زیادہ کثیر الروایت صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس سائل کو کسی حدیث سے فیض یاب کرنے کے بجائے اس کی توجہ اس جانب مبذول کرا رہے ہیں کہ جلیل القدر صحابہ کرام جن میں خلیفہ چہارم حضرت علی بن ابی طالب،

❶ حلیة الأولیاء : ترجمة: خیثمة بن عبد الرحمن. ج ۴ ص ۱۲۰

حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ شامل ہیں، حرمین شریفین سے چل کر کوفہ آباد ہو گئے ہیں، لہٰذا ان ہستیوں کی شہر کوفہ میں موجودگی کے باعث آپ کو کسی بھی دوسری جگہ جانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہی وہ شہر ہے جہاں علم الحدیث، فقہ الحدیث اور ہر طرح کی بھلائی میسر ہے۔ یہ واقعات ان تابعین کرام کے علم دوستی کے بھی عکاس ہیں جو طلبِ علم میں دنیا کا کونہ کونہ چھان مارتے اور اس معاملہ میں کسی بڑے سے بڑے دنیوی مفاد کو اپنے راستے میں حائل نہ ہونے دیتے۔

امام عفان بن مسلم بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۰ھ) کوفہ میں علم الحدیث کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فقدمنا الكوفة فأقمنا أربعة أشهر، ولو أردنا أن نكتب مائة ألف حديث لكتبنا بها، فما كتبنا إلا قدر خمسين ألف حديث. ❶

ہم نے کوفہ پہنچ کر چار ماہ قیام کیا، (اس دوران) اگر ہم ایک لاکھ احادیث لکھنا چاہتے تو لکھ لیتے، لیکن ہم نے صرف پچاس ہزار احادیث لکھیں۔

صاحب السنن امام ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۱۶ھ) فرماتے ہیں:

دخلت الكوفة وأكتب عن أبي سعيد الأشج ألف حديث (في كل يوم) فلما كان الشهر حصل معي ثلاثين ألف حديث. ❷

میں کوفہ داخل ہوا تو امام ابوسعید الاشج سے (روزانہ) ایک ہزار احادیث لکھتا تھا، اس

❶ المحدث الفاصل بين الراوي والواعي: باب من كره كثرة الرواية، ص ۵۵۹

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو بكر عبد الله بن سليمان، ج ۱۳ ص ۲۲۲

طرح ایک ماہ تک میں نے تیس ہزار احادیث لکھ لیں۔

یہ ہر محدث کی اپنی استطاعت پر منحصر تھا کہ وہ علم الحدیث کے اس بحر بے کنار سے کتنا فیض یاب ہوتا ہے؟ امام عفان رحمۃ اللہ علیہ نے اس عظیم مرکز علم میں چار مہینے گزار کر پچاس ہزار احادیث کا ذخیرہ سمیٹ لیا، جبکہ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے امام عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حال دیکھئے کہ وہ یہاں صرف ایک ماہ ہی رہے اور انہوں نے تیس ہزار احادیث لکھ لیں۔ اس کو اگر چار مہینوں سے ضرب دیں تو ایک لاکھ بیس ہزار احادیث بنتی ہیں یعنی امام عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بآسانی چار ماہ میں ایک لاکھ بیس ہزار احادیث لکھ سکتے تھے۔ اس سے شہرِ کوفہ میں علم الحدیث کے متموج سمندروں کی وسعت اور گہرائی کا خوب اندازہ ہو جاتا ہے۔

فقہ حنبلی کے بانی اور صاحب مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے امام عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۰ھ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے عرض کیا کہ آپ کے خیال میں کس محدث کا طلبِ حدیث کے لیے دامن پکڑنا چاہیے کہ اس سے احادیث لکھی جائیں یا آپ کے خیال میں کون سے مقامات میں جا کر علم الحدیث کا سماع کیا جائے؟ تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

يرحل يكتب عن الكوفيين والبصريين وأهل المدينة ومكة. ❶

سفر اختیار کر کے کوفیوں، بصریوں، اہل مدینہ اور مکہ سے علم حدیث کو لکھنا چاہیے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے علم الحدیث میں شہر کوفہ کی سیادت و اولیت اجاگر ہو رہی ہے۔ آپ نے علم الحدیث کے عظیم مراکز حرمین شریفین اور بصرہ سے بھی پہلے اہل کوفہ کا نام لے کر اس دور کے اور بعد میں آنے والے ہر محدث پر واضح کر دیا کہ احادیث مبارکہ آپ کو کئی علاقوں سے مل جائیں گی مگر کوفہ ان سب میں سرفہرست اور درجہ اوّل میں

❶ الرحلة في طلب الحديث: ص ۸۸، رقم: ۱۲

ہے۔علم الحدیث میں جو شان کوفہ کو حاصل ہے وہ کسی اور شہر کو حاصل نہیں۔

امیر المؤمنین فی الحدیث اور محدثین کے سرخیل صاحب الصحیح امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کوفہ کے مقام علم الحدیث کو یوں اجاگر کرتے ہیں:

دخلت إلى الشام ومصر والجزيرة مرتين، وإلى البصرة أربع مرات، وأقمت باحجاز ستة أعوام، ولا أحصى كم دخلت إلى الكوفة وبغداد مع المحدثين. ❶

میں ملک شام، مصر اور جزیرہ میں علم حدیث لینے کیلئے دو مرتبہ گیا ہوں، بصرہ چار مرتبہ گیا ہوں، اور میں نے چھ سال تک حرمین شریفین (حجاز) میں قیام کیا لیکن میں محدثین کے ہمراہ کوفہ اور بغداد حدیث لینے کیلئے کتنی مرتبہ گیا ہوں اس کا شمار بھی نہیں کر سکتا۔

یہ بات بڑی قابل غور ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کوفہ جا کر جن ائمہ حدیث سے احادیث لیتے تھے وہ کون حضرات تھے؟ اس وقت کوفہ میں محدثین کے دو ہی طبقے تھے یا تو ان میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔امام بخاری رحمہ اللہ کی پیدائش امام اعظم رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ہوئی، امام اعظم رحمہ اللہ کی وفات ۱۵۰ ہجری میں ہوئی اور امام بخاری رحمہ اللہ کی ولادت ۱۹۴ ہجری میں ہوئی۔امام بخاری رحمہ اللہ کا کوفہ سے اخذ حدیث کرنے کا زمانہ یا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے عمر رسید شاگردوں کا تھا یا ان کے پوتے شاگردوں کا تھا جو کوفہ میں موجود تھے۔

امام مالک بن انس اصبحی رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) نے کوفہ کی شانِ علمی پر کیا خوبصورت تبصرہ کیا ہے۔امام عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سئل مالك عن مسئلة؟ فأجاب فيها. فقال له السائل: إن أهل الشام

---

❶ هدي الساري مقدمة فتح الباري: ذكر عدة ما لكل صحابي في صحيح البخاري... إلخ، ص ۴۷۸

یخالفونک فیھا فیقولون کذا و کذا. فقال: ومتی کان ھذا اشأن بالشام،إنما ھذا الشأن وقف علی أھل المدینة والکوفة. ❶

امام مالک سے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا جواب دیا۔ سائل نے کہا: اہل شام کے علماء آپ سے اس میں اختلاف کرتے ہیں (اور وہ اس کے بجائے) یہ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: علم کا یہ مقام اہل شام کو کیسے حاصل ہو گیا؟ علم کا یہ مقام ومرتبہ تو صرف دوشہروں اہل مدینہ اور کوفہ کو حاصل ہے۔

پھر آگے اسی صفحہ پر امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ کوفہ کو یہ مقام اور شان کس وجہ سے حاصل ہے، بیان کرتے ہیں: لأن شأن المسائل بالکوفة مدارہ علی أبي حنیفة وأصحابه والثوری. ❷

کوفہ کے علم کی اس شان کا تاج امام ابوحنیفہ، ان کے شاگردوں اور سفیان ثوری کے سر پر ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد نہیں بلکہ فقہ مالکیہ کے بانی اور جلیل القدر فقیہ مدینہ ہیں۔ آپ کا مندرجہ بالا فرمان ہر طرح کے تعصب سے بالاتر اور حقیقت اصلیہ کا برملا اظہار ہے، مندرجہ بالا حقائق نہ صرف کوفہ کے تناظر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شان کا مدلل ومستند اظہار ہیں بلکہ معترضینِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لیے لمحہ فکریہ ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ باہر سے سفر کر کے آنے والے ائمہ حدیث ہزار ہا احادیث کوفہ سے لے جائیں اور وہاں ساری زندگی بسر کرنے والے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو کوفہ میں بسنے والے ہزار ہا محدثین وفقہاء کے لیے مرکز ومحور کی حیثیت رکھتے تھے ان کو یہاں سے صرف ۱۷ حدیثیں ملیں

❶ جامع بیان العلم وفضله: باب حکم قول العلماء بعضھم في بعض، ج ۲ ص ۱۱۰۷

❷ جامع بیان العلم وفضله: باب حکم قول العلماء بعضھم في بعض، ج ۲ ص ۱۱۰۷

ہوں۔ ہم ایسی سوچ رکھنے والے پر "إنا للّٰه وإنا إليه راجعون" ہی پڑھ سکتے ہیں۔

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دس (۱۰) اساتذہ حدیث کا تعارف

۱.....امام ابوعمرو عامر بن شراحیل شعبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴ھ)

آپ کا اسم گرامی عامر بن شراحیل تھا، آپ کی کنیت ابوعمرو ہے، کوفہ کے رہنے والے اور شعبِ ہمدان سے تعلق رکھتے تھے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے، آپ نے کئی صحابہ مثلاً حضرت علی، سعد بن ابی وقاص، ابوموسیٰ اشعری، اسامہ بن زید، ابوہریرہ، جابر بن سمرہ، عمران بن حصین، مغیرہ بن شعبہ، نعمان بن بشیر، عبداللہ بن عباس، ام المؤمنین حضرت عائشہ، زید بن ارقم، براء بن عازب رضی اللہ عنہم وغیرہ ان سب سے آپ نے حدیث کی سماعت کی۔ (۱)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے حالات کے آغاز میں فرماتے ہیں:

وَذُوْ كِبَارِ: قَيْلٌ مِنْ أَقْيَالِ الْيَمَنِ، الإِمَامُ، عَلَّامَةُ الْعَصْرِ.... قُلْتُ: رَأَى عَلِيّاً رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصَلَّى خَلْفَهُ وَسَمِعَ مِنْ عِدَّةٍ مِنْ كُبَرَاءِ الصَّحَابَةِ. (۲)

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو (۵۰۰) صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے:

أدركت خمسمائة من أصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم.

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو صحابہ سے ملاقات کی ہے۔ (۳)

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ میں جب کوفہ آیا تو امام

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ۴ ص ۲۹۴

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ۴ ص ۲۹۴

(۳) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عمرو عامر بن شراحيل، ج ۱ ص ۶۴

شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا حلقہ تھا، حالانکہ اس وقت بڑی تعداد میں صحابہ کرام موجود تھے:

قدمت الكوفة وللشعبي حلقة عظيمة وأصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يومئذ كثير. ❶

امام ابومجلز لاحق بن حمید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا دین میں تفقہ رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا، نہ سعید بن مسیّب، نہ طاوس، نہ حسن بصری اور نہ ہی ابنِ سیرین:

ما رأيت أحدا أفقه من الشعبي لا سعيد بن المسيب ولا طاوس ولا عطاء ولا الحسن ولا ابن سيرين. ❷

ما كتبت سوداء في بيضاء إلى يومي هذا ولا حدثني رجل بحديث قط إلا حفظته ولا أحببت أن يعيده عليّ. ❸

میں نے آج تک سفید کاغذ کو لکھنے کی وجہ سے سیاہ نہیں کیا (یعنی میں نے آج تک کاغذ پر کچھ نہیں لکھا) جب کوئی شخص مجھے کوئی حدیث سناتا تو میں اسے حفظ کر لیتا، اور مجھے کبھی ضرورت محسوس نہ ہوئی کہ وہ اسے میرے سامنے دوبارہ پڑھے۔

تابعی کبیر امام عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶ھ) سے روایت ہے کہ:

مر ابن عمر على الشعبي وهو يحدث بالمغازي فقال شهدت القوم فلهو أحفظ لها وأعلم بها مني. ❹

---

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عمرو عامر بن شراحيل، ج ١ ص ٦٤

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عمرو عامر بن شراحيل، ج ١ ص ٦٤

❸ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ٢٥ ص ٣٥٠

❹ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ٢٥ ص ٣٥٦

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزرے، آپ غزوات کے احوال بیان کر رہے تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (ان کو سن کر فرمایا) میں صحابہ کے ساتھ خود غزوات میں شریک رہا ہوں لیکن اس (امام شعبی) کو وہ واقعات مجھ سے زیادہ حفظ اور معلوم ہیں۔

یہی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے شیخ ہیں، چنانچہ فن اسماء الرجال کے مسلم امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: هو أكبر شيخ لأبي حنيفة.❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''سير أعلام النبلاء'' میں امام صاحب کے اساتذہ میں پہلے نمبر پر عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے نمبر یہی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے:❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور سسر امام ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ان کے تلامذہ میں امام صاحب کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

أبو حنيفة النعمان بن ثابت.❸

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو امام صاحب کا حدیث میں شیخ بیان کیا ہے دیکھئے تفصیلا:❹

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عمرو عامر بن شراحيل، ج ۱ ص ۶۳

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۱

❸ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ۱۴ ص ۳۳

❹ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۴۷/ تبييض الصحيفة في مناقب أبي حنيفة: ص ۴۳

امام ابونعیم فضل بن دکین، امام محمد بن عمران العجلی، امام عمر بن شعیب، امام عبداللہ بن ادریس اور امام بخاری رحمہم اللہ کے اقوال کے مطابق امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۸۲ سال کی عمر میں سن ۱۰۴ھ میں ہوا۔ ❶

۲.....امام ابوعبداللہ عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۷ھ)

امام ابوعبداللہ عکرمہ مدنی، آپ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ بربر قوم سے تعلق رکھتے تھے، حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علوم کے ترجمان تھے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمے کے آغاز میں فرماتے ہیں:

العلامة، الحافظ، المفسر، المدني.

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق آپ نے درج ذیل صحابہ سے روایت کی ہے:

حدث عن ابن عباس، وعائشة، وأبي هريرة، وابن عمر، وعبد اللّٰه بن عمرو، وعقبة بن عامر، وعلي بن أبي طالب، وجابر بن عبد اللّٰه، وأبي سعيد الخدري وعدّة. ❷

امام ابوشعثاء جابر بن زید بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۳ھ) فرماتے ہیں:

هذا عكرمة مولى ابن عباس، هذا أعلم الناس. ❸

یہ عکرمہ حضرت ابن عباس کے آزاد کردہ غلام لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۵ھ) سے سوال کیا گیا کہ آپ اپنے سے بڑے

❶تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ۱۴ ص ۳۹/ التاريخ الكبير: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ٦ ص ۴۵۰ ❷سير أعلام النبلاء: ترجمة: عكرمة أبو عبد اللّٰه القرشي، ج ۵ ص ۱۳ ❸تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عكرمة القرشي الهاشمي، ج ۲۰ ص ۲۷۲

کسی عالم کو جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نعم، عکرمة. ❶

ہاں! عکرمہ۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴ھ) فرماتے ہیں:

ما بَقِي أحد أعلم بكتاب الله من عكرمة. ❷

عکرمہ سے بڑھ کر کتاب اللہ کو جاننے والا کوئی بھی باقی نہیں رہا۔

حضرت قتادہ بن دِعامہ بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷ھ) نے فرمایا:

أعلم الناس بالحلال والحرام: الحسن، وأعلمهم بالمناسک: عطاء، وأعلمهم بالتفسير: عكرمة. ❸

لوگوں میں سب سے زیادہ حلال وحرام کا علم رکھنے والے حسن بصری ہیں، ان میں سب سے زیادہ مناسکِ حج کا علم رکھنے والے عطاء ہیں، اوران میں سب سے زیادہ تفسیر کا علم رکھنے والے عکرمہ ہیں۔

امام قرۃ بن خالد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۴ھ) کا بیان ہے:

كان الحسن إذا قدم عكرمة البصرة أمسک عن التفسير والفتيا ما دام عكرمة بالبصرة. ❹

جب عکرمہ بصرہ آتے تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان کے بصرہ رہنے تک تفسیرِ قرآن کا درس دینے اور فتویٰ نویسی سے رکے رہتے۔

یہی عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فن تفسیر کے امام، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث مین استاذ ہیں، امام

❶ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عكرمة القرشي الهاشمي، ج ۲۰ ص ۲۷۲ ❷ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عكرمة القرشي الهاشمي، ج ۲۰ ص ۲۷۲ ❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عكرمة أبو عبد الله القرشي، ج ۵ ص ۱۷ ❹ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عكرمة المدني الهاشمي، ج ۱ ص ۷۳

مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے، دیکھئے تفصیلا: ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی امام صاحب کے شیوخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری تصنیف جو صحاح ستہ کے رجال سے متعلق ہے، اسمیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین نمایاں اساتذہ کا تذکرہ کیا، امام عطاء بن ابی رباح، امام نافع، امام عکرمہ رحمہم اللہ۔ ❸

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ❹

یہ علم وفضل کا آفتاب و ماہتاب سن ۱۰۷ھ میں مدینہ منورہ میں غروب ہوا۔ ❺

۳.....امام ابو جعفر محمد بن علی المعروف امام باقر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۴ھ)

آپ کا نام محمد، والد کا نام علی، دادا کا نام حسین، پردادا کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے، آپ کی کنیت ابو جعفر المعروف امام محمد باقر ہے، آپ سن ۵۶ھ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حیات میں پیدا ہوئے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق آپ نے درج ذیل صحابہ کرام اور اکابر تابعین سے روایتِ حدیث کی ہے:

❶تهذيب الكمال في أسماء الرجال:ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۲۹ ص ۴۱۹
❷سير أعلام النبلاء:ترجمة:النعمان بن ثابت، ج٦ ص ۳۹۱ ❸الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۲ ص ۳۲۲ ❹تبييض الصحيفة في مناقب أبي حنيفة: ذكر ما روى عنهم الإمام أبو حنيفة من التابعين فمن بعدهم، ص ۵۱ ❺تذكرة الحفاظ: ترجمة: عكرمة المدني الهاشمي، ج ۱ ص ۷۴

وعن ابن عباس، وأم سلمة، وعائشة مرسلا. وعن ابن عمر، وجابر، وأبي سعيد، وعبد الله بن جعفر، وسعيد بن المسيب، وأبيه زين العابدين، ومحمد ابن الحنفية، وطائفة. ❶

آپ کالقب باقر ہے، باقر کہتے ہیں اس شخص کو جو کسی چیز کو توڑ کر اس کے اندر کی چیز (مغز) کو نکال لائے، چونکہ آپ بھی علم کی باریکیوں کو خوب جانتے تھے اس لئے آپ کو بھی باقر کہا جاتا ہے:

اشتهر بالباقر من قولهم بقر العلم يعني شقه فعلم أصله وخفيه. ❷

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان ثقة كثير الحديث.

آپ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں:

مدني تابعي ثقة. ❸

آپ ثقہ، مدنی اور تابعی ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) ان کے تذکرے کے آغاز میں فرماتے ہیں:

الإمام، الثبت، أحد الأعلام.

نیز آپ کے تذکرے میں نقل کرتے ہیں:

وعده النسائي وغيره في فقهاء التابعين بالمدينة. ❹

❶سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو جعفر الباقر محمد بن علي، ج۴ ص ۴۰۱

❷تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو جعفر الباقر محمد بن علي، ج۱ ص ۹۴

❸تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن علي بن الحسين، ج۹ ص ۳۵۰

❹تذكرة الحفاظ: أبو جعفر الباقر محمد بن علي، ج۱ ص ۹۴

امام نسائی اور دیگر ائمہ نے آپ کا شمار مدینہ کے فقہاء میں کیا ہے۔

امام ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام و مرتبہ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان الباقر عالما سيدا كبيرا، وإنما قيل له الباقر لأنه تبقر في العلم أى توسع، والتبقر: التوسع. (1)

امام باقر رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم اور عظیم سردار تھے، آپ کو "الباقر" کا لقب اس لئے دیا گیا کہ آپ نے علم میں وسعت حاصل کی۔

یہی امام باقر رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں شیخ تھے۔ چنانچہ امام ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے امام صاحب کے شیوخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: (2)

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے امام صاحب کے شیوخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: (3)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی امام صاحب کے شیوخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: (4)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: (5)

امام ابونعیم، امام سعید بن عفیر، امام مصعب الزبیری رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر محدثین کے نزدیک

---

(1) وفيات الأعيان: ترجمة: محمد الباقر، ج۴ ص ۱۷۴ (2) الجرح والتعديل: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۸ ص ۴۴۹ (3) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۲۹ ص ۴۱۹ (4) سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۶ ص ۳۹۲ (5) تهذيب التهذيب: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۰ ص ۴۴۹

آپ کا سنِ وصال سن ۱۱۴ھ میں ہوا۔ ❶

۴.....امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۴ھ)

آپ کا اسم گرامی عطاء بن ابی رباح اور کنیت ابو محمد تھی، صحیح قول کے مطابق آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے.

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق آپ نے درج ذیل صحابہ کرام سے روایت حدیث کی ہے:

حدث عن عائشة، وأم سلمة، وأم هانئ، وأبي هريرة، وابن عباس، وحكيم بن حزام، ورافع بن خديج، وزيد بن أرقم، وزيد بن خالد الجهني، وصفوان بن أمية، وابن الزبير، وعبد الله بن عمرو، وابن عمر، وجابر، ومعاوية، وأبي سعيد، وعدة من الصحابة. ❷

صحابہ کرام سے ملاقات کرنے کو حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ بذات خود یوں بیان کرتے ہیں:

أدركت مائتين من أصحاب رسول الله. ❸

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسو (۲۰۰) صحابہ کرام کو پایا۔

جب اہل مکہ میں سے کوئی شخص حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھتا تو آپ فرماتے:

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو جعفر الباقر محمد بن علي، ج۴ ص ۴۰۹/ الانتقاء فى فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء علي أبي حنيفة، أبو جعفر محمد بن علي، ص ۱۲۴. ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج۵ ص ۸۱
❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج۵ ص ۸۱

يَا أَهْلَ مَكَّةَ! تَجْتَمِعُوْنَ عَلَيَّ وَعِنْدَكُم عَطَاءٌ. ❶

اے اہل مکہ! تم اپنے ہاں عطاء کے ہوتے ہوئے بھی (مسئلہ پوچھنے کیلئے) میرے پاس جمع ہو جاتے ہو؟

امام عمرو بن سعید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۰ھ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

قدم ابن عمر مكة فسألوه فقال تجتمعون لي المسائل وفيكم عطاء. ❷

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لائے، تو لوگوں نے آپ سے مسائل پوچھنے شروع کر دیئے، اس پر آپ نے فرمایا: تم میرے لئے مسائل جمع رکھتے ہو حالانکہ تم میں عطاء موجود ہیں۔

امام ابو جعفر محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۴ھ) نے فرمایا:

ما بقي على وجه الأرض أعلم بمناسك الحج من عطاء. ❸

روئے زمین پر حج کے مسائل عطاء سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) اپنے شیخ کے متعلق فرماتے ہیں:

ما رأيت فيمن لقيت أفضل من عطاء بن أبي رباح. ❹

میں جن لوگوں سے ملا ہوں ان میں سے عطاء بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

یہی عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں شیخ تھے۔ چنانچہ امام ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ❺

❶سير أعلام النبلاء: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج۵ ص ۸۱ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۱ ص ۷۶ ❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۱ ص ۷۶ ❹ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج۵ ص ۸۳
❺الجرح والتعديل: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۸ ص ۴۴۹

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٧٤٢ھ) نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی نمایاں ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٧٤٨ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا:

وروى عن: عطاء بن أبي رباح، وهو أكبر شيخ له وأفضلهم على ما قال. ❷

امام ابوحنیفہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت کی ہے، اور وہ ان کے سب سے بڑے اور افضل شیخ تھے، جیسا کہ خود امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٨٥٢ھ) نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سب سے پہلے انہی کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ❸

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے شیخ کے درس میں شریک ہوتے تو آپ کے شیخ دیگر طلبہ کو ہٹا کر آپ کیلئے جگہ بنواتے اور آپ کو اپنے قریب بٹھاتے، امام حارث بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ١٤٦ھ) فرماتے ہیں:

كُنَّا نَكُون عِنْد عَطاء بَعْضنَا خلف بعض فَإِذا جَاءَ أَبو حنيفَة أوسع لَهُ وَأَدْنَاهُ. ❹

ہم حضرت عطاء کے حلقہ درس میں ایک دوسرے کے پیچھے صفیں بنا کر بیٹھے ہوتے تھے، جب امام ابوحنیفہ آجاتے تو حضرت عطاء آپ کیلئے جگہ بنواتے اور اپنے پاس بٹھاتے تھے۔

❶تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ٢٠ ص ٧٥

❷سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ٦ ص ٣٩١ ❸تهذيب التهذيب: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ١٠ ص ٤٤٩ ❹أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ٨٩

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے تصریح کی ہے:

أكثر عن عطاء أبو حنيفة الرواية. (۱)

امام ابوحنیفہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا انتقال صحیح قول کے مطابق سن ۱۱۴ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔ (۲)

۵.....امام حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۵ھ)

آپ کا اسم گرامی حَکم بن عُتیبہ، کنیت ابوعمرو یا ابوعبداللہ تھی، یمن کے مشہور قبیلہ کندہ سے تعلق رکھنے کی بناء پر آپ کو کندی کہا جاتا تھا، آپ حافظِ حدیث، ممتاز فقیہ اور اہلِ کوفہ کے شیخ تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ "تذكرة الحفاظ" میں آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

الحافظ، الفقيه أبو عمرو الكندي شيخ الكوفة. (۳)

اور "سير أعلام النبلاء" میں فرماتے ہیں:

الإمام الكبير، عالم أهل الكوفة. (۴)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق آپ نے درج ذیل اکابر تابعین سے روایت کیا ہے:

امام ابوجحیفہ سوائی، امام قاضی شریح، امام ابراہیم نخعی، امام عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، امام سعید بن جبیر، امام ابووائل شقیق بن سلمہ، امام مصعب بن سعد، امام طاوس، امام عکرمہ، امام مجاہد، امام ابوالضحیٰ، امام علی بن حسین زین العابدین، امام ابوشعثاء محاربی، امام عامر شعبی، امام عطاء بن ابی رباح، امام سالم بن ابی جعد، امام قیس بن حازم، امام ابراہیم تیمی رحمہم اللہ اور

(۱) مناقب أبي حنيفة: ج ا ص ۷۹ (۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ا ص ۷۶ (۳) تذكرة الحفاظ: ترجمة: الحكم بن عتبية، ج ا ص ۸۸ (۴) سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحكم بن عتيبة، ج۵ ص ۲۰۸

دیگر ائمہ سے۔ ❶

امام حکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی، آپ خود فرماتے ہیں:

خرجت على جنازة وأنا غلام، فصلى عليها زيد بن أرقم. ❷

میں بچپن میں ایک جنازہ میں شریک ہوا تو اس کی نماز جنازہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

تابعینِ کرام اور محدثین عظام نے امام حکم رحمۃ اللہ علیہ کے بلند پایہ علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

۱.....امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۷ھ) سے روایت ہے کہ میں حج کرنے گیا تو منیٰ میں میری ملاقات عبدہ بن ابولبابہ سے ہوئی، انہوں نے مجھ سے پوچھا:

هل لقيت الحكم؟ قلت: لا. قال: فالقه فما بين لابتيها أحد أفقه من الحكم. ❸

کیا آپ کی ملاقات حکم سے ہوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: پس آپ ان سے ملاقات کریں کیونکہ (مکہ کے ان) دو کناروں کے درمیان حکم سے بڑا فقیہ کوئی نہیں ہے۔

۲.....امام مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶ھ) آپ کا علمی مقام یہاں تک بیان فرماتے ہیں:

كان الحكم إذا قدم المدينة أخلوا له سارية النبي ﷺ يصلي إليها. ❹

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحكم بن عتيبة الكندي، ج۵ ص۲۰۸ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحكم بن عتيبة الكندي، ج۵ ص۲۱۱ ❸ الجرح والتعديل: باب الحاء، الحكم بن عتيبة، ج۳ ص۱۲۴ ❹ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: الحكم بن عتيبة الكندي، ج۷ ص۱۱۸

جب امام حکم مدینہ منورہ تشریف لاتے تو لوگ ان کے نماز پڑھنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ستون مبارک خالی کر دیتے تھے۔

۳.....امام مجاہد بن رومی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲ھ) فرماتے ہیں:

ما كنت أعرف فضل الحكم إلا إذا اجتمع علماء الناس في مسجد منى نظرت إليهم، عيال عليه. [1]

مجھے امام حکم کی فضیلت کا حقیقی ادراک اس وقت ہوتا جب دنیا بھر کے علماء ان کے پاس منیٰ کی مسجد میں جمع ہوتے، تو مجھے محسوس ہوتا کہ یہ سب علماء ان کے عیال ہیں۔

۴.....امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

ما كان بالكوفة بعد إبراهيم والشعبي مثل الحكم وحماد. [2]

کوفہ کے اہل علم میں ابراہیم نخعی اور شعبی کے بعد حکم اور حماد کی مثل کوئی عالم نہیں ہے۔

۵.....امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سوال کیا:

من أثبت الناس في إبراهيم؟ قال: الحكم بن عتيبة ثم منصور. [3]

ابراہیم نخعی کی احادیث میں تمام لوگوں سے زیادہ کون قابل اعتماد ہے؟ انہوں نے فرمایا: حکم بن عتیبہ پھر منصور۔

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ حدیث میں امام حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی کا ذکر کیا ہے، دیکھئے: [4]

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحكم بن عتيبة، ج۵ ص ۲۰۹ [2] الجرح والتعديل: باب الحاء، الحكم بن عتيبة، ج۳ ص ۱۲۴ [3] تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: الحكم بن عتيبة الكندي، ج۷ ص ۱۱۸ [4] مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۴۲

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں امام حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ذکر کیا ہے، دیکھئے: (۱)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ حدیث میں امام حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ذکر کیا ہے، دیکھئے: (۲)

امام شعبہ، امام ابونعیم رحمہم اللہ اور دیگر محدثین کے قول کے مطابق امام حکم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۱۱۵ھ میں ہوا۔ (۳)

۶.....امام نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ)

آپ کا نام نافع بن ہرمز، کنیت ابوعبداللہ، یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے مولی ابن عمر کہلاتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں کہ آپ نے درج ذیل صحابہ کرام سے روایتِ حدیث کی ہے:

۱.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ۲.....حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

۳.....حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ۴.....حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ

۵.....حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ۶.....حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

۷.....حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نگاہ میں آپ کا مقام اتنا بلند تھا کہ آپ نے فرمایا:

(۱) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۲۹ ص۴۱۸

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج۶ ص۳۹۱

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحكم بن عتيبة، ج۵ ص۲۱۲

(۴) تهذيب التهذيب: حرف النون، من اسمه نافع، ج۱۰ ص۴۴۲

اللہ تعالیٰ نے نافع کی وجہ سے ہم پر احسان فرمایا ہے۔

امام عبیداللہ بن عمر بن حفص رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۷ھ) سے روایت ہے:

أن عمر بن عبد العزيز بعث نافعا إلى مصر يعلمهم السنن. ❶

امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے (اپنے دور حکومت میں) نافع رحمۃ اللہ علیہ کو مصر میں لوگوں کو سنن سکھانے کے لیے بھیجا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۹ھ) آپ سے علم حدیث پڑھنے کے معمول کو بیان فرماتے ہیں:

كنت آتي نافعا وأن غلام حديث السن معي غلام فينزل ويحدثني وكان يجلس بعد الصبح في المسجد لا يكاد يأتيه أحد فإذا طلعت الشمس قام. ❷

میں بچپن میں ایک غلام کے ساتھ حضرت نافع کے ہاں علم حدیث پڑھنے کے لیے حاضر ہوتا، تو آپ بالا خانہ سے نیچے تشریف لا کر مجھے حدیث پڑھاتے۔ آپ صبح کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ جاتے کسی کو آپ سے ہم کلام ہونے کی ہمت نہ ہوتی، جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ (مسندِ حدیث سے) اٹھ جاتے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كنت إذا سمعت من نافع يحدث عن ابن عمر لا أبا لي أن لا أسمعه من غيره. ❸

---

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: نافع ابو عبد الله العدوى، ج ١ ص ٧٦ ❷ تهذيب التهذيب: حرف النون، من اسمه نافع، ج ١٠ ص ٤٤٢ ❸ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: نافع مولىٰ عبد الله بن عمر، ج ٢٩ ص ٣٠٣

جب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کوئی حدیث مبارکہ نافع کے طریق سے سن لوں تو پھر مجھے کسی دوسرے سے اس حدیث کے سننے میں کوئی پرواہ نہیں ہوتی (یعنی یہ طریق اتنا مضبوط اور قوی ہے کہ کسی دوسرے کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا)۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین فرماتے ہیں کہ أصحّ الأسانید (سب سے زیادہ صحیح سند) وہ ہے جو حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کریں۔ [1]

امام ابن ابی حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) ان کبار محدثین حضرات کی تحقیق کے مطابق امام نافع رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں شیخ تھے۔ دیکھئے تفصیلاً: [2]

امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہشام بن عبدالملک کے دور خلافت میں ۱۱۷ھ میں ہوا۔

۷.....امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۴ھ)

آپ کا پورا نام ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب القرشی الزہری ہے، آپ کی ولادت ۵۰ھ میں ہوئی، آپ مدینہ کے رہنے والے اور اپنے زمانہ کے اَجل حافظ حدیث تھے، امام مالک کے اجل اساتذہ میں سے تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تدوینِ حدیث کا جو بورڈ تشکیل دیا آپ اس کے سربراہ مقرر ہوئے تھے، اس سے اس دور

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: نافع أبو عبد الله العدوي، ج ۱ ص ۷٦

[2] الجرح والتعديل: حرف النون، ترجمة: النعمان، ج۸ ص ۴۴۹/ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص ۳۲۵/ تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: أبو حنيفة، ج۲ ص ۲۱٦/ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۲۹ ص ۴۱۹/ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج٦ ص ۳۹۱

میں آپ کے مقام ومرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل کبار اور صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے:

۱.....حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
۲.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۳.....حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۴.....حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ
۵.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۶.....حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ
۷.....حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ
۸.....حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ
۹.....حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ
۱۰.....حضرت سنین ابوجمیلہ رضی اللہ عنہ
۱۱.....حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ
۱۲.....حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ
۱۳.....حضرت ربیعہ بن عباد الدیلی رضی اللہ عنہ۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے آپ کے سماعِ حدیث کے متعلق امام احمد عجلی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:

سمع ابن شهاب من ابن عمر ثلاثة أحاديث. ❷

ابن شہاب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تین احادیث کا سماع کیا۔

امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں اپنے حافظہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

ما استعدت حديثاً قطّ ولا شككت في حديث إلا حديثاً واحداً فسألت صاحبي فإذا هو كما حفظت. ❸

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن مسلم بن عبيد الله، ج۵ ص ۳۲۶/ تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن مسلم بن عبيد الله، ج۹ ص ۴۴۵

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن مسلم بن عبيد الله، ج۵ ص ۳۲۶

❸ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: محمد بن مسلم، ج۲۵ ص ۴۳۵

میں نے کبھی بھی (پڑھتے وقت استاد سے) کسی حدیث کو دوبارہ بیان کرنے کے لیے نہیں کہا، اور مجھے سوائے ایک حدیث کے کبھی (کسی حدیث کے بارے میں) شک نہ ہوا، وہ بھی میں نے اپنے ساتھی سے پوچھی تو اسی طرح تھی جس طرح مجھے یاد تھی۔

تابعین کرام رحمہم اللہ اور محدثین عظام نے امام زہری رحمہ اللہ کے بلند پایہ علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

۱.....امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) فرماتے ہیں:

لم يبق أحد أعلم بسنة ماضية من الزهري. (1)

زہری سے بڑھ کر سنت کو جاننے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا۔

۲.....امام مکحول شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳ھ) سے پوچھا گیا:

من أعلم من لقيت؟ قال: ابن شهاب. قال: ثم من؟ قال: ابن شهاب. (2)

آپ جن اہل علم سے ملے ہیں ان میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابن شہاب۔ اس نے کہا: پھر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابن شہاب ہی ہیں۔

۳.....امام لیث بن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ) کہتے ہیں:

ما رأيت عالما قطّ أجمع من ابن شهاب ولا أكثر علماً منه، لو سمعت ابن شهاب يحدث في الترغيب لقلت: لا يحسن إلا هذا، وإن حدث عن العرب والأنساب، قلت: لا يحسن إلا هذا، وإن حدّث عن القرآن والسنة كان حديثه نوعاً جامعاً. (3)

---

(1) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم، ج ۱ ص ۸۳

(2) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم، ج ۱ ص ۸۳

(3) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: محمد بن مسلم، ج ۲۶ ص ۴۳۶

میں نے کبھی بھی ابن شہاب سے زیادہ جامع اور کثرتِ علم رکھنے والا کوئی بھی ایک عالم نہیں دیکھا، اگر میں انہیں ترغیب وترہیب بیان کرتے ہوئے سنتا تو کہتا: یہی اس فن کا حق ادا کر سکتے ہیں، اگر عرب اور انساب کے بارے میں گفتگو کرتے تو بھی میں کہتا: یہی اس فن کا حق ادا کر سکتے ہیں، اور اگر کتاب وسنت بیان کرتے تو پھر بھی ان کی گفتگو جامع اور مفصل ہوتی۔

۴.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

قدم ابن شهاب المدينة فأخذ بيد ربيعة ودخلا إلى بيت الديوان فلما خرجا وقت العصر، خرج ابن شهاب وهو يقول: ما ظننت أن بالمدينة مثل ربيعة. وخرج ربيعة يقول: ما ظننت أن أحدا بلغ من العلم ما بلغ ابن شهاب. [1]

ابن شہاب مدینہ منورہ تشریف لائے تو (مدینہ کے عالی رتبہ عالم) ربیعہ کو ہاتھ سے پکڑا اور دونوں احباب ایک دفتر میں تشریف لے گئے (اور علمی مباحث میں اتنے مشغول ہوئے کہ) عصر کے وقت باہر نکلے، امام ابن شہاب یہ کہتے ہوئے نکلے: مجھے گمان نہیں تھا کہ مدینہ منورہ میں ربیعہ کے مثل کوئی عالم موجود ہے، جب کہ ربیعہ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ کوئی علم کے اس مقام پر پہنچا ہوگا جہاں ابن شہاب پہنچے ہوئے ہیں۔

۵.....امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں:

دار علم الثقات على الزهرى وعمرو بن دينار بالحجاز، وقتادة ويحيى بن أبي كثير بالبصرة، وأبي إسحاق والأعمش بالكوفة. يعنى أن غالب الأحاديث الصحاح لا تخرج عن هؤلاء الستّة. [2]

---

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم، ج ۱ ص ۸۴

[2] تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم، ج ۱ ص ۸۴

قابل اعتماد رجال احادیث کا علم گھوم پھر کر حجاز میں امام زہری اور عمرو بن دینار، بصرہ میں قتادہ اور یحییٰ بن ابی کثیر اور کوفہ میں ابو اسحاق اور اعمش کے پاس جمع ہو گیا ہے یعنی احادیث صحیحہ کی غالب اکثریت ان چھ محدثین کے احاطہ سے باہر نہیں ہے۔

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ حدیث میں شمار کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ میں سر فہرست ذکر کیا ہے جو آپ کی جلالتِ شان کی واضح دلیل ہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال رمضان المبارک ۱۲۴ھ میں ہوا۔

۸.....امام عمرو بن دینار مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۶ھ)

آپ کی کنیت ابومحمد اور لقب اَثرم ہے، آپ مکہ کے بہت بڑے عالم، حافظِ حدیث اور شیخ الحرم تھے، آپ بنو جمح اور مکہ کے ساتھ منسوب ہونے کی وجہ سے جمحی اور مکی کہلاتے ہیں، آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۴۵ یا ۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ امام عمرو نے درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے:

۱.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ۲.....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

۳.....حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ۴.....حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

۵.....حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ ۶.....حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

❶تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۱۹/ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۲/ طبقات الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم، ج ۱ ص ۵۰

۷..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ　　۸..... حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ

۹..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ　　۱۰..... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ

۱۱..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ　　۱۲..... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

۱۳..... حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ　　۱۴..... حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ [1]

امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) سے روایت ہے کہ امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۴ھ) نے ان کی عیادت کرنے کے بعد جاتے ہوئے کہا:

ما رأيت شيخاً أصحّ للحديث الجيد من هذا الشيخ. [2]

میں نے کسی محدث کو نہیں دیکھا جو اس شیخ (عمرو) سے زیادہ صحیح حدیث کو جاننے والا ہو۔

امام عبداللہ بن ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱ھ) نے فرمایا:

لم يكن بأرضنا أعلم من عمرو بن دينار ولا في جميع الأرض. [3]

ہماری سرزمین حتی کہ پوری روئے زمین میں عمرو بن دینار سے بڑا کوئی عالم نہیں۔

امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) کہتے ہیں کہ میں نے امام مسعر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۳ھ) سے پوچھا:

من رأيت أشد تثبتاً في الحديث ممّن رأيت؟ قال: ما رأيت مثل القاسم بن عبد الرحمن وعمرو بن دينار. [4]

---

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: عمرو بن دينار، ج۵ ص ۳۰۰، ۳۰۱/ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عمرو بن دينار، ج۲۲ ص۵، ۶ [2] سير أعلام النبلاء: ترجمة: عمرو بن دينار، ج۵ ص ۳۰۴ [3] سير أعلام النبلاء: ترجمة: عمرو بن دينار، ج۵ ص ۳۰۲ [4] سير أعلام النبلاء: ترجمة: عمرو بن دينار، ج۵ ص ۳۰۲

آپ نے جن محدثین کو دیکھا ہے ان میں کس کو آپ نے سب سے زیادہ حدیث میں چھان پھٹک کرنے والا دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے قاسم بن عبدالرحمٰن اور عمرو بن دینار جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ امیر المؤمنین فی الحدیث (متوفی ۱۶۰ھ) کو فرماتے ہوئے سنا:

ما رأيت أثبت من عمرو بن دينار، ثم سكت ساعة فظنّ أني أتوهّم المشيخة، فقال: ولا الحكم ولا قتادة. (۱)

میں نے حدیث میں عمرو بن دینار سے بڑھ کر کسی کو قابل اعتماد نہیں دیکھا، پھر آپ نے ایک ساعت خاموش ہو کر سوچا کہیں میں مشائخ پر بدگمانی تو نہیں کر رہا، پھر آپ نے فرمایا: نہ حکم اور نہ ہی قتادہ کو (میں نے عمرو جیسا دیکھا ہے)۔

امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) امام عمرو کی ثقاہت پر فرماتے ہیں:

عمرو ثقة، ثقة، ثقة. (۲)

عمرو ثقہ ہے، ثقہ ہے، ثقہ ہے۔

امام موفق مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تحقیق کے مطابق امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث میں شیخ تھے، دیکھیے تفصیلاً: (۳)

امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۱۲۶ھ میں ہوا۔

(۱) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عمرو بن دينار، ج ۲۹ ص ۹

(۲) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عمرو بن دينار، ج ۲۹ ص ۱۰

(۳) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۴۷/تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۱۹/ طبقات الحفاظ: ترجمة: عمرو بن دينار المكي، ص ۵۰

۹.....امام ابواسحاق سبیعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷ھ)

آپ کا پورا نام ابواسحاق عمرو بن عبداللہ الھمد انی الکوفی ہے، آپ حافظِ حدیث اور کوفہ کے ممتاز عالم تھے، آپ نے اپنی تاریخ پیدائش کے متعلق فرمایا:

ولدت لسنتين بقيتا من خلافة عثمان، ورأيت علي بن أبي طالب يخطب. ❶

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال رہتے تھے کہ میری ولادت ہوئی اور میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔

امام ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے:

۱.....حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
۲.....حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
۳.....حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
۴.....حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ
۵.....حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ
۶.....حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
۷.....حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
۸.....حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ
۹.....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۱۰.....حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ
۱۱.....حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
۱۲.....حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ
۱۳.....حضرت ابوجحیفہ السوائی رضی اللہ عنہ
۱۴.....حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ
۱۵.....حضرت عمارہ بن رویبہ ثقفی رضی اللہ عنہ
۱۶.....حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ
۱۷.....حضرت عمرو بن حارث الخزاعی رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام ❷

محدثین عظام نے امام ابواسحاق کے بلند پایہ علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو اسحاق السبيعي، ج۵ ص۳۹۳
❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو إسحاق السبيعي، ج۵ ص۳۹۳

کیا ہے:

ا.....ایک شخص نے امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۰ھ) سے پوچھا:

سمع ابو إسحاق من مجاهد؟ قال: ما كان يصنع هو بمجاهد، كان هو أحسن حديثاً من مجاهد ومن الحسن وابن سيرين. ❶

ابواسحاق نے مجاہد سے سماعت حدیث کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: انہیں مجاہد سے کیا غرض ہوتی، وہ تو حدیث میں مجاہد، حسن بصری اور ابن سیرین سے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

۲.....امام ابوداود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

وجدنا الحديث عند أربعة: الزهری وقتادة وأبي إسحاق والأعمش، فكان قتادة أعلمهم بالاختلاف، والزهري أعلمهم بالإسناد، وأبو إسحاق أعلمهم بحديث علي وابن مسعود، وكان عند الأعمش من كل هذا، ولم يكن عند واحد من هؤلاء إلا ألفين ألفين. ❷

ہم نے علم حدیث کا ذخیرہ ان چار کے پاس پایا: زہری، قتادہ، ابواسحاق اور اعمش۔ ان میں قتادہ اختلاف فقہاء اور مذاہب علماء کے بڑے عالم تھے، زہری ان سب سے زیادہ علم الاسناد جانتے تھے، ابواسحاق حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث کا علم زیادہ رکھتے تھے اور اعمش ان تمام علوم میں ماہر تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس دو دو ہزار احادیث کا ذخیرہ تھا۔

حافظِ حدیث امام ابوحاتم محمد بن ادریس رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

---

❶ الجرح والتعديل: ترجمة: حرف العين، عمرو بن عبد الله السبيعي، ج۶ ص ۲۴۳

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو إسحاق السبيعي عمرو بن عبد الله، ج۱ ص۸۷

ثقة، وأحفظ من أبي إسحاق الشيباني، ويشبه بالزهري في كثرة الرواية. ❶

ابو اسحاق سبیعی ثقہ ہیں، ابو اسحاق شیبانی سے زیادہ حدیث یاد رکھنے والے ہیں اور کثرتِ روایت میں زہری سے مشابہت رکھتے ہیں۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تحقیق کے مطابق امام ابو اسحاق سبیعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں شیخ تھے، دیکھئے تفصیلاً: ❷

امام ابواسحاق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا۔

۱۰.....امام ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۶ھ)

آپ کا مکمل نام ابوالمنذر ہشام بن عروہ ابن زبیر بن العوام قرشی زبیری ہے، آپ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے، آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے ممتاز فقیہ تھے، آپ نے حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت سہل بن سعد اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے جب کہ درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابر تابعین سے روایت کیا ہے:

۱.....اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔ ۲.....اپنے والد امام عروہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ۳.....اپنی زوجہ فاطمہ بنتِ منذر رحمہا اللہ۔ ۴.....اپنے بھائی امام عبداللہ بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ۵.....امام عبداللہ

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو إسحاق السبيعي عمرو بن عبد الله، ج ۱ ص ۸۷

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۵/ تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: أبو حنيفة الإمام، ج ۲ ص ۲۱۶/ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۱۹/ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۲

بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ۔ ۶..... امام عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ۔ ۷..... امام عمر بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رحمۃ اللہ علیہ۔ ۸..... امام کریب مولیٰ ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ۔ ۹..... امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ۔ ۱۰..... امام محمد بن مسلم شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ [1]

امام ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ خود بیان فرماتے ہیں:

رأیت جابر بن عبد اللّٰہ و ابن عمر ولکلّ واحد منهما جمة. [2]

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان دونوں میں سے ہر ایک کے کندھوں تک لمبے بال تھے۔

محدثین عظام نے امام ہشام رحمۃ اللہ علیہ کے بلند پایہ علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

۱..... امام موسیٰ بن وہیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

قدم علینا هشام بن عروة فکان فینا مثل الحسن و ابن سیرین. [3]

ہشام بن عروہ ہمارے پاس (بصرہ) آئے تو وہ ہم میں (علمی مقام کے اعتبار سے) امام حسن بصری اور امام ابن سیرین رحمہما اللہ کی طرح تھے۔

۲..... امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) کہتے ہیں:

کان هشام ثقةً، ثبتاً، کثیر الحدیث، حجةً. [4]

ہشام ثقہ، پختہ، کثیر الحدیث اور حجت تھے۔

۳..... امام عثمان بن سعید دارمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) سے پوچھا:

---

[1] تاریخ بغداد: ترجمة: هشام بن عروة، ج ۱۴ ص ۳۷ [2] تاریخ بغداد: ترجمة: هشام بن عروة، ج ۱۴ ص ۳۷ [3] تاریخ بغداد: ترجمة: هشام بن عروة، ج ۱۴ ص ۴۰

[4] تذکرة الحفاظ: ترجمة: هشام بن عروة بن الزبیر بن العوام، ج ۱ ص ۱۰۹

هشام بن عروة أحب إليک عن أبيه أو الزهري؟ فقال: كلاهما ولم يفضّل. ❶

آپ کے نزدیک ہشام بن عروہ اپنے والد سے (روایت کرنے کے اعتبار سے) زیادہ پسندیدہ ہے یا امام زہری؟ انہوں نے فرمایا: دونوں ہی، اور کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دی۔

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۷ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

ثقة إمام في الحديث. ❷

ثقہ ہیں اور علم حدیث میں امامت کے درجہ پر فائز ہیں۔

خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) امام مزی (متوفی ۷۴۲ھ) امام ذہبی رحمۃ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تحقیق کے مطابق امام ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں شیخ تھے، دیکھئے تفصیلاً: ❸

محدثین کی ایک جماعت کے مطابق امام ہشام رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۴۶ھ میں ہوا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دس (۱۰) محدثین تلامذہ کا تعارف

۱.....امام زفر بن ہذیل العنبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۸ھ)

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بلند پایہ شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ)

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: هشام بن عروة بن الزبير بن العوام، ج ۱ ص ۱۰۹

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: هشام بن عروة بن الزبير بن العوم، ج ۱ ص ۱۰۹

❸ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۵/ تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: أبو حنيفة الإمام، ج ۲ ص ۲۱۶/ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۱۹/ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۲

نے امام صاحب کے حلقہ درس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے تلامذہ میں سب سے پہلے امام زفر رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے:

تفقه به جماعة من الكبار منهم زفر بن هذيل وأبويوسف .❶

امام ابوحنیفہ سے کبار علماء کی جماعت نے فقہ کا علم حاصل کیا ان میں زفر بن ہذیل اور ابو یوسف ہیں۔

آپ والد کی طرف سے عربی النسل اور والدہ کی طرف سے فارسی النسل تھے، اسی طرح آپ عربی اور عجمی دونوں خصوصیات کے حامل تھے، والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدعدنان سے جاملتا ہے، تفصیلاً آپ کے سلسلہ نسب کے لئے ملاحظہ فرمائیں:❷

آپ ایک رئیس خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اور آپ کے والد اصفہان کے حاکم رہے ہیں، آپ کے والد اموی خلیفہ یزید بن ولید بن عبدالملک کے دور خلافت سے اصفہان کے حاکم چلے آرہے تھے، اور ۱۲۸ھ تک اس عہدے پر فائز رہے۔❸

امام زفر رحمہ اللہ کی پیدائش (۱۱۰ھ) میں اصفہان میں ہوئی، جہاں آپ کے والد حاکم تھے، یہیں آپ کی نشوونما ہوئی اور پھر آپ اپنے بھائی جو بصرہ میں مقیم تھے ان کی وفات کے بعد ان کی میراث کے سلسلے میں بصرہ گئے، تو وہاں کے لوگوں نے آپ کے فضل وکمال سے متاثر ہوکر آپ کو بصرہ ہی میں ٹھہرالیا، چنانچہ امام ابن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے مشہور حافظ الحدیث امام ابونعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۷ھ) سے نقل

❶مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه :ص ۱۹ ❷وفيات الأعيان :ترجمة:زفر بن الهذيل الحنفي، ج ۲ ص ۳۱۷، ۳۱۸ ❸طبقات المحدثين باصبهان والواردين عليها:ترجمة:زفر بن الهذيل بن قيس، ج ۱ ص ۴۵۰

کیا ہے کہ امام زفر اپنے بھائی کی میراث کے سلسلے میں بصرہ گئے تو اہل بصرہ آپ کے ساتھ چمٹ گئے اور آپ کو واپس نہیں جانے دیا:

وقع الى البصرة في ميراث أخيه تثبت به أهل البصرة فلم يدعوه يخرج من عندهم. ❶

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱ھ)، امام یحیی بن سعید الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۳ھ)، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۸ھ)، امام سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۶ھ)، سے علم حدیث حاصل کیا۔ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے علم حدیث میں مہارت حاصل کی اور پھر علم فقہ کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے فقہ اور قیاس میں مکمل عبور حاصل کیا، پھر اس حوالے سے علمی حلقوں میں آپ کی شہرت ہوئی، چنانچہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

و كان قد سمع الحديث ونظر في الرأى فغلب عليه ونسب إليه. ❷

آپ نے حدیث کا سماع کیا اور رائے (فقہ) میں مہارت حاصل کی، اور رائے (فقہ) آپ پر غالب آگئی، اور آپ اسی کی طرف منسوب ہو گئے۔

مشہور مؤرخ علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) فرماتے ہیں:

و كان من أصحاب الحديث.

آپ اصحاب حدیث (محدثین) میں سے تھے۔ ❸

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

---

❶ الجرح والتعديل: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ج٣ ص ٦٠٩

❷ الطبقات الكبرى: الطبقة السابعة: ترجمة: زفر بن الهذيل، ج٦ ص ٣٦١

❸ وفيات الأعيان: ترجمة: زفر بن الهذيل، ج٢ ص ٣١٨

اشتغل أولا بعلم الحديث ثم غلب عليه الفقه والقياس.

امام زفر پہلے علم حدیث حاصل کرنے میں مشغول ہوئے، پھر آپ پر فقہ اور قیاس کا غلبہ ہوگیا۔ ❶

فن اسماء الرجال کے مسلم امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام زفر رحمہ اللہ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الْفَقِيهُ، الْمُجتَهِد، الرَّبَّانِيّ، الْعَلاَّمَةُ أبو الْهُذَيْلِ.

نیز آپ فرماتے ہیں: قُلْتُ هُوَ مِنْ بُحُوْرِ الْفِقْهِ وَأَذْكِيَاءِ الْوَقْتِ.

میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ امام زفر فقہ کے سمندر اور وقت کے ذہین ترین لوگوں میں سے تھے۔

نیز علم حدیث میں آپ کی دسترس کو ان الفاظ میں بیان کیا:

وَكَانَ يَدْرِي الْحَدِيثَ وَيُتْقِنُهُ.

آپ علم حدیث میں سمجھ اور پختگی رکھتے تھے۔

وفورِ علم کے ساتھ عبادت وریاضت میں آپ بے مثال تھے، علم وعمل کے جامع شخص تھے:

وَكَانَ مِمَّنْ جَمَعَ الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ. ❷

امام زفر ان لوگوں میں سے تھے جو علم اور عمل کے جامع تھے۔

نیز آپ فرماتے ہیں: قُلْتُ: كَانَ هَذَا الامِامُ مُنصِفًا فِي الْبَحْثِ مُتَّبِعًا.

میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ یہ امام بحث ومباحثہ میں انصاف پسند اور (سنت کے) متبع تھے۔ ❸

---

❶ البداية والنهاية، سنة ثمان وخمسين ومائة، ج۱۰ ص۷۴ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: زفر بن الهذيل، ج۸ ص۳۸ تا ۴۱ ❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: زفر بن الهذيل، ج۸ ص۴۰

واضح رہے کہ کبار محدثین اور ائمہ حدیث نے روایت حدیث میں آپ کی ثقاہت کو تسلیم کیا، چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صدوق وثقه غير واحد. ❶

آپ صدوق (روایت حدیث میں نہایت سچے) اور کئی محدثین نے آپ کی توثیق کی ہے۔

امام ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان ثقة مامونا. ❷

امام زفر (حدیث میں) ثقہ اور قابل اعتماد تھے۔

امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) نے بھی آپکی توثیق کی ہے:

وثقه غير واحد، وابن معين. ❸

امام زفر کو کئی محدثین نے ثقہ کہا ہے، خصوصاً امام یحیی بن معین نے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے اپنی مشہور تصنیف ''کتاب الثقات'' میں امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کو پختہ کار محدث اور حافظ الحدیث شمار کیا ہے، چنانچہ فرمایا:

كان متقنا حافظا. ❹

امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی معروف ''کتاب الثقات'' جس میں انہوں نے سولہ سو ساٹھ (۱۶۶۰) ثقہ راویوں کا تذکرہ کیا ہے، اس کتاب میں انہوں نے رقم الترجمہ (۴۱۴) پر امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے اور آپ کے متعلق امام یحیی بن معین اور امام ابو

❶ المغني في الضعفاء: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ص ۲۳۸

❷ الجرح والتعديل: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۳ ص ۶۰۹

❸ لسان الميزان: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۲ ص ۴۷۶

❹ لسان الميزان: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۲ ص ۷۶

نعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہما کے توثیقی اقوال نقل کیے ہیں، دیکھیے: ❶

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ زفر ذَا عقل ودين وفهم وورع وَكَانَ ثِقَةً فِي الحَدِيث.

امام زفر عقل مند، دین دار، سمجھ دار، پرہیز گار اور حدیث میں ثقہ تھے۔ ❷

ناسخ ومنسوخ روایات کی پہچان میں آپ کو گہری دسترس تھی، چنانچہ مشہور محدث ابو نعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۷ھ) فرماتے ہیں: میں امام زفر کے سامنے احادیث پیش کرتا اور آپ ان میں سے ناسخ ومنسوخ روایات کی نشان دہی کرتے، علم حدیث میں یہ بالغ نظری بہت کم محدثین کو حاصل ہوتی ہے:

كُنتُ أَعرِضُ الأَحَادِيثَ عَلَى زُفَرَ، فَيَقُولُ: هَذَا نَاسِخٌ، هَذَا مَنسُوخٌ، هَذَا يُؤخَذُ بِهِ، هَذَا يُرفَضُ. ❸

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے صرف فقہ ہی نہیں بلکہ احادیث بھی روایت کی ہیں، امام صاحب سے "کتاب الآثار" جس طرح آپ کے دیگر تلامذہ نے آپ سے روایت کی ہے اسی طرح امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے روایت کی ہے، پھر آپ سے "کتاب الآثار" کی روایت آپ کے تین شاگردوں نے کی ہے۔

۱.....شداد بن حکیم بلخی، ۲.....ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی، ۳.....حکم بن ایوب رحمہم اللہ

پہلے دو نسخوں کا ذکر امام حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے کیا ہے فرماتے ہیں:

نُسخَةٌ لِزُفَرَ بنِ الهُذَيلِ الجُعفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا عَنهُ شَدَّادُ بنُ حَكِيمٍ البَلخِيُّ،

---

❶ الثقات لابن شاهين: حرف الزاء، زفر بن الهذيل، ص ۹۴ ❷ الجواهر المضيه في طبقات الحنفية: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۱ ص ۲۴۴

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۸ ص ۴۰

وَنُسْخَةٌ أَيْضًا لِزُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا أَبُو وَهْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُزَاحِمٍ الْمَرْوَزِيُّ عَنْهُ. ❶

زفر بن ہذیل جعفی کا ایک نسخہ جس کو ان سے شداد بن حکیم بلخی روایت کرتے ہیں، اور امام زفر ہی کا ایک اور نسخہ جس کو ان سے صرف ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی روایت کرتے ہیں۔

تیسرے نسخے کا ذکر ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۹ھ) نے کیا ہے:

أَحْمَدُ بْنُ رُسْتَةَ بْنِ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ كَانَ عِنْدَهُ السُّنَنُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ زُفَرَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ.

احمد بن رستہ جو محمد بن مغیرہ کے نواسے ہیں ان کے پاس سنن تھی، جس کو وہ اپنے نانا محمد سے اور وہ حکم بن ایوب سے، اور وہ زفر سے اور وہ امام ابو حنیفہ سے اس کو روایت کرتے ہیں۔ ❷

امام ابو الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں کتاب الآثار کو ''السنن'' کے نام سے ذکر کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں صرف وہی حدیثیں ذکر کی گئی ہیں جو احکام فقہ سے متعلق ہیں، اس لئے اس کو باصطلاح محدثین ''کتب سنن'' میں داخل کیا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ بلند پایہ شاگرد علم حدیث وفقہ دونوں کے آفتاب وماہتاب تھے، البتہ آپ کی شہرت فقہ کے اعتبار سے زیادہ ہوئی۔ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث وفقہ میں اساتذہ وتلامذہ، آپ کے متعلق اہلِ علم کی آراء، فقہی مسائل میں آپ کے اقوال اور نکتہ رس جوابات، نیز آپ کے متعلق گرانقدر معلومات کے لئے مطالعہ کریں، مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تصنیف لطیف ''لمحات النظر في

❶ معرفة علوم الحديث: النوع الثامن والثلاثين، ص ۱۶۳ ❷ طبقات المحدثين باصبهان والواردين عليهم: ترجمة: أحمد بن رسته بنت محمد، ج ۴ ص ۱۵۷

سیرۃ الإمام الزفر" جو ۱۴۲۵ھ میں دارالکتب العلمیہ سے چھپی ہے۔

۲....امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن المبارک متوفی (۱۸۱ھ)

نام عبداللہ، کنیت ابوعبدالرحمٰن، والد نام المبارک اور دادا کا نام واضح الحنظلی ہے مرو کے رہنے والے ہیں اسی وجہ سے ان کو مروزی کہتے ہیں، آپ کی ولادت ۱۱۸ یا ۱۱۹ میں ہوئی، امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے آپ کا ذکر خیر ان الفاظ میں کیا ہے:

الإمام المجمع على إمامته وجلالته في كل شيئ، الذى تستنزل الرحمة بذكره، وترتجا المغفرة بحبه، وهو من تابعي التابعين.[1]

وہ امام جن کی امامت وجلالت پر ہر شئ میں اجماع کیا گیا ہے، جن کے ذکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے، اور جن کی محبت سے مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے، اور آپ اتباع تابعین میں سے تھے۔

محدثین آپ کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے ہیں، آپ صحاح ستہ کے ائمہ رواۃ واجلہ شیوخ میں سے ہیں، آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اخص اصحاب وتلامذہ میں سے تھے، امام صاحب کے انتقال تک آپ کی خدمت سے جدا نہ ہوئے، آپ امام صاحب کے بڑے معتقد تھے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإِمَامُ، شَيْخُ الإِسْلاَمِ، عَالِمُ زَمَانِهِ، وَأَمِيْرُ الأَتْقِيَاءِ فِيْ وَقْتِهِ، الحَافِظُ، الغَازِيْ، أَحَدُ الأَعْلاَمِ، وَصَنَّفَ التَّصَانِيْفَ النَّافِعَةَ الكَثِيْرَةَ.

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابن مبارک رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو ذکر کیا ہے، نیز آپ فرماتے ہیں:

[1] تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: عبدالله بن المبارك، ج۱ ص ۲۸۵

وَقَدْ تَفَقَّهَ ابْنُ الْمُبَارَكِ بِأَبِي حَنِيفَةَ، وَهُوَ مَعْدُودٌ فِي تَلامِذَتِهِ. ❶

امام ابن المبارک نے امام ابوحنیفہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی، اور وہ ان کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَوْلا أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَدْرَكَنِي بِأَبِي حَنِيفَةَ وَسُفْيَانَ لَكُنْتُ بِدْعِيًّا. ❷

اگر اللہ تعالیٰ مجھے امام ابوحنیفہ اور امام سفیان ثوری رحمہما اللہ سے نہ ملایا ہوتا تو میں بدعتی ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حدیث اور اثر میں فقہ کی ضرورت پڑ جائے تو امام مالک، سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے معتبر ہوگی، پھر فرماتے ہیں:

وَأَبُو حنيفة أحسنهم وأدقهم فطنة وأغوصهم على الْفِقْه وَهُوَ أفقه الثَّلاثَةِ. ❸

امام ابوحنیفہ ان میں ذہانت میں سب سے اچھے اور دقیق مسائل جاننے والے تھے، اور فقہ میں زیادہ گہرائی میں اترنے والے تھے، اور تینوں میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے تھے۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ جو علم فقہ میرے پاس ہے وہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھی ہے:

وتعلمت الفقه الَّذِى عندى من أَبِي حنيفة. ❹

امام صاحب کے مخالفین کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِذَا سَمِعْتُهُمْ يَذْكُرُونَ أَبَا حَنِيفَةَ بِسُوءٍ سَائَنِي ذَلِكَ، وَأَخَافُ عَلَيْهِمْ

❶سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الله ابن المبارك، ج۸ ص۳۷۸، ۳۷۹، ۴۰۸

❷مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۳۰ ❸أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۴ ❹تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص۳۵۳

الْمَقْتَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى. ❶

جب یہ لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ برائی سے کرتے ہیں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے، اور میں نے ڈرتا ہوں کہ امام صاحب کی مخالفت کرنے کی وجہ سے کہیں ان لوگوں پر اللہ کا عذاب نہ نازل ہوجائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ائمہ حدیث چار ہیں، سفیان ثوری، امام مالک، حماد بن زید اور ابن مبارک رحمہم اللہ:

الأَئِمَّةُ أَرْبَعَةٌ: سُفْيَانُ، وَمَالِكٌ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ.

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کے حالات میں غور کیا کہ اگر صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ اور آپ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی فضیلت حاصل نہ ہوتی تو ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ان کے برابر ہوتے:

نَظَرْتُ فِي أَمْرِ الصَّحَابَةِ وَأَمْرِ عَبْدِ اللّٰهِ، فَمَا رَأَيْتُ لَهُم عَلَيْهِ فَضْلاً، إِلاَّ بِصُحْبَتِهِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَزْوِهِم مَعَهُ.

ایک مرتبہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے جمع ہو کر آپ کے فضائل و کمالات شمار کیے تو سب نے طے کیا کہ آپ میں حسب ذیل کمالات و خصائل جمع تھے:

۱...علم، ۲...فقہ، ۳...ادب، ۴...علم نحو، ۵...علم لغت، ۶...زہد، ۷...فصاحت و بلاغت، ۸...شعر و شاعری، ۹...قیام اللیل، ۱۰...کثرت سے عبادت، ۱۱...فریضہ حج کی کثرت سے ادائیگی، ۱۲...جہاد میں شرکت، ۱۳...بے مثال شجاعت و بہادری، ۱۴...گھڑ سواری، ۱۵...جسمانی قوت وطاقت، ۱۶...لایعنی کاموں اور باتوں کو ترک کرنا، ۱۷...عدل و انصاف، ۱۸...اپنے اصحاب سے کم اختلاف رکھنا:

❶ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ٣٦

تَعَالَوْا نَعُدُّ خِصَالَ ابْنِ الْمُبَارَكِ مِنْ أَبْوَابِ الخَيْرِ، فَقَالُوا: العِلْمُ، وَالفِقْهُ، وَالأَدَبُ، وَالنَّحْوُ، وَاللُّغَةُ، وَالزُّهْدُ، وَالفَصَاحَةُ، وَالشِّعْرُ، وَقِيَامُ اللَّيْلِ، وَالعِبَادَةُ، وَالحَجُّ، وَالغَزْوُ، وَالشَّجَاعَةُ، وَالفُرُوسِيَّةُ، وَالقُوَّةُ، وَتَرْكُ الكَلَامِ فِيمَا لا يَعْنِيهِ، وَالإِنْصَافُ، وَقِلَّةُ الخِلَافِ عَلَى أَصْحَابِهِ.

امام فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ رب کعبہ کی قسم میری آنکھوں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص نہیں دیکھا:

ورب هذا البيت مارأت عيناى مثل ابن المبارك.

آپ کے متعلق مزید توثیقی اقوال، اکابر اہل علم کی آراء، آپ کے اساتذہ وتلامذہ کا تذکرہ، آپ کے علمی اسفار وواقعات، آپ کے عمدہ اقوال زریں، نیز بیش بہا معلومات کے لئے تفصیلاً دیکھیں: ❶

بندے کے ناقص مطالعے کے مطابق حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ وہ واحد شخصیت ہیں جن پر رجال کی کسی کتاب میں کوئی جرح موجود نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۳.....امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ)

آپ کا نام یعقوب اور کنیت ابو یوسف ہے، آپ کی ولادت ۱۱۳ھ میں معدن العلم والفقہ کوفہ میں ہوئی، آپ کا آبائی تعلق مدینہ منورہ کے انصار خاندان سے ہے، اور آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

أَبُوْ يُوْسُف يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ حَبْتَةَ الأَنْصَارِيُّ. ❷

آپ کے جد اعلیٰ حضرت سعد بن حبتہ انصاری رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں، اور ان خوش نصیب

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبدالله بن المبارك بن الواضح، ج۸ ص ۳۷۸ تا ۴۲۱

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج ۱۴ ص ۲۴۶

صحابہ میں سے ہیں جو بیعتِ رضوان میں شریک تھے، آپ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چوٹی کے شاگرد تھے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ اَكْبَرَ اَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ. ❶

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ أَنْبَلُ تَلامِذَتِهِ وَأَعْلَمُهُمْ. ❷

آپ امام ابوحنیفہ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ معزز اور سب سے بڑے عالم تھے۔

آپ جب امام صاحب کے پاس حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اس وقت آپ کی مالی حالت انتہائی خستہ تھی، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بصیرت وفراست سے آپ کی پیشانی پر علم وفضل کے آثار دیکھے، اور آپ کے علم حاصل کرنے کا شوق ملاحظہ کیا تو آپ کے اخراجات اپنے ذمے لیے، چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ جب تعلیم حاصل کرنے میں لگے تو آپ کے والد غریب تھے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو مسلسل سینکڑوں درہم دے کر آپ کی امداد کرتے رہے۔ ❸

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سترہ سال امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا ہوں:

صَحِبْتُ أَبَاحَنِيفَةَ سَبْعَ عَشَرَ سَنَةً. ❹

آپ کے مشہور شیوخ الحدیث یہ ہیں:

ابواسحاق الشیبانی، سلیمان التیمی، یحیی بن سعید الانصاری، سلیمان الاعمش، ہشام بن

---

❶ البداية والنهاية: ترجمة: القاضي أبويوسف، ج۱۰ ص ۱۹۳ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: القاضي أبويوسف، ج۸ ص ۵۳۶ ❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: القاضي أبويوسف، ج۸ ص ۵۳۶ ❹ تاريخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبرهيم، ج۱۴ ص ۲۵۴

عروہ، عبیداللہ بن عمر العمری، حنظلہ بن ابی سلیمان، عطاء بن السائب، محمد بن اسحاق بن یسار، حجاج بن ارطاۃ، لیث بن سعد اور ایوب بن عتبہ رحمۃ اللہ علیہم۔ ❶

آپ کے بلند پایہ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ کئی محدثین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک ہی مجلس میں پچاس احادیث بمع اسناد یاد کر لیتے تھے:

وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ: كَانَ يَحْفَظُ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ خَمْسِيْنَ حَدِيْثًا بِأَسَانِيْدِهَا. ❷

آپ تاریخ اسلام کے سب سے پہلے قاضی القضاۃ تھے، آپ سے پہلے یہ لقب اسلام میں متعارف ہی نہ تھا، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ أَجَلُّ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيْفَةَ وَأَوَّلَ مَنْ لُقِّبَ قَاضِيَ الْقُضَاةِ. ❸

امام ابو یوسف جو کہ امام ابو حنیفہ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ جلیل القدر ہیں، اور پہلے وہ شخص ہیں جن کو قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارا گیا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی علم حدیث میں جلالتِ شان کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ محدث کبیر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

أوّل ماطلب الحديث ذهبت الى أبي يوسف القاضي ثُمَّ طلبنا بعد فكتبنا عن الناس. ❹

جب میں نے علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تو اس کی تحصیل کے لئے سب سے پہلے امام ابو یوسف قاضی کی خدمت میں پہنچا، پھر اور لوگوں سے احادیث لکھیں۔

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج ۱۴ ص ۲۴۵ ❷ شذرات الذهب: سنة اثنتين وثمانين ومائة، ج ۲ ص ۳۶۹ ❸ مجموع الفتاوى: مسألة إجماع أهل المدينة، ج ۲۰ ص ۳۰۴ ❹ تاريخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج ۱۴ ص ۲۵۷

اس سے معلوم ہوا کہ امام احمد رحمہ اللہ کے علم حدیث میں سب سے پہلے استاذ امام ابو یوسف رحمہ اللہ ہیں۔

علم حدیث اور فن رجال کے مسلم تین ائمہ جن پر علم حدیث کا مدار ہے، اور جن کی جلالتِ شان سب کے ہاں مسلم ہے، یعنی امام یحیی بن معین (متوفی ۲۳۳ھ)، امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)، علی بن المدینی رحمہم اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) ان تینوں ائمہ کا اتفاق ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ روایت حدیث میں ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

چنانچہ احمد بن کامل قاضی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۰ھ) فرماتے ہیں:

وَلم يَختلف يَحيَى بن مَعِين ،وأحمد بن حنبل وعَلِي بُن المَدِينِيّ في ثِقته فِي النقل. ❶

محدثین کرام نے امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کا حدیث میں علمی مقام ومرتبہ درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:

امام بو یوسف رحمہ اللہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۸ھ) نے مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھا، تو میں نے انہیں اس کا درست جواب دے دیا، انہوں نے مجھ سے (حیران ہوکر) کہا: آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے اخذ کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں حدیث سے جسے آپ ہی نے ہم سے بیان کیا ہے اور میں نے ان سے حدیث ذکر کردی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا:

يا يعقوب! إني لأحفظ هذا الحديث قبل أن يجتمع أبواك، فما عرفت تأويله حتى الآن. ❷

❶تاريخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج ۱۴ ص ۲۴۷ ❷الأنساب للسمعاني: حرف القاف، باب القاف والألف، ج ۱۰ ص ۳۰۸/مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۶۳

یعقوب! مجھے یہ حدیث اس وقت سے یاد ہے جب کہ ابھی تمہارے والدین بھی مجتمع نہ ہوئے تھے مگر اس کا مطلب میں ابھی سمجھا ہوں۔

اس قول سے قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ علمی اور انتہاء درجہ فہم حدیث کا اندازہ ہوتا ہے، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا شمار امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ صحاح ستہ کے راوی اور سینکڑوں احادیث کے بھی حافظ ہیں لیکن فہم حدیث کے لیے انہوں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ قاضی صاحب صرف فقیہ حدیث ہی نہ تھے بلکہ عظیم حافظِ حدیث بھی تھے تب ہی تو انہوں نے فوراً امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو ان ہی کے طریق سے حدیث کا حوالہ دے دیا، شاگرد کی اس عالی قدر ومنزلت میں درحقیقت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت پوشیدہ ہے جن کے فیوضات علمی کی وجہ سے وہ اس درجہ پر متمکن ہوئے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے اس شاگرد خاص کا علمی مرتبہ بیان کیا ہے، امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو جان لیوا مرض لاحق ہوا، تو ہم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کی عیادت کی، جب آپ ان کے پاس سے اٹھے تو ان کے گھر کے دروازے کی دہلیز پر ہاتھ رکھ کر افسردہ انداز میں بولے:

إن يمت هذا الفتى، فإنه أعلم من عليها و أومأ إلى الأرض. (۱)

اگر یہ نوجوان فوت ہو جائے؟ پھر زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ تو روئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

حسن بن ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ اور عباس بن ولید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم محدث ابومعاویہ محمد بن خازم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۵ھ) کے پاس حجاج بن اَرطاۃ سے مروی احادیث کو

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: القاضي أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم، ج۸ ص ۵۳۶

سمجھنے اور سیکھنے جاتے تھے، ابو معاویہ نے ہم سے کہا: کیا تمہارے ہاں قاضی ابو یوسف نہیں ہیں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، وہ تو ہم میں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا:

أتتركون أبا يوسف وتكتبون عني؟ كنا نختلف إلى الحجاج فكان أبو يوسف يحفظ والحجاج يملي علينا فإذا خرجنا كتبنا من حفظ أبي يوسف.❶

کیا تم ابو یوسف کو چھوڑ کر مجھ سے احادیث لکھ رہے ہو؟ (ان کا تو یہ حال ہے کہ) ہم حجاج بن أرطاۃ کے پاس جایا کرتے تھے، تو حجاج جو کچھ ہمیں املاء کراتے تھے ابو یوسف اسے یاد کر لیتے تھے، پھر ہم ان کے درس سے آتے تو ابو یوسف کے حافظے سے سب کچھ لکھ لیتے۔

امام ابو معاویہ محمد بن خازم رحمۃ اللہ علیہ عظیم محدث تھے جن کی ثقاہت پر اعتبار کرتے ہوئے ائمہ صحاح ستہ نے ان سے کل ایک ہزار اٹھاون (۱۰۵۸) متصل احادیث روایت کی ہیں، وہ قاضی ابو یوسف کے بلند پایہ حفظِ حدیث کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہم بھی ان کے خوشہ چیں ہوتے تھے، جس امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہونہار شاگرد کا یہ حال ہو خود ان کے حافظے کا عالم کیا ہوگا؟ مزید تائید کے لیے درج ذیل روایت بھی مطالعہ فرمائیں:

امام اعظم کے شاگرد امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج پر گئے تو وہ راستے میں بیمار ہو گئے، تو ہم نے بئر میمون پر پڑاؤ ڈالا، امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی عیادت کرنے کے لیے وہاں آئے، تو آپ نے ہم سے کہا: ابو محمد (یعنی سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ) سے علم حدیث حاصل کرو۔ انہوں نے ہم سے چالیس احادیث بیان کیں، پھر جب سفیان چلے گئے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے فرمایا:

خذوا ما روى لكم! فَرَدَّ علينا الأربعين حديثاً حفظاً على سِنّه وضعفه وعِلّته وشغله بسفره. وفي رواية، قال: حَدَّثنا بالأربعين حديثاً بسنده ومتنه

---

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي يوسف، ص ۱۰۱

حفظاً، وتعجبنا من سرعة حفظه مع عِلَّته وشغله بسفره. (1)

انہوں نے تم سے جو احادیث روایت کی ہیں اسے تھام لو، پھر آپ نے ہم سے اپنے بڑھاپے، کمزوری، بیماری اور شغل سفر کے باوجود وہ چالیس احادیث بیان کر دیں۔ ایک روایت میں ہے کہ امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ نے ہمیں چالیس احادیث مع سند ومتن زبانی سنا دیں، ہمیں آپ کی بیماری اور شغل سفر کے باوجود اس قدر سرعتِ حفظ پر بڑا تعجب ہوا۔

اس روایت سے اتنا اندازہ تو ہر صاحب عقل وشعور لگا سکتا ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ علم الحدیث میں حد درجہ رغبت رکھتے تھے۔ تب ہی تو انہوں نے ضعفِ عمری، نقاہتِ مرض اور سفر کی شدید تھکاوٹ کے باوجود چالیس احادیث سن کر فوراً اپنے شاگردوں کو سنا دیں، دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لا جواب حافظے سے نوازا تھا، اسی وجہ سے انہوں نے ایک لمحہ تاخیر کیے بغیر چالیس احادیث بیان کر دیں۔

سید المحدثین امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں ثقاہت کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

ما رأيت في أصحاب الرأى أثبت في الحديث، ولا أحفظ ولا أصحّ رواية من أبي يوسف. (2)

میں نے اصحاب الرائے میں حدیث میں سب سے زیادہ پختہ، سب زیادہ حافظِ حدیث اور سب سے زیادہ صحیح روایت بیان کرنے والا ابو یوسف سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۴ھ) بیان کرتے ہیں کہ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بصرہ

(1) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي يوسف، ص ۱۰۱

(2) سير أعلام النبلاء: ترجمة: القاضى أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم، ج۸ ص۵۳۷

میں دو مرتبہ تشریف لائے، پہلی مرتبہ ۱۷۶ھ میں آئے تو میں ان کے پاس نہ آسکا، اور دوسری بار ۱۸۰ھ میں تشریف لائے تو ہم ان کے پاس حاضری دیا کرتے تھے:

فكان يحدّث بعشرة أحاديث وعشرة رأي وأراه، قال: ما أجد على أبي يوسف شيئا إلا حديث هشام في الحجر وكان صدوقاً.(1)

آپ دس احادیث بیان کرنے کے ساتھ ان پر دس تبصرے بھی کرتے اور میں قاضی ابو یوسف کو دیکھا کہ آپ مقامِ حجر میں ہشام کے طریق سے مروی ہی حدیث بیان کرتے اور آپ نے ہمیشہ صدق بیانی سے کام لیا۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

كَانَ يَحْيَى بْن مَعِين يُثْنِيْ عَلَيْهِ وَيُوَثِّقُهُ.(2)

امام یحیی بن معین آپ کی تعریف کرتے اور آپ کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے امام یحیی بن معین کے شاگرد امام محمد بن عباس دوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۱ھ) سے نقل کرتے ہیں:

سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو يوسف القاضي يميل إلى أصحاب الحديث كثيرا ،وكتبنا عنه ولم يزل الناس يكتبون عنه.(3)

امام ابو یوسف محدثین کی طرف بہت زیادہ میلان رکھتے تھے، اور ہم نے ان سے حدیثیں لکھیں اور دیگر لوگ (محدثین) بھی ہمیشہ ان سے حدیثیں لکھتے رہے ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے صاحبزادے عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۰ھ)

(1) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ٦٥

(2) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ترجمة: أبو يوسف القاضي، ص ١٧٢-

(3) الجرح والتعديل: باب الياء، ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج ٩ ص ٢٠١

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: وہ (روایتِ حدیث میں) صدوق (انتہائی سچے) ہیں:

سألت أبي عن أبي يوسف فقال :صدوق. ❶

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۳ھ) اپنی کتاب ''الضعفاء'' میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں:

وقال النسائي في كتاب الضعفاء لما ذكر أصحاب أبي حنيفة أبو يوسف رحمه الله ثقة. ❷

امام ابوحاتم محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''الثقات'' میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ شیخ اور پختہ کار محدث تھے:

وذكره ابن حبان في الثقات وقال: كان شيخا متقنا. ❸

امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ لوگوں میں سب سے زیادہ حدیث کی اتباع کرنے والے ہیں: هُوَ أَتْبَعُهُمْ لِلْحَدِيْثِ. ❹

علامہ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی ایک فقیہ، عالم اور حافظ الحدیث تھے، اور آپ احادیث کو یاد کرنے میں خاصی شہرت رکھتے تھے، چنانچہ کسی محدث کے پاس جاتے تو ایک ہی مجلس میں پچاس ساٹھ حدیثیں زبانی یاد کر لیتے، پھر وہاں سے اٹھ کر وہی حدیثیں دیگر لوگوں کو (زبانی) لکھوا دیتے، نیز

❶ الجرح والتعديل: باب الياء ،ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج۹ ص ۲۰۱

❷ لسان الميزان: حرف الياء ، من اسمه يعقوب، ج۶ ص ۳۰۱

❸ لسان الميزان، حرف الياء، من اسمه يعقوب، ج۶ ص ۳۰۱

❹ تاريخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج۱۴ ص ۲۴۹

آپ کثیر الحدیث تھے:

كَانَ أَبُوْ يُوْسُف يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيم اَلْقَاضِي فَقِيْهًا عَالماً حافظاً ذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يُعْرَفُ بِحِفْظِ الْحَدِيْثِ فَيَحْفَظُ خَمْسِيْنَ وَسِتِّيْنَ حَدِيْثاً ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُمْلِيْهَا علىَ النَّاسِ ،وَكَانَ كَثِيْرَ الْحَدِيْثِ.(1)

بلند پایہ محدث امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) ایک حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ ثقہ ہیں:

وأبو يوسف ثقة.(2)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ کے تعارف میں آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

أَبُوْ يُوْسُف أَعْلَمُهُمْ بِالْحَدِيْثِ.(3)

امام ابو یوسف ان سب میں حدیث کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الثقات'' جس میں (۱۶۶۰) ثقہ راویوں کا تذکرہ ہے، اس کتاب میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اسم گرامی کا بھی نمایاں تذکرہ کیا ہے، دیکھئے:(4)

مشہور مؤرخ علامہ ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے پاس احادیث کثرت کے ساتھ تھیں:

---

(1) الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ترجمة: أبو يوسف القاضي، ص ۱۷۲

(2) السنن الكبرى : كتاب الحيض ،باب المستحاضة تغسل عنها أثر الدم..الخ، ج ۱ ص ۵۱۲، رقم الحديث: ۱۶۳۵ (3) مجموع الفتاوى: مسألة إجماع أهل المدينة، ج ۲۰ ص ۳۰۸ (4) الثقات :باب النون ،رقم الترجمة :۱۴۷۷ ،ص: ۲۴۱

و کان عند أبي يوسف حديث كثير. ❶

مؤرخ اسلام علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات اور آپ کے متعلق اہلِ علم کے توثیقی اقوال قدرے تفصیل کے ساتھ دس صفحات میں نقل کیے ہیں، نیز آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كانَ فَقِيهًا عَالِمًا حَافِظًا. ❷

آپ فقیہ، عالم اور حافظ الحدیث تھے۔

فن اسماء الرجال کے امام جن کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هو من أهل الاستقراء التام في نقد الرجال.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے ہیں جو رجال کے پرکھنے میں کامل مہارت رکھتے ہیں۔

یہی امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

هُوَ الإمَامُ، اَلْمُجْتَهِدُ، اَلْعَلامَة، اَلْمُحَدِّثُ، قَاضِي الْقُضَاةِ. ❸

اسی طرح آپ کو امام صاحب کے تلامذہ میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَهُوَ أَنْبَلُ تَلامِذَتِهٖ وَاَعْلَمُهُمْ. ❹

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ آپ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ معزز اور ان میں سب سے بڑے عالم ہیں۔

نیز آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

---

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: أبو يوسف القاضي، ج۷ ص۲۳۸

❷ وفيات الأعيان: ترجمة: القاضي أبو يوسف، ج: ٦ ص۳۷۸ تا ۳۹۰

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: القاضي أبو يوسف، ج۸ ص۵۳۵

❹ سير أعلام النبلاء: ترجمة: القاضي أبو يوسف، ج۸ ص۵۳۵

بَلَغَ أَبُوْ يُوْسُفَ مِنْ رِئَاسَةِ الْعِلْمِ مَالَا مَزِيْدَ عَلَيْهِ.❶

امام ابو یوسف رحمہ اللہ علم کی اس ریاست تک پہنچے کہ اس سے آگے نہیں پہنچا جا سکتا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی بلند پایہ تصنیف ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے، اور آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا ہے:

الإمام، العلامة، فقيه العراقين.❷

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی ایک اہم تصنیف ''المعين في طبقات المحدثين'' میں ''طبقة سفيان بن عيينة و وكيع'' میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو محدثین کے طبقات میں شمار کیا ہے، دیکھئے:❸

امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے مناقب میں مستقل ایک تصنیف فرمائی جس کا نام ''مناقب أبي حنيفة و صاحبيه'' ہے یہ کتاب محقق العصر علامہ زاہد الکوثری اور علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہما اللہ کی تحقیق کے ساتھ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن سے ۱۴۰۸ھ میں چھپی ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ کے جو اصول وضوابط مقرر کیے تھے ان کو آپ نے سب سے پہلے کتابی صورت میں مدوّن کیا، چنانچہ امام طلحہ بن جعفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۸ھ) فرماتے ہیں:

وأوّل من وضع الكتب في أصول الفقه على مذهب أبي حنيفه وأملى المسائل ونشرها، وبث علم أبي حنيفه في أقطار الأرض.❹

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: القاضي أبويوسف، ج٨ ص٥٣٨ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: القاضي أبو يوسف، ج ١ ص ٢١٤ ❸ المعين في طبقات المحدثين: رقم الترجمة: ٧٤٣ ص ٧١ ❹ وفيات الأعيان: ترجمة: القاضي أبويوسف، ج٦ ص ٣٨٢

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق اصولِ فقہ میں کتابیں لکھیں، اور مسائل فقہ کو لکھوا کر ان کو دنیا میں پھیلایا، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا ہے۔

علامہ ابن ندیم (متوفی ۴۳۸ھ) نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی دس سے زائد تصانیف کے نام شمار کروائے ہیں، دیکھئے: ❶

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی چھوٹی بڑی بہت سی تالیفات ہیں جن میں مشہور ''کتاب الآثار، کتاب الخراج، الرد علی سیر الأوزاعي، اختلاف ابن أبي لیلی و أبي حنیفة'' زیادہ مشہور ہیں۔

مسجد حرام میں منصبِ وعظ کے حامل شیخ یحیي الغزی رحمۃ اللہ علیہ ۹۰۸ھ میں جب شہر زبید پہنچے، تو کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے تین سو مجلدات میں امالی ابو یوسف شہر غزہ کے ایک کتب خانے میں دیکھی، وہ جگہ صرف امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات کے لئے مخصوص تھی۔ ❷

صاحب کشف الظنون نے بھی لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے امالی تین سو مجلدات میں تھے:

وفي كشف الظنون :أن الأمالي لأبي يوسف في ثلاث مائة مجلد. ❸

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات، واقعات، آپ کے متعلق اہلِ علم کے توثیقی اقوال، فن حدیث وفقہ میں آپ کا مقام ومرتبہ، اور آپ کے متعلق گرانقدر علمی مواد کے لئے

---

❶ الفهرست: الفصل الثاني في أخبار أبي حنيفة و أصحابه، ص ۲۵۳ ❷ حسن التقاضي في سيرة الإمام أبي يوسف القاضي: مولفاته في غاية الكثرة، ص ۹۲، ۹۳ ❸ حسن التقاضي في سيرة الإمام أبي يوسف القاضي: مولفاته في غاية الكثرة، ص ۹۲، ۹۳

اہل علم حضرات دیار مصر کے مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تصنیف لطیف "حسن التقاضي في سيرة الإمام أبي يوسف القاضي" کا مطالعہ فرمائیں۔

۴.....امام یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)

نام یحیی، والد کا نام زکریا، کنیت ابوسعید، آپ کی پیدائش تقریباً ۱۲۵ھ میں ہوئی، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الحَافِظُ، العَلَمُ، الحُجَّةُ، وَكَانَ مِنْ أَوْعِيَةِ العِلْمِ.

آپ کے اساتذہ میں: ہشام بن عروہ، یحیی بن سعید الانصاری، امام حجاج بن ارطاۃ، امام شعبہ، امام ابن اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ۔

آپ کے تلامذہ میں: امام یحیی بن آدم، امام احمد بن حنبل، امام یحیی بن معین، امام ابوبکر ابن ابی شیبہ، امام ابوکریب، امام احمد بن منیع رحمہم اللہ وغیرہ۔ ❶

آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے، اور کثرت تلمذ کی وجہ سے "صاحب أبي حنيفة" کے نام سے مشہور ہوئے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کا اپنی شہرۂ آفاق کتاب "تذکرة الحفاظ" میں آپ کا تذکرہ کرنا ہی آپ کے بلند پایہ محدث ہونے کی دلیل ہے، لیکن اس کے باوجود ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الحافظ، الثبت، المتقن، الفقيه، كان إماماً صاحب تصانيف.

پھر آگے فرمایا: صاحب أبي حنيفة. ❷

آپ رحمہ اللہ امام صاحب کے تلامذہ میں سے تھے۔

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى ابن زكريا بن أبي زائدة، ج۸ ص۳۳۷، ۳۳۸.

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: يحيى بن زكريا بن أبي زائده، ج۱ ص۱۹۶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جن چالیس تلامذہ نے آپ کی فقہ سے متعلق کتب کی تدوین کی ان میں سے جو دس متقدم تلامذہ ہیں ان میں ایک امام یحیی بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، آپ کی مجلس میں تحریر و کتابت کی خدمت ان کے سپرد تھی، دیکھئے: ❶

علم حدیث میں ان کا بلند پایہ اور عظمت شان کی گواہی تمام اجلہ محدثین نے دی ہے۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں کہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوفہ میں آپ سے زیادہ کوئی اثبت (پختہ کار محدث) نہیں تھا:

لم يكن بالكوفة بعد سفيان الثوری أثبت منه.

نیز انہوں نے فرمایا کہ یحیی بن زکریا کے زمانے میں علم ان پر آ کر ختم ہوگیا:

انتهى العلم إلى يحيى بن أبي زائدة في زمانه. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں مہکتی ہوئی معطر دلہن کی طرح ہیں:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ حَمَّادِ بنِ أَبِي حَنِيفَةَ، قَالَ: يَحْيَى بنُ أَبِى زَائِدَةَ فِي الحَدِيْثِ مِثْلُ العَرُوْسِ العَطِرَةِ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ ہیں:

وَقَالَ أَحْمَدُ وَيَحْيَى بنُ مَعِيْنٍ: ثِقَةٌ.

امام بخاری کے استاذ امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ راویوں میں سے ہیں:

---

❶ الجواهر المضية في طبقات الحنفيه: ترجمة: أسد بن عمرو بن عامر، ج ۱ ص ۱۴۰ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: يحيى بن زكريا بن أبي زائده، ج ۱ ص ۱۹۶

وَقَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ: هُوَ مِنَ الثِّقَاتِ.

امام احمد عجلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں اوران لوگوں میں سے ہیں جو حدیث اور فقہ دونوں کے جامع تھے، اور امام یحیی رحمۃ اللہ علیہ کو کوفہ کے حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، آپ فقہ میں مفتی اور حدیث میں پختہ کار محدث اور سنت کے متبع تھے:

وَقَالَ أَحْمَدُ الْعِجْلِيُّ: ثِقَةٌ، جُمِعَ لَهُ الْفِقْهُ وَالْحَدِيثُ، وَيُعَدُّ مِنْ حُفَّاظِ الْكُوفِيِّينَ، مُفْتِياً، ثَبْتاً، صَاحِبَ سُنَّةٍ.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور پختہ محدث تھے:

وَقَالَ النَّسَائِيُّ: ثِقَةٌ، ثَبْتٌ.

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ یہ مستقیم الحدیث اور ثقہ تھے:

وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ: مُسْتَقِيمُ الْحَدِيثِ، ثِقَةٌ.

آپ کے متعلق مزید اجلہ محدثین کے توثیقی اقوال، اور آپ سے متعلق گرانقدر معلومات کے لئے مطالعہ کریں: [1]

۵.....امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا تعلق دمشق کے علاقے ''الغوطہ'' کے وسط میں واقع قصبہ ''حرستا'' سے تھا، پھر آپ کے والد شام سے ہجرت کر کے عراق آگئے، اور عراق کے شہر ''واسط'' میں سکونت اختیار کرلی، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش (۱۳۲ھ) میں یہیں واسط میں ہوئی، اور پھر آپ کوفہ تشریف لے گئے اور وہیں آپ کی نشوونما ہوئی۔ [2]

---

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى بن زكريا بن أبي زائدة، ج۸ ص ۳۳۹

[2] الأنساب للسمعاني: باب الشين والياء، الشيباني، ج۸ ص ۲۰۰ / وفيات الأعيان: ترجمة: محمد بن الحسن، ج۴ ص ۸۴

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جن ائمہ اعلام سے علم حاصل کیا ہے ان میں سرفہرست امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، چنانچہ امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وجالس أباحنيفة وسمع منه ونظر في الرأى. ❶

امام محمد نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجالست اختیار کی، اوران سے حدیث کی سماعت کی اور رائے (فقہ) میں کمال حاصل کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کو لازم پکڑا، اوران سے فقہ اور علم حدیث کو حاصل کیا:

ولازم أَبَاحَنِيفَة وَحَمَلَ عَنْهُ الْفِقْهَ وَالْحَدِيثَ. ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: وَكَانَ مِنْ أَذْكِيَاءِ الْعَالَمِ. ❸

امام محمد دنیا کے ذکی اور ذہین ترین لوگوں میں سے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ کہنا چاہوں کہ قرآن کریم امام محمد کی لغت میں اترا ہے تو آپ کی فصاحت کی وجہ سے میں یہ کہہ سکتا ہوں:

لَوْ أَشَاءُ أَنْ أَقُولَ أَنَّ الْقُرآنَ نَزَلَ بِلُغَةِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ لَقُلْتُهُ لِفَصَاحَتِهِ. ❹

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بلند پایہ حافظہ عطاء فرمایا تھا، آپ نے چودہ سال کی عمر میں صرف سات دن کے اندر مکمل قرآن کریم حفظ کیا، دیکھئے: ❺

---

❶ الطبقات الكبرىٰ: ترجمة: محمد بن الحسن، ج۷ ص ۲۴۲ ❷ تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: حرف الميم، محمد بن الحسن، ج۲ ص ۱۷۴ ❸ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۸۰ ❹ تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن الحسن، ج۲ ص ۱۷۲ ❺ بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني: مبدأ أمره واتصاله بأبي حنيفة، ص ۱۵۲

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخِ حدیث میں امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام زفر، امام سفیان ثوری، امام مسعر بن کدام، امام مالک، سفیان بن عیینہ، امام زمعہ بن صالح، امام شعبہ بن الحجاج، امام اوزاعی، امام عبداللہ بن مبارک اور دیگر اکابر محدثین رحمہم اللہ ہیں۔ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اساتذہ حدیث کی تعداد ستر سے زائد بتلائی ہے، دیکھئے: (۱)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے تلامذہ میں سرفہرست امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا، اور فرمایا آپ نے ان سے بہت علم حاصل کیا، آپ کے تلامذہ میں امام ابوعبید، ہشام بن عبیداللہ، احمد بن حفص، عمرو بن ابی عمرو الحرانی، علی بن مسلم الطوسی رحمہم اللہ وغیرہ، دیکھئے: (۲)

امام محمد کو صرف دو سال امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے استفادے کا موقع ملا، اس قلیل مدت میں آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور امام صاحب جیسے ماہر اور قابلِ فخر استاذ کی صحبت کی بدولت بہت کچھ حاصل کرلیا تھا، لیکن مزید علم کے شوق کے سبب امام صاحب کی وفات (۱۵۰ھ) کے بعد آپ کے لائق شاگرد، علم حدیث اور فقہ کے مسلم امام، جناب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ) کی مجالست اختیار کی اور ان سے دینی علوم کی تکمیل کی۔

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) فرماتے ہیں:

وحضر مجلس أبي حنيفة سنتين ثم تفقه على أبي يوسف صاحب أبي حنيفة. (۳)

امام محمد دو سال امام ابوحنیفہ کی مجلس میں حاضر رہے، پھر (امام صاحب کی وفات کے بعد) آپ نے امام ابو یوسف جو امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں ان سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے علم فقہ کی تعلیم کی ابتداء امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور اس کی تکمیل امام ابو

(۱) بلوغ الأماني: شيوخه في الحديث، ص ۱۵۳ (۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۹ ص ۱۳۵ (۳) وفيات الأعيان: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۴ ص ۱۸۴

یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے، چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

وَأَخذَ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ بَعْضَ الْفِقْهِ وَتَمَّمَ الْفِقْهَ عَلَى الْقَاضِي أَبِي يُوسُف. (1)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ فقہ کا علم حاصل کیا اور اس کی تکمیل قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے علمی ذوق وشوق کے بارے میں فرماتے ہیں:

خلف أبي ثلاثين ألفا درهم، فأنفقت خمسة عشر ألفاً على النحو والشعر، وخمسة عشر ألفاً على الحديث والفقه. (2)

میرے والد نے وراثت میں تیس ہزار درہم چھوڑے، ان میں سے میں نے پندرہ ہزار نحو وشعر، اور باقی پندرہ ہزار حدیث وفقہ پر خرچ کر دیئے۔

فقہ شافعی کے بانی امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا:

جالسته عشر سنين، وحملت من كلامه حمل جمل، لو كان كلّم على قدر عقله ما فهمنا كلامه ولكنه كان يكلّمنا على قدر عقولنا. (3)

میں نے دس سال ان کی شاگردی اختیار کی، اور میں نے ان سے اس قدر استفادہ کیا ہے کہ اگر اسے تحریری شکل دی جائے تو اسے اٹھانے کے لیے اونٹ درکار ہوگا، اگر وہ اپنی عقل کے مطابق گفتگو کرتے تو ہم ان کے کلام کو نہ سمجھ پاتے لیکن وہ ہم سے ہماری عقلوں کے مطابق گفتگو کرتے تھے۔

---

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۹ ص ۱۳۴

(2) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار محمد بن الحسن الشيباني، ص ۱۲۹

(3) الجواهر المضية: ترجمة: مناقب الأمام محمد بن الحسن، ج ۱ ص ۵۲۸

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

ما رأيت أعقل، ولا أفقه، ولا أزهد، ولا أورع، ولا أحسن نطقاً وإيراداً من محمد بن الحسن. ❶

میں نے سب سے زیادہ عاقل، سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ زاہد، سب سے زیادہ پرہیز گار اور سب سے اچھا بولنے والا اور کلام کو وضاحت سے بیان کرنے والا محمد بن حسن سے بڑھ کو کسی کو نہیں دیکھا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اہل اسلام کی اکثریت کے دستورِ عمل ''فقہ حنفی'' کو کتابی صورت دے کر پوری دنیا کو اس سے روشناس کرایا، آپ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کو دنیا میں پھیلایا، چنانچہ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

وهو الذي نشر علم أبي حنيفه، وإنما ظهر علم أبي حنيفة بتصانيفه.

امام محمد نے امام ابوحنیفہ کے علم کو پھیلایا، اور بے شک امام ابوحنیفہ کا علم آپ کی تصانیف کے ذریعے ظاہر ہوا ہے۔ ❷

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں دوسری صدی کے مجدد، ائمہ اربعہ میں سے تیسرے بڑے امام، ایک عظیم مجتہد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام موصوف سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ کا علم حاصل کیا، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ عراق میں فقہ کی ریاست امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر آ کر ختم ہوئی، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی فقہ کو آپ کے شاگرد امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کیا، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا، اور اس علم میں سے کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کا انہوں نے امام

❶ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۸۷

❷ الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة: محمد بن الحسن، ص ۲۶۸

محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سماع نہ کیا ہو:

وانتهت رياسة الفقه بالعراق إلى أبي حنيفه،فاخذ عن صاحبه محمد بن الحسن حمل جمل ليس فيها شيئ إلاوقد سمعه عليه. ❶

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ادب واحترام کرتے تھے،اور آپ کی جلالتِ شان کے معترف تھے،آپ نے فرمایا میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کوئی عقل مند نہیں دیکھا:

مَارَأَيْتُ أَعْقَلَ مِنْهُ. ❷

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کے ذریعے میری مدد فرمائی، حدیث میں ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور فقہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے:

أعانني الله برجلين بابن عيينه في الحديث وبمحمد في الفقه. ❸

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم اور دنیاوی اسباب کے معاملے میں مجھ پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا جتنا احسان ہے اتنا کسی اور کا نہیں ہے:

ليس لأحد عليّ منة في العلم وأسباب الدنيا مالمحمد عليّ. ❹

آپ نے فرمایا میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جیسا حلال وحرام،ناسخ ومنسوخ کو جاننے والا اور ان کی علتوں کو پہچاننے والا نہیں دیکھا:

وَمَارَأَيْتُ رَجُلًا أعلم بالحرام والحلال والعلل والناسخ والمنسوخ من محمَّد بن الحسن. ❺

---

❶توالي التاسيس لمعالي محمد بن إدريس: ص ۷۳ ❷البداية والنهاية:سنة تسع وثمانين ومائة، ج ۱۰ ص ۲۱۹ ❸بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني:رحلة الشافعي إلى محمد بن الحسن،ص ۱۶۳ ❹بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني:رحلة الشافعي إلى محمد بن الحسن،ص ۱۶۳
❺أخبار أبي حنيفة وأصحابه :أخبار أبي عبدالله محمد بن الحسن ،ص ۱۲۸

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اکثر علمی مذاکرے کرتے رہتے، اور نہایت علمی سوالات کرتے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اس کا علمی جواب مرحمت فرماتے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس پر بڑے حیران ہوتے، آپ نے فرمایا میں نے جب بھی کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا تو اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا سوائے محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کے:

وَمَارَأَيْتُ أَحَدًا سُئِلَ عَنْ مَسْأَلَةٍ فِيهَا نَظَرٌ اِلَّا رَأَيْتُ الْكَرَاهَةَ فِيْ وَجْهِهِ اِلَّا مُحَمَّد بْنِ الْحَسَنِ. ❶

ائمہ متبوعین میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) کا مقام و مرتبہ ہے، یہ علم حدیث اور رجال کے امام بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۸۵ھ) سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ دقیق مسائل کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے:

إبراهيم الحربى قال سألت أحمد بن حنبل، هذه المسائل الدقائق من اين لک؟قال:من کتب محمد بن الحسن. ❷

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ سے روایتِ حدیث بھی کی ہے، چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

وأما الشافعي فاحتجَّ بِمُحَمَّد بنِ الحسنِ في الحديثِ. ❸

امام شافعی نے امام محمد بن حسن سے حدیث میں حجت پکڑی ہے۔

❶الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء:أخبار الشافعي،باب في طلب العلم، ص ٦٩ ❷تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ٢ ص ١٧٤

❸مناقب أبي حنيفة وصاحبيه :ص: ٩٣

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے چھ احادیث مروی ہیں مندرجہ ذیل مقامات پر: ❶

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی تصریح کی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں ان کی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کردہ احادیث موجود ہیں۔ ❷

امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ''جامع الصغیر'' خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر لکھی ہے جو ان کی مشہور تصنیف ہے، اور فقہ حنفی کی بنیادی کتب میں سے ہے، امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا اسے لکھنا بتلاتا ہے کہ وہ خود حنفی المذہب تھے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسبِ فیض حاصل کرنے والوں میں سے تھے:

وقال عباس الدوري عن ابن معين: كتبت الجامع الصغير عن محمد بن الحسن. ❸

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں شیخین رحمہما اللہ کے بعد امام دارالہجرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۹ھ) ہیں، آپ نے مدینہ منورہ میں ان کے پاس تین سال رہ کر ان سے مؤطا مالک کا سماع کیا، اور خود ان کے الفاظ میں سات سو (۷۰۰) احادیث ان سے سنیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ تر شہرت اگرچہ ایک فقیہ اور مجتہد کی حیثیت سے ہوئی، لیکن اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ فقہ کی طرح علم حدیث میں بلند مرتبت تھے، اور آپ نے کئی اکابر محدثین سے علم حدیث کا سماع کیا، چنانچہ علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام محمد نے امام مالک، امام سفیان ثوری اور دیگر محدثین رحمہم اللہ سے بکثرت احادیث لکھی تھیں:

---

❶ كتاب البحيرة والسائبة/كتاب الديات والقصاص/كتاب الوصايا، ص ۳۳۸، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۸۴ ❷ تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۱۷۴ ❸ مغاني الأخيار: باب الميم، ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۳ ص ۵۴۰

كتب عن مالك كثيراً من حديثه وعن الثَّوري وَغَيْرِهِمَا. ❶

آپ کی اس بڑھ کر محدث ہونے کی کیا دلیل ہوگی کہ فن اسماء الرجال کے مسلم امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کو محدثین کے طبقے میں شمار کیا ہے، دیکھئے: ❷

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۳ھ) نے بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کی ہے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے انکے صاحبزادے عبداللہ بن علی ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ روایت حدیث میں صدوق یعنی انتہائی سچے ہیں۔ ❸

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے اپنی کتاب ''غرائب حدیث مالک'' میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، چنانچہ محدث جلیل امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے امام موصوف کی مذکورہ کتاب سے ایک حدیث کے متعلق ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

حَدَّثَ بِهِ عِشْرُونَ نَفَرًا مِّنَ الثِّقَاتِ الْحُفَّاظِ مِنهُم مُحَمَّدبْنُ الْحَسَنِ الشَّيْبَانِي، وَيَحيَى بنُ سَعِيد القَطَّان، وَعبدُاللّٰهِ بنُ الْمُبَارک، وعبدُالرَّحمٰن بنُ مَهدِیُ وَابْنُ وَهَبَ وغيرهم. ❹

❶ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ترجمة: محمد بن الحسن، ص ۱۷۴

❷ المعين في طبقات المحدثين: طبقة سفيان بن عيينة ووكيع، ص ۶۸

❸ تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۱۷۸

❹ نصب الراية: كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ۱ ص ۴۰۸

اس حدیث کو (امام مالک سے) بیس عدد ثقہ حفاظ حدیث نے بیان کیا ہے جن میں سے امام محمد بن حسن شیبانی، امام یحیی بن سعید القطان، امام عبداللہ بن مبارک، امام عبدالرحمٰن بن مہدی، اور امام ابن وہب رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ شامل ہیں۔

علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کو ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے، دیکھئے: [1]

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ احادیث مبارکہ اور آثار کی اس قدر اتباع کرتے تھے کہ احادیث کی موجودگی میں آپ قیاس کو درست نہیں سمجھتے تھے، چنانچہ آپ نے اپنی کتاب "الحجة علی أهل المدينة" میں اس مسئلے میں کہ نماز میں قہقہہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟ آپ لکھتے ہیں:

لَولَا جَاءَ من الآثارِ كَانَ القياسُ عَلىٰ ما قَالَ أهل المَدِينَةِ وَلكن لَاقياسَ مَع اَثر وَلَيْسَ يَنبغِيْ اِلَّا اَن يُّنقادَ لِلآثارِ. [2]

اگر حدیث وآثار سے قہقہہ سے وضو ٹوٹنا ثابت نہ ہوتا تو قیاس کا فیصلہ وہی ہوتا جو اہل مدینہ کہتے ہیں، لیکن حدیث واثر کی موجودگی میں قیاس کی کوئی گنجائش نہیں، ہم کو صرف آثار کے پیچھے چلنا اور انہیں کی پیروی کرنی ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث وفقہ کی طرح دیگر علوم عربیت، صرف، نحو، حساب، شعر وشاعری، لغت عربیہ میں بھی آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی، چنانچہ عبد القادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) فرماتے ہیں:

وكان أيضا مقدّما في علم العربية والنحو والحساب والفطنة. [3]

امام محمد علوم عربیہ، نحو، حساب اور فطانت میں بھی فوقیت رکھتے تھے۔

[1] الملل والنحل، الفصل الخامس، المرجئة، ج ۱ ص ۱۴۶ [2] الحجة على أهل المدينة: باب افتتاح الصلوٰة، باب الضحک في الصلوٰة، ج ۱ ص ۲۰۴

[3] الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۴۴

علاوہ ازیں آپ قرآن کریم کے بھی بہت بڑے عالم تھے، چنانچہ امام ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

مارأيت أعلم بكتاب الله من محمد بن الحسن. (1)

میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو امام محمد بن الحسن سے بڑھ کر کتاب اللہ (قرآن کریم) کا عالم ہو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

مارَأيتُ أَعلَم بكتابِ اللّٰهِ مِن مُحَمّد كَأَنَّه علَيهِ نزَلَ. (2)

میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو امام محمد سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہو، (امام محمد کے پاس قرآن کریم کا علم اس قدر تھا کہ) گویا کہ قرآن کریم اترا ہی آپ پر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تمام علوم میں ماہر اور باکمال شخص تھے۔ آپ کے حالاتِ زندگی، شیوخِ حدیث، تلامذہ حدیث، اہلِ علم کے آپ کے متعلق توصیفی وتوثیقی اقوال، اور آپ کی گرانقدر تصنیفات کے متعلق اہلِ علم حضرات محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تصنیف ''بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني'' کا مطالعہ کریں۔

۶.....قاضی حفص بن غیاث نخعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴ھ)

نام حفص، والد کا نام غیاث، کنیت ابو عمر، آپ کی پیدائش ۱۱۷ھ میں ہوئی، آپ کے اساتذہ حدیث میں عاصم احول، سلیمان التیمی، ابو مالک اشجعی رحمہم اللہ وغیرہ، آپ کے تلامذہ میں نامور محدثین شامل ہیں، مثلاً: یحیی بن سعید القطان، امام ابن مہدی، امام یحیی بن یحیی،

(1) تاريخ بغداد: ترجمة، محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۱۷۲

(2) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۸۱

امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن خشرم، امام ابن نمیر، امام ابوکریب، امام ہارون بن اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإِمَامُ، الحَافِظُ، العَلاَّمَة، قَاضِي الكُوْفَةِ، وَمُحَدِّثُهَا.

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ ہیں:

وَقَالَ يَحْيَى بنُ مَعِيْنٍ: ثِقَةٌ.

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ، علم حدیث میں قابل اطمینان اور فقیہ ہیں:

وَقَالَ العِجْلِيُّ: ثِقَةٌ مَأْمُوْنٌ فَقِيْهٌ.

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میں نے تین محدثین کی طرح کسی کو نہیں دیکھا: امام حزام، حفص بن غیاث، یحیی بن زکریا بن ابی زائدہ رحمہم اللہ (جن کا تذکرہ اس سے پہلے ہوا)

لَمْ أَرَ بِالكُوْفَةِ مِثْلَ هؤُلاَءِ الثَّلاَثَةِ: حِزَامٍ، وَحَفْصٍ، وَابْنِ أَبِيْ زَائِدَةَ، كَانَ هَؤُلاَءِ أَصْحَابَ حَدِيْثٍ.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ ہیں:

وَقَالَ النَّسَائِيُّ: ثِقَةٌ.

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد اور کوفہ میں احادیث اپنے حافظے سے بیان کیں، (بلند پایہ حافظے کی وجہ سے) کتاب نکال کر دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ محدثین نے آپ سے تین ہزار یا چار ہزار احادیث لکھیں جو آپ نے

اپنے حافظے سے بیان کیں:

وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ: جَمِيعُ مَا حَدَّثَ بِهِ حَفْصٌ بِبَغْدَادَ وَالْكُوفَةِ إِنَّمَا هُوَ مِنْ حِفْظِهِ، وَلَمْ يُخْرِجْ كِتَاباً، كَتَبُوا عَنْهُ ثَلَاثَةَ آلَافِ حَدِيثٍ أَوْ أَرْبَعَةَ آلَافٍ مِنْ حِفْظِهِ.

مندرجہ بالا اقوال اور مزید اجلہ محدثین کے آپکے متعلق توثیقی اقوال کیلئے دیکھیں: (1)

موصوف امام صاحب کے ان خصوصی تلامذہ میں سے تھے جن پر آپ کو کافی اعتماد تھا، اور آپ ان کو اپنے دل کی تسکین اور اپنے غموں کا مداوا قرار دیتے تھے، چنانچہ علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ ابْنُ غِيَاثٍ النَّخَعِيُّ الْكُوفِيُّ قَاضِيهَا، بَل وَقَاضِي بَغْدَادَ أَيْضًا، وَصَاحِبُ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ الَّذِي قَالَ لَهُ فِي جَمَاعَةٍ: أَنْتُمْ مَسَارُّ قَلْبِي وَجَلَاءُ حُزْنِي. (2)

امام حفص بن غیاث نخعی کوفی، جو کوفہ اور بغداد کے قاضی تھے، یہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں، اور آپ کے تلامذہ کی اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ میرے دل کی تسکین اور میرے غم کا مداوا ہو۔

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے آپ کو امام صاحب کے طبقہ اولیٰ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے:

قُلْتُ: حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ مَعْدُودٌ فِي الطَّبَقَةِ الْأُولَى مِنْ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ. (3)

---

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: حفص بن غياث بن طلق، ج۹ ص ۲۲ تا ۳۳

(2) فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: كتابة التسميع وشروطه، ج۳ ص ۱۱۴

(3) معرفة أنواع علوم الحديث: النوع الخامس والعشرون، ص۲۰۷

علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) علامہ تقی الدین التمیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۰ھ) نے بھی آپ کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ میں شمار کیا ہے، دیکھئے تفصیلا: ❶

۷.....امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ)

نام وکیع، والد کا نام جراح، کنیت ابوسفیان، آپ کی پیدائش ۱۲۹ھ کو ہوئی، آپ کے اساتذہ میں مشہور ہشام بن عروہ، سلیمان اعمش، امام ابن جریج، زکریا بن ابی زائدہ، امام اوزاعی، سفیان بن عیینہ، مسعر بن کدام، امام شعبہ رحمہم اللہ وغیرہ۔

آپ کے تلامذہ میں کبار محدثین شامل تھے، مثلاً امام سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن مہدی، امام احمد بن حنبل، یحیی بن معین، امام اسحاق، امام ابوکریب، امام احمد بن منیع رحمہم اللہ وغیرہ۔

یہ ایک جلیل القدر محدث اور بلند پایہ حافظ الحدیث تھے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الإِمَامُ، الحَافِظُ، مُحَدِّثُ العِرَاقِ، أَحَدُ الأَعْلاَمِ. وَكَانَ مِنْ بُحُوْرِ العِلْمِ، وَأَئِمَّةِ الحِفْظِ.

امام یحیی بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ میں سفر وحضرت میں امام وکیع کے ساتھ رہا، وہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات کو ایک قرآن کریم تلاوت کیا کرتے تھے:

صَحِبْتُ وَكِيْعاً فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَكَانَ يَصُوْمُ الدَّهْرَ، وَيَخْتِمُ القُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ.

❶ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: حفص بن غياث، ج ١ ص ٢٢٢/ تدريب الراوي: النوع الخامس والعشرون، ج ١ ص ٥٢٤/ الطبقات السنية في تراجم الحنفية: ترجمة: حفص بن غياث، ج ١ ص ٢٦١

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ امام وکیع ثقہ، حدیث میں قابل اطمینان، اونچے درجے اور بلند مقام والے کثیر الحدیث محدث تھے:

كَانَ وَكِيعٌ ثِقَةً، مَأْمُونًا، عَالِيًا، رَفِيعًا، كَثِيرَ الحَدِيثِ، حُجَّةً.

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں اس طرح تھے جیسے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں تھے:

وَكِيعٌ فِيْ زَمَانِهِ كَالأَوْزَاعِيِّ فِيْ زَمَانِهِ.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو علم کو زیادہ محفوظ کرنے والا ہو، اور امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر حافظ الحدیث ہو:

مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَوعَى لِلعِلمِ وَلاَ أَحْفَظَ مِنْ وَكِيعٍ.

امام ابن عمار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں کوفہ میں ان سے بڑھ کر فقیہ اور حدیث کا جاننے والا کوئی نہیں تھا:

مَا كَانَ بِالكُوفَةِ فِي زَمَانِ وَكِيعٍ أَفْقَهُ وَلاَ أَعْلَمُ بِالحَدِيثِ مِنْ وَكِيعٍ.

آپ کے متعلق مزید اجلہ محدثین کے توثیقی اقوال اور گراں قدر معلومات کے لئے دیکھیں: (1)

علم حدیث کے یہ بلند پایہ محدث حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، آپ کی تمام احادیث ان کو حفظ تھیں، انہوں نے آپ سے کثرت سے احادیث سنیں اور انہیں اپنے بے مثل حافظے میں محفوظ کیا، اسی طرح فقہی مسائل میں یہ آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، چنانچہ امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أُقَدِّمُهُ عَلَى وَكِيعٍ وَكَانَ يُفْتِي بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ وَكَانَ

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: وكيع بن الجراح، ج۹ ص ۱۴۰ تا ۱۶۶

يَحْفَظُ حَدِيثَهُ كُلَّهُ، وَكَانَ قَدْ سَمِعَ مِنَ أَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثًا كَثِيرًا. ❶

میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو امام وکیع پر ترجیح دوں، اور یہ امام ابوحنیفہ کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے، امام صاحب کی تمام احادیث ان کو یاد تھیں، اور آپ سے انہوں نے کثرت کے ساتھ احادیث سن رکھی تھیں۔

نیز آپ فرماتے ہیں:

ما رأيت أفضل منه يقوم الليل ويسرد الصوم ويفتي بقول أبي حنيفة. ❷

میں نے امام وکیع سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا، آپ رات کو قیام کرتے اور دن میں ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، اور امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق فتوی دیتے تھے۔

اس کتاب میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق، أحد الأئمة الأعلام.

امام صیمری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جن حضرات نے علم حاصل کیا ان میں ایک امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، اور آپ کے قول کے مطابق فتوی دیا کرتے تھے:

فَمن أَخذ عَنهُ الْعلم وَكَانَ يُفْتِيْ بقوله وَكِيع بن الجراح. ❸

علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے بھی آپ کو امام صاحب کے تلامذہ میں شمار کیا ہے، اور اختصاراً آپ کے حالات بھی نقل کیے ہیں، دیکھیے: ❹

---

❶ جامع بيان العلم وفضله، باب ماجاء في ذم القول في دين الله تعالى بالرأي..الخ، ج٢ ص١٠٨٢ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: وكيع بن الجراح، ج١ ص٢٢٤

❸ أخبار أبي حنيفه وأصحابه، طبقات أصحاب أبي حنيفة، ص١٥٥

❹ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: وكيع بن الجراح، ج٢ ص٢٠٨، ٢٠٩

۸.....امام یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ)

نام یحیی، والد کا نام سعید، کنیت ابوسعید، آپ کی پیدائش ۱۲۵ھ میں ہوئی، علم حدیث میں آپ کے مشہور اساتذہ یہ ہیں۔ سلیمان التیمی، ہشام بن عروہ، سلیمان الاعمش، ابن ابی عروبہ، امام شعبہ، سفیان ثوری، یحیی بن سعید الانصاری، زکریا بن ابی زائدہ، محمد بن عجلان رحمہم اللہ وغیرہ۔ آپ کے تلامذہ میں: معتمر بن سلیمان، عبدالرحمن بن مہدی، امام ابوبکر بن ابی شیبہ، امام احمد، امام اسحاق، امام سلیمان الشاذکونی رحمہم اللہ وغیرہ۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإِمَامُ الكَبِيرُ، أَمِيرُ المُؤمِنِينَ فِي الحَدِيثِ، الحَافِظ، وَانتَهَى إِلَيهِ الحِفظُ، وَتَكَلَّمَ فِي العِلَلِ وَالرِّجَالِ، وَتَخَرَّجَ بِهِ الحُفَّاظُ. ❶

فن حدیث اور اسماء الرجال کے یہ عظیم الشان امام بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ رکھتے تھے، انہوں نے آپ سے علم حدیث وفقہ دونوں میں استفادہ کیا، آپ کا اپنا بیان ہے:

جالسنا واللّٰہ أبا حنيفة وسمعنا منه، وكنت واللّٰہ إذا نظرت إليه عرفت في وجهه أنه يتقي اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ہم امام ابوحنیفہ کی مجلس درس میں بیٹھتے ہیں اور ان سے حدیثیں سنی ہیں، اللہ کی قسم! جب میں ان کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا تو انکے چہرے سے ہی معلوم ہوجاتا تھا کہ یہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

نیز آپ فرماتے ہیں:

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى القطان بن سعيد، ج ۹ ص ۱۷۶

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۵۱

لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله. ❶

ہم اللہ کی تکذیب نہیں کرتے، ہم نے امام ابوحنیفہ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سنی، اور ہم نے ان کے اکثر اقوال کو لیا ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ فِي الفُرُوْعِ عَلَى مذهب أبي حنيفة. ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں؛

الإمام، الحافظ، محدث العراق، أحد الأئمة الأعلام.

پھر آگے فرماتے ہیں یہ امام وکیع اور امام یحیی بن سعید رحمہما اللہ دونوں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق فتوی دیتے تھے:

ويفتي بقول أبي حنيفة، وكان يحيى القطان يفتي بقول أبي حنيفة أيضا. ❸

حدیث میں ان کا پایہ اس قدر بلند ہے کہ ائمہ حدیث ان کے سامنے احتراماً کھڑے ہوتے، اور احادیث کے متعلق ان سے سوالات کرتے تھے، چنانچہ امام اسحاق ابن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ عصر کی نماز کے بعد درس حدیث دینے کے لئے بیٹھتے تو امام علی بن مدینی، امام احمد بن حنبل، امام یحیی بن معین، امام شاذکوفی، امام عمرو بن علی رحمہم اللہ عصر سے لے کر مغرب تک ان کے سامنے احتراماً کھڑے رہتے، اور احادیث کے متعلق آپ سے سوالات کرتے تھے:

❶ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۳۳

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى القطان بن سعيد، ج ۹ ص ۱۷۶

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: وكيع بن الجراح، ج ۱ ص ۲۲۴

كنت أرى يحيى القطّان يُصَلِّي الْعَصْر ثمَّ يَستَند إِلَى أَصل مَنارَة الْمَسْجد فيقف بَين يَدَيْهِ عَلي بن الْمَدِينِي والشاذكوفي وَعَمْرو بن خَالِد وَأحمد ابن حَنبَل وَيحيى بن مِعين يسألونه عَن الحَدِيث وهم قيام على أرجُلهم إِلَى أَن تجب صَلَاة المغرب. ❶

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ جیسا شخص نہیں دیکھا:

ما رأيت بعيني مثل يحيى بن سعيد القطان.

امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے فنِ اسماء الرجال کو یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ جاننے والے کسی شخص کو نہیں دیکھا:

ما رأيت أحدا أعلم بالرجال منه.

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ بیس سال سے آپ کا معمول ہے کہ ہر رات ایک قرآن کریم تلاوت کرتے ہیں:

أقام يحيى القطان عشرين سنة يختم كل ليلة.

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چالیس سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ زوال سے قبل ظہر کی نماز کے لئے مسجد میں پہنچ جاتے تھے:

لم يفت الزوال في المسجد يحيى بن سعيد أربعين سنة. ❷

یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے فن اسماء الرجال کے فن کو مدون کیا، فن رجال میں سب سے پہلے انہوں نے لکھا، پھر ان کے تلامذہ امام یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، امام احمد بن حنبل

❶ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: يحيى بن سعيد. ج۲ ص۲۱۲

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة يحيى بن سعيد، ج۱ ص۲۱۸، ۲۱۹

رحمۃ اللہ نے اس فن میں لکھا، پھر ان کے تلامذہ نے اس فن میں لکھا، اس طرح یہ سلسلہ چلا۔ یہ بلند پایہ محدث، اور امام الجرح والتعدیل بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے والے ہیں۔ ❶

۹.....امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں صاحبین کے بعد جو زیادہ مشہور ہوئے وہ حسن بن زیاد لؤلؤی ہیں، آپ عراقی الاصل اور عرب کے مشہور قبیلہ ''النبطی'' سے تعلق رکھتے تھے، چونکہ آپ کے آباء واجداد ''اللؤلؤ'' موتیوں کا کاروبار کرتے تھے اس لئے آپ کو ''اللؤلؤی'' بھی کہا جاتا ہے، آپ کی پیدائش ۱۱۶ھ میں معدن العلم والفقہ کوفہ میں ہوئی، اور یہیں سے آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز کیا، یہ آپ کی خوش قسمتی تھی کہ جب آپ نے اپنے علمی سفر کا آغاز کیا اس وقت کوفہ کی مسند درس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز تھے، چنانچہ آپ باقاعدگی کے ساتھ امام صاحب کے درس میں شریک ہونے لگے، اور آپ سے فقہ وحدیث دونوں علوم میں خوب استفادہ کیا۔

چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں فرماتے ہیں:

تَفَقَّهَ بِهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْكِبَارِ مِنْهُمْ: اَلْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ.

آپ سے کبار اہل علم کی ایک جماعت نے فقہ سیکھی، ان میں سے ایک امام حسن بن زیاد بھی ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے تلامذہ میں چھٹے نمبر پر آپ کا ذکر کیا ہے۔ ❷

علم فقہ میں آپ کا مقام اس قدر بلند تھا کہ امام یحیی بن آدم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۳ھ) جو کہ

---

❶ میزان الاعتدال في نقد الرجال: مقدمة، ج ۱ ص ۱

❷ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۰

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدثین کے استاذ ہیں وہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيت أفقه من الْحسن بن زِيَاد. ❶

میں نے حسن بن زیاد سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کو "العلامة، فقيه العراق" کے لقب سے یاد کرتے ہیں:

العَلاَّمَةُ، فَقِيْهُ العِرَاقِ، أَبُو عَلِيٍّ الأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ أَبِي حَنِيْفَةَ، وَكَانَ أَحَد الأَذْكِيَاءِ البَارِعِيْنَ فِي الرَّأْيِ. ❷

امام صاحب کے تلامذہ میں فقہی جزئیات اور تفریعات کے بیان کرنے میں آپ سب سے زیادہ فوقیت رکھتے تھے، چنانچہ شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۳ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالَ شمس الْأَئِمَّة السَّرخسِيّ الْحسن بن زِيَاد الْمُقدم في السوال والتفريع. ❸

امام حسن بن زیاد فقہی سوالات اور تفریعات (جزئیات مسائل) بیان کرنے میں فوقیت رکھتے تھے۔

آپ جس طرح فقہ میں بلند پایہ رکھتے تھے اسی طرح علم حدیث میں آپ کا مقام ومرتبہ نہایت بلند وبالا تھا، آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ سے علم حدیث کا بھی سماع کیا، چنانچہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار الحسن بن زياد، ص ۱۳۵

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحسن بن زياد، ج ۹ ص ۴۴

❸ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: الحسن بن زياد، ج ۱ ص ۱۹۳

أحد أصحاب حنيفة الفقيه، حدث عَنْ أَبِيْ حنيفة. ❶

آپ امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے تھے، اور آپ نے امام ابوحنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہے۔

امام صاحب کی روایت کردہ احادیث کے آپ حافظ تھے، چنانچہ علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ھ) فرماتے ہیں:

وكان حافظاً لروايات أبي حنيفة. ❷

آپ امام ابوحنیفہ کی روایت کردہ احادیث کے حافظ تھے۔

اسی طرح آپ نے مشہور محدث امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے بارہ ہزار وہ احادیث لکھیں جن کی طرف فقہا محتاج ہیں:

كتبت عن ابن جريج اثنتي عشر ألف حديث كلها يحتاج إليها الفقهاء. ❸

اندازہ کیجئے کہ صرف ایک محدث سے آپ نے بارہ ہزار احادیث لکھی ہیں تو دیگر محدثین سے کس قدر احادیث آپ نے نقل کی ہوں گی۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۴۵ھ) اپنی بلند پایہ کتاب ''الثقات'' میں امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے، آپ کے ترجمے میں امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت بھی نقل کی ہے، اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ آپ سے اسماعیل بن موسی الفزاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: ❹

امام ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۱۶ھ) نے اپنی بلند پایہ تصنیف ''مستخرج أبو عوانة''

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: الحسن بن زیاد، ج۷ ص ۳۲۵ ❷ الأنساب: باب اللام والواو، اللؤلؤی، ج ۱۱ ص ۲۳۰ ❸ الأنساب: باب اللام والواو، اللؤلؤی، ج ۱۱ ص ۲۳۰

❹ الثقات لابن حبان: باب الحاء، ترجمة: الحسن بن زیاد، ج۸ ص ۱۶۸

میں آپ کی احادیث کی تخریج کی ہے، مثلاً دیکھئے: ❶

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری (متوفی ۱۳۵۳ھ) غیر مقلد لکھتے ہیں:

حافظ ابوعوانہ کی سند کا صحیح ہونا بھی ظاہر ہے، کیونکہ انہوں نے اپنی صحیح میں صحت کا التزام کیا ہے۔ ❷

امام حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے بھی اپنی مشہور کتاب ''المستدرک علی الصحیحین'' میں ''كتاب البر والصلة'' کے تحت آپ سے حدیث کی تخریج کی ہے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، معلوم ہوا کہ امام لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی احادیث شیخین رحمہما اللہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں، دیکھئے: ❸

امام احمد بن عبدالحمید الحارثی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۹ھ) فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أحسن خلقا من الحسن بن زِيَاد وَلا أقرب مأخذا وَلا أسهل جانبا قَالَ وَكَانَ الْحسن يكسو مماليكه مِمَّا يكسو نَفسه. ❹

میں نے امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ اچھے اخلاق والا کوئی شخص نہیں دیکھا، اور نہ ہی میں نے آپ سے زیادہ قریب الماخذ (جس سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا جائے) اور آپ سے زیادہ نرم خو کوئی شخص نہیں دیکھا، (اس کے ساتھ آپ فقہ، علم، زہد اور ورع میں بھی بلند پایہ مقام رکھتے تھے)، اور آپ اپنے غلاموں کو ویسے ہی کپڑے پہناتے تھے جیسے کپڑے خود پہنتے تھے۔

اس میں امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی بڑی عمدہ توثیق کی ہے، اور آپ کے علمی وعملی تمام

---

❶ مستخرج أبو عوانه: كتاب الإيمان، بيان الأعمال والفرائض اللتي إذا أداها، ج ۱ ص ۲۰ ❷ تحقیق الکلام: ج ۲ ص ۱۲۲ ❸ المستدرك على الصحيحين: كتاب البر والصلة، اماحديث محمد بن عتيق، ج ۴ ص ۱۷۴ ❹ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار الحسن بن زياد، ص ۱۳۵

خوبیوں کو بڑے عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ) اپنی مشہور کتاب ''إعلام الموقعين عن رب العالمين'' میں متعدد مقامات پر آپ کی روایت کردہ احادیث کو بطور استدلال کے ذکر کیا ہے، اور آپ پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی ہے، مثلاً: ''الكذب في غير الشهادة'' اس عنوان کے تحت ان سے روایت نقل کی ہے:

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ اللُّؤْلُؤِيُّ: ثنا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ. (۱)

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تین روایات نقل کی ہیں، ان میں ایک روایت امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے آپ نے نقل کی ہے:

وَرَوَى الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ زُفَرَ وَأَبِي حَنِيفَةَ: أَنَّهُ إِنْ اُشْتُرِطَ عَلَيْهِ فِي نَفْسِ الْعَقْدِ. (۲)

غیر مقلدین کے استاذ العلماء مولانا محمد گوندلوی غیر مقلد لکھتے ہیں، محدثین کا ایک روایت کو نقل کر کے استدلال کرنا اور اس پر جرح نہ کرنا اس کی صحت کی دلیل ہے۔ (۳)

شارح بخاری وہدایہ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) آپ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

كان الحسن بن زياد محبًا للسنة جدًا مشهورًا بالدين المتين، كثير الفقه والحديث، عفيف النفس، فمن هذه صفاته كيف يرمى بالكذب. (۴)

(۱) إعلام الموقعين: فصل: شهادة الزور، الكذب كبيرة، ج ۱ ص ۷۴ ۱ (۲) إعلام الموقعين: فصل، حجج من جوز وا الحيل، ج ۳ ص ۲۴۳ (۳) التحقیق الراسخ: ص ۵۵ (۴) مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار: ترجمة: الحسن بن زياد، ج ۱ ص ۱۹۷

امام حسن بن زیاد سنت نبوی کے ساتھ انتہائی محبت کرنے والے، دین متین کے ساتھ مشہور، کثیر الفقہ، کثیر الحدیث اور پاک دامن انسان تھے، جو شخص ان صفات کے ساتھ متصف ہو اس کو بعض لوگوں کے الزامات کی وجہ سے کیسے مجروح کیا جا سکتا ہے؟

امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات، علم حدیث وفقہ میں آپ کے اساتذہ وتلامذہ، آپ کے متعلق اہل علم کی آراء، آپ سے مروی ساٹھ احادیث سند ومتن کے ساتھ۔ اور آپ پر کی گئی تمام جرحوں کے تحقیقی جوابات، اور گرانقدر معلومات کے لئے مطالعہ کریں، دیار مصر کے مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تصنیف لطیف ''الإمتاع بسيرة الإمامين الحسن بن زياد وصاحبه محمد بن شجاع ''جو ۱۴۲۵ھ میں دار الکتب العلمیہ سے چھپی ہے۔

۱۰.....امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ)

نام مکی، والد کا نام ابراہیم، کنیت ابوسکن، آپ کی پیدائش ۱۲۶ھ میں ہوئی، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''سير أعلام النبلاء ''میں ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإِمَامُ، الحَافِظُ، الصَّادِقُ، مُسْنِدُ خُرَاسَانَ.

آپ کے مشہور اساتذہ حدیث: امام ابن جریج، بہز بن حکیم، ہشام بن حسان، مالک بن انس، امام ابوحنیفہ، حنظلہ بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔ آپ کے محدثین تلامذہ: امام بخاری، امام احمد بن حنبل، امام یحیی بن معین، معمر بن محمد، ابراہیم بن زہیر، احمد بن نصر مقری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دونوں شہرۂ آفاق تصنیفات میں امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کو ذکر کیا ہے، دیکھئے: [1]

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: مكي بن إبراهيم، ج ۱ ص ۲۶۸ /سير أعلام النبلاء: ترجمة: مكي بن إبراهيم، ج ۹ ص ۵۴۹

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) کے سسر اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) کے شیخ امام ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے بھی امام صاحب کے تلامذہ میں آپ کا اسم گرامی ذکر کیا ہے، دیکھئے:❶

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے محدثین اساتذہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے:❷

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے چار محدثین اساتذہ کا ذکر کیا ہے، اس میں پہلے نمبر امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے نمبر پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے:❸

امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ پابندگی کے ساتھ امام صاحب کے حلقہ درس میں شریک ہوتے، انہوں نے امام صاحب سے علم فقہ کے حصول کے ساتھ ساتھ کثیر تعداد میں آپ سے احادیث بھی روایت کیں، چنانچہ امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

هو مكي بن إبراهيم البلخي، إمام بلخ، دخل الكوفة سنة أربعين ومائة ولزم أبي حنيفة رحمه الله وسمع منه الحديث والفقه وأكثر عنه الرواية. ❹

مکی بن ابراہیم بلخی جو اہل بلخ کے امام ہیں، یہ ۱۴۵ھ میں کوفہ میں داخل ہوئے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں باقاعدگی سے حاضر ہونے لگے، اور آپ سے حدیث اور فقہ کی سماعت کی، اور انہوں نے آپ سے بہت زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں۔

امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ زمانے کے سب

❶تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۲۱

❷تهذيب التهذيب: ترجمة: مكي بن إبراهيم بن بشير، ج ۱۰ ص ۲۹۳ ❸ طبقات الحفاظ: ترجمة: مكي بن إبراهيم، ص ۱۶۴ ❹مناقب أبي حنيفة للموفق، ج ۱ ص ۱۷۹

سے بڑے عالم تھے:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ أَعْلَمَ أَهْلِ زَمَانِهِ❶.

نیز آپ فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ کے ساتھ میری نشست و برخاست ہوئی لیکن میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بڑھ کر کوئی متقی انسان نہیں دیکھا:

جالست الكوفيين فما رأيت أورع من أبي حنيفة. ❷

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ نے سترہ کبار تابعین سے علم حاصل کیا، چناں چہ آپ خود فرماتے ہیں:

وَكَتَبْتُ عَنْ سَبْعَةَ عَشَرَ نَفْساً مِنَ التَّابِعِيْنَ، وَلَوْ عَلِمتُ أَنَّ النَّاسَ يَحتَاجُوْنَ إِلَيَّ، لَمَا كَتَبتُ دُوْنَ التَّابِعِيْنَ عَنْ أَحَدٍ.

میں نے سترہ تابعین سے علم حاصل کیا، اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ لوگ میری طرف (علم میں) محتاج ہوں گے تو میں تابعین کے علاوہ کسی اور سے علم حاصل نہ کرتا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور روایت حدیث میں پختہ محدث تھے: وَكَانَ ثِقَةً، ثَبْتاً فِي الحَدِيْثِ.

نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ ثقہ ہیں: سَأَلْتُ أَحْمَدَ عَنْ مَكِّيٍّ، فَقَالَ: ثِقَةٌ.

امام عجلی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ ہیں: وَقَالَ العِجْلِيُّ: ثِقَةٌ.

امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور مامون ہیں:

قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: مَكِّيٌّ: ثِقَةٌ، مَأْمُوْنٌ.

❶ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۳۲

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۵۶

مذکورہ بالا اقوال اور مزید توثیقی اقوال کے لئے دیکھیں: (1)

امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے پہلے تحصیل علم کی طرف متوجہ کرنے والے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اسی وجہ سے آپ فرماتے ہیں:

فلا أزال أدعو لأبي حنيفة في دبر كل صلوة وعند ما ذكرته لأن الله تعالىٰ ببركته فتح لي باب العلم. (2)

میں ہر نماز کے بعد، نیز جب بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتا ہوں تو ان کے لئے دعا کرتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت سے میرے لئے علم کا دروازہ کھولا ہے۔

یہی امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ امام اعظم، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کبار شیوخ میں سے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے صحیح بخاری میں بائیس (۲۲) ثلاثی روایات میں سے گیارہ روایات ان سے نقل کی ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے اعلی سند ثلاثی ہے۔ اصطلاح محدثین میں ثلاثی اس روایت کو کہا جاتا ہے جس میں تین واسطے ہوں، ان روایات میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بائیس ثلاثی روایات پانچ راویوں سے مروی ہیں، جن میں مکی بن ابراہیم، ابو عاصم ضحاک بن مخلد، محمد بن عبداللہ انصاری، خلاد بن یحیی، عصام بن خالد رحمہم اللہ شامل ہیں، ان پانچوں راویں سے مروی ثلاثیات کی ترتیب درج ذیل ہے:

۱..... امام ابوعاصم ضحاک بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) سے چھ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔

۲..... خلاد بن یحیی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔

۳..... عصام بن خالد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۴ھ) سے بھی ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: مكي بن إبراهيم، ج ۹ ص ۵۴۹ تا ۵۵۳

(2) مناقب أبي حنيفة للموفق، ص ۲۱۸

۴...محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے تین احادیث مبارکہ مروی ہیں۔

۵...امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے گیارہ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے چار ہزار شیوخ

۱.....امام ابوعبداللہ بن ابی حفص الکبیر رحمۃ اللہ علیہ نے امام حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کے تلامذہ کا آپس میں ایک مناقشہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

فجعل أصحاب الشافعي يفضلون الشافعي على أبي حنيفة، فقال أبو عبد اللّٰه بن أبي حفص: عدّوا مشائخ الشافعي كم هم؟ فيعدو فبلغوا ثمانين، ثم عدّوا مشائخ أبي حنيفة من العلماء والتابعين فبلغوا أربعة آلاف. فقال أبو عبد اللّٰه: هذا من أدنى فضائل أبي حنيفة۔ ⓫

(ایک وقت میں) امام شافعی کے شاگرد امام شافعی کو امام ابوحنیفہ پر فضیلت دینا شروع ہو گئے، ابوعبداللہ بن ابی حفص نے شوافع سے کہا: تم امام شافعی کے اساتذہ گن کر بتاؤ وہ کتنے ہیں؟ وہ گننے لگے تو اساتذہ شافعی کی کل تعداد اسی (۸۰) تھی۔ پھر احناف نے امام ابو حنیفہ کے علماء اور تابعین اساتذہ کو شمار کیا تو ان کی تعداد چار ہزار (۴۰۰۰) تک پہنچ گئی۔ اس پر ابوعبداللہ نے کہا: یہ امام ابوحنیفہ کی (امام شافعی سمیت بقیہ ائمہ پر) ادنیٰ سی فضیلت ہے۔

۲.....امام سیف الائمہ سائلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات مشہور و معروف ہے:

أن أبا حنيفة تلمذ عند أربعة آلاف من شيوخ أئمة التابعين۔ ⓬

بے شک امام ابوحنیفہ نے چار ہزار (۴۰۰۰) شیوخ ائمہ تابعین کے ہاں زانوئے تلمذ طے کیا ہے۔

⓫ مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۳۸/مناقب أبي حنيفة للكردري: ج ۱ ص ۶۸

⓬ جامع المسانيد: الباب الأوّل في شيئ من فضائله، النوع السابع، ج ۱ ص ۳۳

۳.....امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی امام ابوحفص الکبیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کی تعداد کو چار ہزار بیان کی ہے۔ ❶

۴.....امام ابن حجر مکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

هم كثيرون لا يسع هذا المختصر ذكرهم، وقد ذكر منهم الإمام أبو حفص الكبير أربعة آلاف شيخ، وقال غيره: له أربعة آلاف شيخ من التابعين فما بالك بغيرهم. ❷

امام ابوحنیفہ کے کثیر اساتذہ ہیں جن کا ذکر اس مختصر کتاب میں نہیں آ سکتا۔ امام ابو حفص الکبیر نے ان میں سے آپ کے چار ہزار شیوخ کا ذکر کیا ہے، بعض نے کہا ہے: صرف آپ کے تابعین شیوخ کی تعداد چار ہزار ہے، ان کے علاوہ کا اندازہ آپ خود کر لیں۔

ائمہ کرام کے اقوال پر مبنی درج بالا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کم از کم چار ہزار شیوخ تھے، اور محدثین نے یہاں تک لکھا ہے کہ یہ چار ہزار سارے شیوخ تابعین تھے۔ اگر امام صاحب ہر تابعی سے بھی ایک ایک حدیث لیں تو آپ کی چار ہزار احادیث (۴۰۰۰) تو یہیں پوری ہو جاتی ہیں۔ جب کہ آپ کے اساتذہ تو اس کے علاوہ بھی کثرت سے تھے۔ اسی طرح تابعین کے علاوہ آپ کے جن شیوخ کے ناموں کا احاطہ نہیں ہو سکا ان کو بھی ملا لیا جائے تو فقط اساتذہ کی تعداد کے اعتبار سے ہی آپ تک ہزارہا احادیث پہنچتی ہیں۔ حالانکہ ان تابعین میں سے کثیر حضرات ہزارہا احادیث کا ذخیرہ رکھتے تھے، اور امام صاحب کی اپنے شیوخ کے ساتھ نسبت تلمذ سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام صاحب نے ان سے کس حد تک احادیث حاصل کی ہوں گی۔

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب الرابع، ص ۶۳

❷ الخيرات الحسان: الفصل السابع، ص ۳٦

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخِ حدیث کے اسمائے گرامی

۱.....خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے امامِ اعظم کے پندرہ (۱۵) شیوخ کے نام لکھے ہیں جن سے آپ نے سماعِ حدیث کیا۔ ❶

۲.....امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) ''أما مشائخ أبي حنيفة من التابعين وغيرهم رحمهم الله تعالى'' کا عنوان قائم کر کے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دوسو انتالیس (۲۳۹) شیوخ حدیث کے اسماء تحریر کیے ہیں۔ ❷

۳.....امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پچھتر (۷۵) شیوخِ حدیث کے نام درج کیے ہیں۔ ❸

۴.....عظیم نقاد محدث امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چالیس (۴۰) شیوخ حدیث کے نام لکھے ہیں۔ ❹

۵.....امام ابن بزاز کردری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے حروفِ تہجی کے اعتبار سے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک سو اکیانوے (۱۹۱) شیوخِ حدیث کے نام رقم کیے ہیں۔ ❺

۶.....حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سولہ (۱۶) شیوخِ حدیث کے نام درج کیے ہیں۔ ❻

۷.....علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چھتر

---

❶تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص ۳۲۵ ❷مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص۳۷ تا ۴۸ ❸تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۲۹ ص ۴۱۸، ۴۱۹ ❹سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج۶ ص ۳۹۱، ۳۹۲ ❺مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص۷۸ تا۹۷ ❻تهذيب التهذيب: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۰ ص ۴۴۹

(۷۶) شیوخِ حدیث کے نام لکھے ہیں۔ ❶

۸.....امام محمد بن یوسف الصالحی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے تحقیق کر کے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تین سو چھ (۳۰۶) شیوخِ حدیث کے نام حروف تہجی کے اعتبار سے لکھے ہیں۔ ❷

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ وشیوخ کی جو فہرستیں ائمہ نے اپنی کتابوں میں درج کی ہیں ان میں ہر ایک نے اپنی تحقیق کے مطابق آپ کے شیوخ کے نام بیان کئے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کبار تابعین اساتذہ حدیث

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ نے مشائخ کی ایک بہت بڑی تعداد سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، نیز آپ کے اساتذہ کسی مخصوص شہر یا علاقے کے رہنے والے نہیں تھے، بلکہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، شام، یمن وغیرہ تمام بلادِ اسلامیہ سے تعلق رکھنے والے تھے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کا پہلا طبقہ صحابہ کرام کا ہے، پھر کبار تابعین کا ہے، آپ نے اکابر تابعین کی جماعت سے سماعت اور روایت حدیث بھی کی ہے۔

علامہ محمد بن احمد ابن عبد الہادی مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۴ھ) فرماتے ہیں:

روى عن جماعة من سادات التابعين وأئمتهم. ❸

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سادات تابعین اور ائمہ تابعین سے روایت کی ہے۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے عنوان قائم کیا ہے "شيوخ أبي حنيفة وأصحابه" اس کے تحت امام صاحب کے محدثین تابعین اساتذہ کرام کے اسماء

❶ تبييض الصحيفة في مناقب أبي حنيفة: ذكر من روى عنهم الإمام أبو حنيفة من التابعين فمن بعدهم، ص ۳۵ تا ۶۰ ❷ عقود الجمان في مناقب أبي حنيفة النعمان: الباب الرابع، ۶۳ تا ۸۷ ❸ مناقب الأئمة الأربعة: ص ۵۸

ذکر کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

وَسَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ بِمَكَّةَ، وعَطِيَّةَ الْكُوفِيِّ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ الأَعْرَجِ، وَعِكْرِمَةَ، وَنَافِعٍ، وَعَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، وَقَتَادَةَ بْنِ دَعَامَةَ، وَأَبِي الزُّبَيْرِ، وَمَنْصُورٍ، وَأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ. ❶

ان اسماء کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وعدد كثير من التابعين. ❷

ان مذکورہ حضرات کے علاوہ بھی آپ نے بہت سے تابعین سے روایت کی ہے۔

امام محمد بن عبدالرحمٰن ابن الغزی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً چار ہزار شیوخ تابعین سے اخذِ علم کیا:

واخذ عن نحو أربعة آلاف شيخ من التابعين. ❸

اساتذہ کی کثرت تعداد کے باوجود آپ نے علم حدیث میں اس قدر احتیاط کی ہے کہ بجز ثقہ اور عادل کے کسی سے روایت نہیں لی، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) بالسند آپ کا بیان نقل کرتے ہیں:

آخُذ الآثَارَ الصِّحَاحَ عَنْهُ الَّتِي فَشَتْ فِي أَيْدِي الثِّقَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ. ❹

یعنی میں نے صرف ان ہی احادیث کو لیا ہے جن کو ثقہ راوی ثقہ راویوں سے نقل کرتے آئے ہیں۔

❶مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۱۹ ❷مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۱۹
❸ديوان الإسلام: الفصل الثالث في الكنى: ترجمة: الامام أبو حنيفة، ج ۲ ص ۱۵۲
❹مناقب الامام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۳۴

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اساتذہ روایت ودرایت دونوں کے جامع تھے

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ آپ کے اکثر اساتذہ حدیث اور فقہ دونوں کے جامع تھے، چنانچہ محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

إن أكثر مشائخ الإمام كانوا جامعين بين الرواية والدراية. (۱)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اساتذہ روایت ودرایت دونوں کے جامع تھے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی کبار تابعین میں سے اپنے بعض شیوخ اور اساتذہ کے اسمائے گرامی بھی بیان کئے ہیں، امام ابوعبداللہ بن داود کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ کو کن اکابرائمہ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

قَالَ: الْقَاسِمَ، وَسَالِمًا، وَطَاوُسًا، وَعِكْرِمَةَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ دِينَارٍ، وَالْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ، وَعَمْرَو بْنَ دِينَارٍ، وَأَبَا الزُّبَيْرِ، وَعَطَاءً، وَقَتَادَةَ، وَإِبْرَاهِيمَ، وَالشَّعْبِيَّ، وَنَافِعًا، وَأَمْثَالَهُمْ. (۲)

قاسم (بن محمد بن ابی بکر) سالم (بن عبد اللہ بن عمر) طاوس (بن کیسان) عکرمہ، مکحول، عبد اللہ بن دینار، حسن بصری، عمرو بن دینار، ابو زبیر (محمد بن مسلم) عطاء بن ابی رباح، قتادہ، ابراہیم، شعبی، نافع رحمہم اللہ اور ان جیسے دوسرے بزرگوں سے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے انہی عادل اور ثقہ شیوخ کے متعلق علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تین مسانید دیکھنے کا موقع ملا،

(۱) شرح مسند أبي حنيفة: مقدمة، ص ۹ (۲) مسند أبي حنيفة للحصكفي: كتاب الفضائل، ص ۱۸۹، الناشر: المیز ان ناشران وتاجران کتب لاہور

میں نے ان میں دیکھا کہ:

لا یروی حدیثا إلا عن خیار التابعین العدول الثقات، الذین هم من خیر القرون بشهادة رسول الله کالأسود، وعلقمة، وعطاء، وعکرمة، ومجاهد، ومکحول، والحسن البصري وأضرابهم فکل الرواة الذین هم بینه وبین رسول الله عدول، ثقات، أعلام، أخیار، لیس فیهم کذاب ولا متّهم بکذب. (۱)

امام ابوحنیفہ ثقات، عدول اور خیار تابعین کے سوا کسی سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کرتے، یہ تابعین وہی ہیں جن کو نبی اکرم ﷺ کی زبانِ اقدس سے خیر القرون میں شمار کیا گیا ہے، ان میں اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول، حسن بصری اور ان جیسے دوسرے اکابر تابعین شامل ہیں۔ پس نبی کریم ﷺ اور ان کے درمیان سارے رواۃ عدول، ثقات، نہایت بلند پایہ اور بہترین اوصاف کے حامل تھے، ان میں سے کوئی بھی کذاب اور متہم بالکذب نہیں تھا۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جو علمی کمال حاصل ہے وہ ان کے بعد کسی اور امام کو نصیب نہیں ہوا، کیونکہ ان کے سب روات اکابر تابعین ہیں، جو خیر القرون میں شمار ہونے کی بناء پر ثقاہت اور عدالت کے ساتھ متصف ہیں۔

امام صاحب کے چند اکابر شیوخ حدیث کے نام درج ذیل ہیں:۔

عطاء بن ابی رباح، ابواسحاق سبیعی، محارب بن دثار، عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج، عکرمہ مولی ابن عباس، نافع مولی ابن عمر، عامر بن شراحیل شعبی، عطیہ عوفی، عدی بن ثابت، عمرو بن دینار، سلمہ بن کہیل، قتادہ بن دعامہ، منصور بن معتمر، امام محمد بن علی باقر، امام جعفر صادق، سماک بن حرب رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ۔ (۲)

(۱) المیزان الکبری: ج ۱ ص ۶۸ (۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۵/ مناقب الإمام أبي حنیفة وصاحبیه: ص ۱۹

امام صاحب کی ذہانت اور علمی حرص وطلب سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ جن کبار محدث تابعین کے پاس آپ نے سالہا سال تک قیام کیا اور ان سے علم حدیث اخذ کیا وہ ایک ایک، دو دو یا چند احادیث پر مشتمل ہوگا، یہ دراصل آپ کے علمی کمال پر بہتان عظیم ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں اساتذہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ حدیث میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین ہیں انکے علاوہ کوئی نہیں یعنی سب اساتذہ اس دور سے تعلق رکھتے ہیں جس کی خیریت کی زبان نبوت نے گواہی دی۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث میں اساتذہ کے نام لکھتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:

وعدد كثير من التابعين. ❶

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھتر (۷۶) اساتذہ کے نام ذکر کیئے ہیں، حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ میں ان تمام حضرات کے مختصر حالات بھی درج کئے ہیں۔ ❷

علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے حروف تہجی کی ترتیب پر نہایت تفصیل کے ساتھ تمام اساتذہ کے نام ذکر کیئے ہیں۔ ❸

علامہ احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ اس قدر زیادہ ہیں کہ اس مختصر کتاب میں ان سب کا

❶ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: شيوخ أبي حنيفة، ص ۱۹ ❷ دیکھئے تفصیلاً: تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: ذكر من روى عنهم الإمام أبو حنيفة من التابعين فمن بعدهم، ص ۲۵ تا ۶۲ ❸ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: ص ۶۳ تا ۸۷

تذکرہ نہیں ہوسکتا، امام ابوحفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے چار ہزار اساتذہ ذکر کیئے ہیں:

في ذكر شيوخه هم كثيرون لا يسع هذا المختصر ذكرهم وقد ذكر منهم الامام أبو حفص الكبير أربعة آلاف. ❶

محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین میں بہت ہیں، جن کی مجموعی تعداد چار ہزار (۴۰۰۰) ہے:

واعلم أن له مشايخ كثيرة من الصحابة والتابعين وأتباعهم وصلت جملتهم أربعة آلاف. ❷

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ حدیث کی عظمت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اساتذہ کے معاملے میں سب ائمہ حدیث سے ممتاز کرنے والی چیز صحابہ کرام اور کبار تابعین کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا ہے۔

یہ اساتذہ ہی کی عظمت ہے جس کا اظہار خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سربراہ حکومت عباسیہ ابوجعفر منصور کے سامنے کیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابوجعفر منصور کے پاس آئے اس وقت دربار میں عیسیٰ بن موسیٰ موجود تھے، عیسیٰ نے امیر المؤمنین کو مخاطب کر کے کہا اے امیر المؤمنین! ''هذا عالم الدنيا اليوم'' یہ آج تمام دنیا کے عالم ہیں، ابوجعفر منصور نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا اے نعمان! تم نے کن لوگوں کا علم حاصل کیا ہے، امام صاحب نے فرمایا: امیر المؤمنین میں نے حضرت عمر، حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اصحاب سے علم حاصل کیا ہے، تو ابوجعفر نے کہا آپ تو علم کی ایک مضبوط چٹان پر

❶ الخيرات الحسان: الفصل السابع، ذكر شيوخه، ص ٣٦

❷ شرح مسند أبي حنيفة: مقدمة، ص ٨

کھڑے ہیں:

دخل أبو حنيفة يوما على المنصور، وعنده عيسى بن موسى، فقال للمنصور: هذا عالم الدنيا اليوم، فقال له: يا نعمان عمن أخذت العلم؟ قال: عن أصحاب عُمَر، عن عُمَر، وعن أصحاب على، عن على، وعن أصحاب عبد اللّٰه، عن عبد اللّٰه، وما كان في وقت ابن عباس على وجه الأرض أعلم منه، قال: لقد استوثقت لنفسک.[1]

"تذكرة الحفاظ" میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مشائخ جن کو امام ذہبی نے "تذكرة الحفاظ" میں حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے

نمبر	نام	طبقہ	وفات
۱.....	ایوب بن ابی تمیمہ ابوبکر سختیانی رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۳۱ھ
۲.....	الحکم بن عتیبہ ابومحمد الکوفی رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۱۵ھ
۳.....	ربیعہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۳۶ھ
۴.....	زید بن ابی انیسہ رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۲۵ھ
۵.....	سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ ثالثہ	۱۰۶ھ
۶.....	شیبان بن عبدالرحمٰن ابومعاویہ رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ خامسہ	۱۶۴ھ
۷.....	طاؤس بن کیسان ابوعبدالرحمٰن الیمانی رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ ثالثہ	۱۰۶ھ
۸.....	عامر الشعبی ابوعمر الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ ثالثہ	۱۰۴ھ
۹.....	عبداللہ بن دینار ابوعبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۲۷ھ

[1] تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر خير ابتداء أبي حنيفة بالنظر في العلم، ج۱۳ ص۳۳۵

۱۰..... عبدالرحمٰن ہرمز رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ ثالثہ	۱۱۷ھ
۱۱..... عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ ثالثہ	۱۳۶ھ
۱۲..... عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ ثالثہ	۱۱۴ھ
۱۳..... عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ ثالثہ	۱۱۳ھ
۱۴..... عکرمہ مولی ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ ثالثہ	۱۰۷ھ
۱۵..... عمرو بن دینار الحافظ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۲۶ھ
۱۶..... عمرو بن عبداللہ ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۲۷ھ
۱۷..... القاسم بن معین بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ خامسہ	۱۷۵ھ
۱۸..... قتادہ بن دعامہ رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ خامسہ	۱۱۷ھ
۱۹..... مبارک بن فضالہ القرشی رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ خامسہ	۱۳۰ھ
۲۰..... محمد بن المنکدر رابوعبداللہ القرشی رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ خامسہ	۱۳۰ھ
۲۱..... مسلم بن قدوس ابوالزبیر المکی رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۲۸ھ
۲۲..... محمد بن مسلم بن شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۲۴ھ
۲۳... منصور بن المعتمر ابوعتاب الکوفی رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۳۲ھ
۲۴..... نافع مولی ابن عمر ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ ثالثہ	۱۱۷ھ
۲۵..... ہشام بن عروہ القرشی رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۴۶ھ
۲۶..... یحیی بن سعید الانصاری رحمۃ اللہ علیہ	طبقہ رابعہ	۱۴۳ھ

یہ وہ حفاظ حدیث ہیں جن کے تراجم امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الحفاظ" میں لکھے ہیں۔ [1]

[1] امام اعظم اور علم حدیث: ص ۳۶۹، ۳۷۰

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ طالبِ علم کی حیثیت سے

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے ساتھ سولہ سال کی عمر میں حج کیا، اور اسی حج میں تفقہ فی الدین کے موضوع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے یہ ارشاد سنا:

من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب.

جس نے اللہ کے دین میں فقاہت پیدا کی اللہ اس کے رنج وغم میں کافی ہے، اور اس کو ایسے مقام سے رزق دے گا جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا:

عن أبى يوسف قال: سمعت أبا حنيفة يقول: حججت مع أبى سنة ثلاث وتسعين ولى ست عشرة سنة فإذا شيخ قد اجتمع الناس عليه فقلت لأبى: من هذا الشيخ؟ فقال: هذا رجل قد صحب النبى صلى الله عليه وسلم يقال له عبد الله بن الحارث بن جزء، فقلت لأبي: فأى شيئ عنده؟ قال: أحاديث سمعها من رسول الله فقلت لأبي: قدمني إليه حتى أسمع منه، فتقدم بين يدي وجعل يفرج الناس حتى دنوت منه فسمعته يقول: قال رسول الله ﷺ: من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب. [1]

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زمانہ طالب علمی میں علم حدیث میں سبقت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال کی عمر میں علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا، اور جس محنت وکوشش سے انہوں نے اس علم کو حاصل کیا ان کے ہم عصروں میں سے بہت ہی کم نے اس محنت سے حاصل کیا ہوگا۔

[1] جامع بيان العلم وفضله، باب جامع في فضل العلم، ج ١ ص ٢٥٣، رقم: ٢١٦

علامہ عبدالکریم بن محمد السمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ھ) فرماتے ہیں:

واشتغل بطلب العلم وبالغ فيه حتى حصل له ما لم يحصل لغيره. ❶

امام صاحب طالب علمی میں مشغول ہوئے تو اس درجے ہوئے کہ جس قدر ان کو علم حاصل ہوا دوسروں کو نہ ہو سکا۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) حافظ الحدیث امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ جو زمانہ طالب علمی میں کوفہ کے اندر امام صاحب کے رفیقِ درس تھے ان سے نقل کرتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا رفیق درس تھا، وہ علم حدیث کے طالب علم بنے تو حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے، یہی حال زہد وتقوی میں ہوا، اور فقہ کا معاملہ تو تمہارے سامنے ہے:

قال مسعر بن كدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبنا وأخذنا في الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون. ❷

طلبِ حدیث کیلئے اسفار

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کے حصول کیلئے اسفار بھی کیئے، چنانچہ علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

وعنى بطلب الآثار وارتحل في ذلک. ❸

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کی جانب خصوصی توجہ کی اور اس کیلئے اسفار کیئے۔
مزید یہ بھی لکھتے ہیں:

إن الإمام أبا حنيفة طلب الحديث وأكثر منه في سنة مائة وبعدها. ❹

❶ الأنساب: باب الراء والالف، الرايی، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج٦ ص ٦٥

❷ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص: ٤٣.

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج٦ ص ٣٩٢

❹ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج٦ ص ٣٩٦

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی تحصیل کی بالخصوص ۱۰۰ھ اور اس کے بعد کے زمانے میں اس اخذ وطلب میں بہت زیادہ سعی کی۔

صدر الائمہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے طلبِ علم میں بیس مرتبہ سے زیادہ بصرہ کا سفر کیا اور اکثر سال سال بھر کے قریب قیام رہتا تھا۔ ❶

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے وقت کے چاروں علمی شہروں کے اکابر اہلِ علم سے استفادہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نورِ نظر نے جب آپ سے سوال کیا کہ حصولِ علم کیلئے کن ممالک کے اسفار کیے جائیں، تو آپ نے فرمایا: کوفہ، بصرہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف:

يرحل يكتب عن الكوفيين والبصريين وأهل المدينة ومكة. ❷

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ فرمان میں سب سے پہلے کوفہ کا تذکرہ کر کے اس کی سیاست واوّلیت کی اہمیت کو اُجاگر کر دیا۔

اپنا مولد ومسکن ہونے کی وجہ سے سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ شہرِ کوفہ میں موجود علم حدیث کے تمام چشموں سے سیراب ہوئے، جب آپ علم حدیث حاصل کرنے لگے تو اس میں بہت جلد ترقی کی اور اپنے تمام ساتھیوں پر فوقیت حاصل کر گئے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کے رفیق سفر امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۵ھ) کا بیان نقل کیا ہے:

طَلَبْتُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ الْحَدِيثَ فَغَلَبَنَا وَأَخَذْنَا فِي الزُّهْدِ فَبَرَعَ عَلَيْنَا

❶ مناقب أبي حنيفة للمؤفق: ج ۱ ص ۵۹ ❷ الرحلة في طلب الحديث: ص ۸۸

وَطَلَبْنَا مَعَهُ الْفِقْهَ، فَجَاءَ مِنْهُ مَا تَرَوْنَ. ❶

میں نے امام ابوحنیفہ کے ساتھ علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا، تو وہ ہم پر غالب آ گئے، ہم زہد وتقوی میں مشغول ہوئے تو وہ ہم پر فوقیت لے گئے، اور جب ہم نے ان کے ساتھ فقہ حاصل کرنا شروع کیا تو اس میں انہوں نے جو کارنامہ سرانجام دیا تو وہ تمہارے سامنے ہے۔

شہرِ کوفہ محدثین اور حفاظِ حدیث سے بھرا ہوا تھا امام صاحب رحمہ اللہ نے یہاں کے تقریبا تمام محدثین سے استفادہ کیا، اور بڑی جستجو اور لگن کے ساتھ اخذِ حدیث میں مصروف رہے یہاں تک کہ کوفہ کی تمام احادیث کو جمع کر لیا۔ چنانچہ صدر الائمہ مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے جلیل القدر محدث امام یحیی بن آدم رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) سے بہ سند نقل کیا ہے:

كان النعمان جمع حديث أهل بلده كله فنظر إلى آخر فعل رسول الله.

نعمان بن ثابت نے اپنے شہر کی تمام احادیث کو جمع کیا، پس آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل لیتے تھے۔

حافظ حدیث امام حسن بن صالح رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۹ھ) بیان کرتے ہیں:

كَانَ أبو حنيفة عَارِفًا بِحَدِيث أهل الْكُوفَة وَفقه أهل الكُوفَة وَكَانَ حَافِظًا لفعل رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم الْأَخير الَّذِي قبض عَلَيْهِ مِمَّا وصل إِلَى أهل بَلَده. ❷

امام ابوحنیفہ تمام اہل کوفہ کے علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے امام تھے، اور اپنے شہر کے

❶ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۴۳ ❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ما روي عن أبي حنيفة في الأصول اللتي بني علها مذهبه، ص ۲۵

رہنے والے محدثین تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری افعال سے متعلق پہنچنے والی تمام احادیث کے حافظ تھے۔

امام حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوا کہ کوفہ میں موجود جمیع محدثین اور فقہاء کے علم الحدیث اور فقہ الحدیث پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خوب نظر تھی، اور بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عملِ مبارک کے حافظ تھے، اس قول سے آپ کی عظیم محدثانہ شان اور فقہیانہ بصیرت کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

أنا عالم بعلم أهل الكوفة.

میں اہل کوفہ کے علم کا عالم ہوں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے علمی سرچشموں سے سیراب ہونے کے بعد حرمین شریفین کے اساطینِ علم سے استفادہ کیا اور متفرق طور پر تقریباً دس سال کا عرصہ وہاں گذارا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی میں پچپن حج کئے

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین کا پہلا سفر سن ۹۶ھ میں سولہ سال کی عمر میں کیا، اس حج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے حدیث رسول سننے کی سعادت حاصل کی، یہ واقعہ مکمل تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں: [1]

یہ آپ کی زندگی کا پہلا حج تھا، اس کے بعد یعنی سن ۹۶ھ سے لیکر سن ۱۵۰ھ تک ہر سال مسلسل آپ نے حج کیا ہے، آپ نے پچپن (۵۵) حج کئے، اس روایت کو امام یحیی بن آدم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۳ھ) نے درج ذیل الفاظ میں بیان کیا:

[1] جامع المسانيد: ج ۱ ص ۲۴/ مسند الإمام الأعظم: كتاب العلم، ص ۲۰/ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۰۳

حجّ أبو حنيفة خمسا وخمسين حجة. [1]

آپ نے ہر سال حج کیا، صرف اپنے بچپن اور لڑکپن کے ابتدائی پندرہ سال جن میں آپ نے کوئی حج نہیں کیا۔

بعض حضرات نے امام صاحب کے حجوں کی تعداد کو مبالغہ قرار دیا اور یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ ناممکن ہے۔ لیکن یہ اُن کی غلط فہمی ہے ان ظاہر بینوں نے خیر القرون کے دور کو اپنے دور پر اور سلفِ صالحین کو اپنے اوپر قیاس کیا، ہم چند سلف صالحین کا بطور نمونہ تذکرہ کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کتنی کثرت کے ساتھ حج کیے۔

دس اکابر سلفِ صالحین جنہوں نے زندگی میں کثرت کے ساتھ حج کیے

۱..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیارہ (۱۱) حج کیے:

عن ابن عباس قال: حججت مع عمر بن الخطاب إحدى عشرة حجة. [2]

۲..... اسود بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ۷۵ھ) نے اپنی زندگی میں اسی (۸۰) مرتبہ حج کیا:

حَجَّ الأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ ثَمَانِينَ. [3]

۳..... حضرت سعید بن میسّب رحمہ اللہ (متوفی ۹۴ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

الإِمَامُ، العَلَمُ، عَالِمُ أَهْلِ المَدِيْنَةِ، وَسَيِّدُ التَّابِعِيْنَ فِي زَمَانِهِ. [4]

[1] مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۲۵۳ / الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ج ۲ ص ۴۹۵ [2] الطبقات الكبرى: ترجمة: عبد الله بن العباس، ج ۱ ص ۱۷۲

[3] التاريخ الكبير: ج ۳ ص ۶۲، رقم الحديث: ۳۸۳۵

[4] سير أعلام النبلاء: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج ۴ ص ۲۱۷

یہی سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں چالیس مرتبہ حج کیا ہے:

سمعت ابن المسيب يقول: حججت أربعين حجة. ❶

۴.....حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۹ھ) نے اپنی زندگی میں ساٹھ (۶۰) مرتبہ حج کیا:

حَجَّ عَمرو بنُ مَيمُونٍ سِتِّين. ❷

۵.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور "صحیح بخاری" میں موجود گیارہ ثلاثی روایات کے راوی، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید امام مکی بن ابراہیم بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ساٹھ (۶۰) مرتبہ حج کیا ہے:

سمعت مكيا يقول: حججت ستين حجة. ❸

۶.....امام سعید بن سلیمان ابو عثمان الواسطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۵ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ساٹھ (۶۰) مرتبہ حج کیا ہے:

يقول: حججت ستين حجة. ❹

۷.....امام علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے پچاس (۵۰) سے زیادہ حج ادا کیے، اور ان کا ایصال ثواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور اپنے والدین کو کیا:

قَال: عَلِي بُن موفق حججت نيفا وخمسين حجة فجعلت ثوابها للنبي

❶سير أعلام النبلاء: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج۴ ص ۲۲۲

❷التاريخ الكبير: ج۳ ص ۱۵۹، رقم: ۲۶۶۴

❸تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: مكي بن ابراهيم بن بشير، ج۶۰ ص ۲۴۵

❹تاريخ بغداد: ترجمة: سعيد بن سليمان أبو عثمان الواسطي، ج۹ ص ۸۷

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولأبي بكر وعمر وعثمان وعلي ولأبوي. ❶

۸.....امام علی بن عبدالحمید بن عبداللہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس (۴۰) مرتبہ حلب مقام سے فریضہ حج ادا کرنے گیا ہوں، اور ہر مرتبہ پیدل گیا ہوں، اور پیدل لوٹ کر آیا ہوں:

أني حججت أربعين حجة على رجلي من حلب ذاهبا وراجعا. ❷

۹.....امام جعفر بن محمد نصیر بن القاسم رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۸ھ) کے متعلق امام محمد بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ساٹھ (۶۰) مرتبہ حج کیا:

قَالَ مُحَمَّد ابن الْحُسَيْن: حج جَعْفَر ستين حجة. ❸

۱۰.....امام حسن بن مسعود رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۸ھ) انتقال کے وقت فرمانے لگے کہ میں نے بیت اللہ کی مجاورت میں اسی (۸۰) سال گذارے، اور اسی (۸۰) مرتبہ حج ادا کیا، اور بیس ہزار (۲۰۰۰۰) عمرے ادا کئے، اور ہر دن طواف میں ایک قرآن کریم ختم کیا:

جَاوَرت هَـذَا الْبَيْـت ثَـمَانِينَ سنة، وَحَجَجْت ثَمَانِينَ حجَّة، واعتمرت عشرين ألف عمْرَة، وختمت الْقُرْآن فِي الطّواف فِي كل يَوْم ختمة. ❹

تلك عشرة كاملة.

اب سوال یہ ہے کہ آیا ان بلند پایہ محدثین اور سلف کی یہ تعداد بھی مبالغہ پر محمول ہے، یا ان حضرات نے کذب بیانی سے کام لیا ہے؟ معاذ اللہ۔

❶طبقات الحنابلة: ترجمة: علی بن موفق أبو الحسن، ج ۱ ص ۲۳۱

❷تاريخ بغداد: ترجمة: علی بن عبد الحميد بن عبد الله، ج ۱۲ ص ۳۰

❸تاريخ بغداد: ترجمة: جعفر بن محمد نصير بن القاسم، ج ۷ ص ۲۳۷

❹طبقات الفقهاء الشافعية لابن الصلاح، ترجمة: الحسن بن مسعود، ج ۱ ص ۴۵۳

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا سفر حج

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلا حج سن ۹۶ھ میں اپنے والد محترم حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا، اس بارے میں ان سے بذاتِ خود درج ذیل روایت مروی ہے:

روى أبو حنيفة قال: ولدت سنة ثمانين وحججت مع أبي سنة ست وتسعين وأنا ابن ست عشرة سنة فلما دخلت المسجد الحرام رأيت حلقة عظيمة فقلت لأبي: حلقة من هذه؟ قال: حلقة عبد الله بن جزء الزبيدى صاحب رسول الله فتقدمت فسمعته يقول: سمعت رسول الله يقول: من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب. ❶

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوا، اور میں نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ ہجری میں ۱۶ سال کی عمر میں حج کیا، پس جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو میں نے ایک بہت بڑا حلقہ دیکھا، سو میں نے اپنے والد سے پوچھا یہ کس کا حلقہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ حضرت عبداللہ بن جزء الزبیدی کا حلقہ درس ہے، پس میں آگے بڑھا اور ان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو اللہ تعالی کے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے اللہ تعالی اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔

یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حرمین کی طرف پہلا سفر تھا جو آپ نے ۹۶ھ میں سولہ سال کی عمر میں کیا، ایک روایت کے مطابق آپ نے پچپن (۵۵) حج کیے، یوں آپ نے ۹۶ھ سے لے کر ۱۵۰ھ تک ہر سال حج کے لئے سفرِ حجاز کیا، صرف بچپن اور لڑکپن کے پندرہ (۱۵) سال چھوڑے جن میں آپ نے حج نہ کیا۔

❶ مسند الإمام الأعظم: كتاب العلم، ص ۲۰

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حرمین شریفین میں مجموعی طور پر دس سال قیام

آج جدید دور میں ہمیں سفر کرنے کے جدید سے جدید ترین ذرائع اور سہولتیں میسر ہیں، مثلاً ہوائی جہاز، ریلوے اور بسیں ہیں جن کے باعث ہمارا سفر انتہائی آرام دہ اور آسان ہوگیا ہے، جبکہ کم و بیش تیرہ سو سال پہلے تک ان جدید ذرائع آمدورفت کا نام ونشان تک نہ تھا، سفر کرنا انتہائی تکالیف اور مشکلات سے پُر تھا۔ یہی حال سفر حج کا بھی ہے۔

مصائب سفر کی زیادتی کے باعث اگر ایک سفر حج کی مدت بمعہ قیام حرمین ۲ ماہ بھی فرض کرلی جائے تو سفر حج اور قیام حرمین کا یہ عرصہ ایک سو دس ماہ یعنی تقریباً ۹ سال بنتا ہے۔ کوئی شخص اس عرصہ قیام کو کم کرنا چاہے تو اگر عرصہ قیام کو ایک مہینہ بھی کرلیں تو اس کا نصف ساڑھے چار سال بنتا ہے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حرمین شریفین میں قیام کم از کم مدت اس سے ہرگز کم نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ امام صاحب حرمین شریفین میں جائیں اور وہاں محدثین کی صحبتوں سے فیضیاب نہ ہوتے ہوں، جبکہ وہاں حج بھی کرنا ہو تو امام صاحب کی وہاں مدت قیام کم از کم چار سال بن جاتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ قیام حرمین اس قیام کے علاوہ ہے جس کا ذکر سطور ذیل میں علیحدہ سے آرہا ہے، اور جو حرمین شریفین کے مستقل قیام پر مبنی ہے۔

یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ حج کے ان سفروں کے علاوہ بھی مزید چھ (۶) سال مستقل طور پر حرمین شریفین میں قیام پذیر رہے۔ ایک سوتیس (۱۳۰) ہجری میں بنوامیہ کے حکمران مروان ثانی نے کوفہ کا گورنر یزید بن عمر ابن ہبیرہ کو مقرر کیا اور اس کو لکھا کہ ابوحنیفہ کو مجبور کرو کہ وہ ہماری حکومت میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بنیں یا وزیر خزانہ بن جائیں۔ ابن ہبیرہ نے امام صاحب کو حاکم وقت کا پیغام سنایا اور منصب سنبھالنے پر مجبور کیا لیکن آپ نے انکار کردیا۔ اس پاداش میں اس نے آپ کو قید اور کوڑوں

کی سزا سنائی۔ ہر روز قید خانے سے نکال کر آپ کو کوڑے لگائے جاتے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰ ہجری میں بنوامیہ کی ظالمانہ روش سے پریشان ہو کر نقل مکانی کر کے حرمین شریفین چلے گئے تھے۔ اس عرصہ کے دوران آپ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ قیام کیا۔ آپ ایک سوتیس (۱۳۰) ہجری سے لے کر ۱۳۶ھ تک چھ سال حرمین شریفین میں مقیم رہے۔ ان چھ سالوں کے دوران بنوامیہ کی حکومت ختم ہونے کے بعد آپ خلافت عباسیہ کے دوسرے خلیفہ ابوجعفر عبداللہ بن محمد منصور عباسی کے دور میں واپس تشریف لائے۔

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) اور علامہ ابن بزاز کردری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے اس واقعہ کو تفصیلاً اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

درج بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ امام اعظم کا کم از کم ساڑھے چار سال حج کے سفروں کا قیام، اور ایک سوتیس سے ایک سو چھتیس ہجری تک چھ سال مستقل قیام حرمین شریفین میں رہا۔ چھ سال اور ساڑھے چار سال کا عرصہ ملانے سے مجموعی طور پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مکّہ اور مدینہ میں قیام کا کل عرصہ ساڑھے دس سال تک بنتا ہے۔ تقریباً گیارہ برس کے اس طویل قیام سے حرمین شریفین میں علم الحدیث کا کون سا ذخیرہ باقی بچ گیا ہوگا جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جھولی میں جمع نہیں کیا ہوگا۔

امام اعظم نے بیس سے زائد مرتبہ بصرہ کا سفر کیا

حرمین شریفین اور کوفہ کے بعد اس دور میں علم الحدیث کا تیسرا بڑا مرکز بصرہ تھا، جہاں حضرت عُتبہ بن غزوان، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت عبداللہ بن مغفل المزنی، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوزید انصاری، حضرت عمرو بن اخطب، حضرت ثابت بن زید، حضرت عبداللہ بن الشخیر، حضرت اقرع بن حابس، حضرت قیس بن عاصم، حضرت عبداللہ بن سرجس، حضرت میسرہ بن الفجر، حضرت سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہم

اور دیگر صحابہ نے اقامت اختیار کی۔ ❶

امام صاحب نے درج بالا تمام صحابہ کرام کا علمی فیض اپنے بصرہ کے اکابر شیوخ امام حسن بن یسار بصری، عاصم بن سلیمان اَحول، بکر بن عبداللہ مزنی، ثابت بن اسلم بُنانی، قتادہ بن دعامہ، میمون بن سیاہ، شعبہ بن حجاج رحمہم اللہ سمیت دیگر اکابرین کے ذریعے حاصل کیا۔

صحابہ کرام اور تابعین عظام کا علمی فیض سمیٹنے کے لئے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰ مرتبہ بصرہ کا سفر کیا۔ کوفہ کی طرح جو علم الحدیث بصرہ میں تھا آپ نے اسے بیس مرتبہ سے زائد سفر کر کے حاصل کیا۔

امام یحیی بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

دخلت البصرة نيفا وعشرين مرة، منها ما أقيم سنة وأقل وأكثر. ❷

میں بصرہ میں بیس سے زائد مرتبہ گیا، ان سفروں کے دوران میں وہاں سال یا سال سے کم یا سال سے زیادہ عرصہ قیام کرتا۔

خلاصہ بحث یہی ہے کہ اپنا مولد و مسکن ہونے کی وجہ سے سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں موجود علم الحدیث کے تمام چشموں سے سیراب ہوئے۔ اس کے بعد جو علم الحدیث سرزمین حجاز یعنی مکہ و مدینہ میں تھا اس کو ذخیرہ علم کا حصہ بنایا، اس کے ساتھ ساتھ آپ نے خصوصاً بصرہ میں موجود علم الحدیث کو بھی اپنے سینے میں محفوظ کیا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ حدیث

تفقہ فی الدین اور فقہ القرآن والحدیث کی بدولت امام صاحب کے گرد بیک وقت ہزار ہا شاگردوں کا جمگھٹا ہوتا تھا جو آپ کے فیضانِ علمی سے مستفید ہوتے تھے۔ آپ کے

❶ معرفة علوم الحديث: النوع الثاني والاربعين، ص ۱۹۱ ❷ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۵۹/ الجواهر المضيئة في طبقات الحنفية: ج ۱ ص ۲۶۸

تلامذہ کی صحیح تعداد کو جاننا بیحد مشکل ہے کیونکہ آپ کے تلامذہ ساری دنیا کے اطراف واکناف میں پھیلے ہوئے تھے۔

۱....محدث کبیر امام الجرح والتعدیل محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محدثین تلامذہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روى عنه من المحدثين والفقهاء عدة لا يحصون. ❶

امام ابوحنیفہ سے اتنے محدثین اور فقہاء نے روایت کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

۲.....امام احمد بن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی اسی حقیقت کو اپنے الفاظ میں تحریر کیا ہے:

الفصل الثامن في ذكر الآخذين عنه الحديث والفقه: قيل: استيعابهم متعذّر لا يمكن ضبطه..... وقد ذكر منهم بعض متأخري المحدثين في ترجمته نحو الثمانمائة مع ضبط أسمائهم ونسبهم. ❷

آٹھویں فصل: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث اور فقہ حاصل کرنے والوں کا بیان: علماء نے کہا کہ امام صاحب کے شاگردوں کا احاطہ مشکل ہے ان کل کو ضبط تحریر میں لانا ممکن ہی نہیں۔ بعض متاخرین محدثین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ان کے آٹھ سو (۸۰۰) کے قریب شاگردوں کے اسماء اور نسب کو احاطہ تحریر میں لائے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم وجلیل القدر محدث، فقیہ اور مجتہد سے یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ ان کے ہزارہا تلامذہ اور اصحاب نہ ہوں؟ ان کے تو ایک ایک حلقہ درس میں طالبانِ علم کا ایک بہت بڑا مجمع ہوتا تھا۔

بعض محدثین اور مورخین نے تحقیق کر کے اپنی کتب میں درج کیا ہے کہ امام اعظم ابو

❶مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۰ ❷الخيرات الحسان: الفصل الثامن: ص ۳۷

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اخذِ حدیث، روایتِ حدیث اور فہم حدیث حاصل کرنے والے شاگردوں اور تلامذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچتی ہے۔

۳.....علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) اپنی کتاب ''الجواھر المضیئة'' کے خطبہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کل تلامذہ کی تعداد لکھتے ہیں:

روى عن أبي حنيفة ونقل مذهبه نحو من أربعة آلاف نفر. ❶

تقریباً چار ہزار افراد نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا اور فقہ حنفی کو نقل کیا۔

۴.....امام قرشی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا کتاب کے ''الباب الثالث'' میں پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محدثین تلامذہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روى عنه الجم الغفير وقد تقدّم في أوّل خطبة كتابي الجواهر هذا: أنه روى عنه نحو أربعة آلاف نفس. ❷

امام ابوحنیفہ سے جم غفیر نے روایت کیا اور میری اسی کتاب ''الجواھر'' کے خطبہ میں گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے تقریباً چار ہزار نفوس نے روایت کیا۔

امام صاحب کے بعض ہونہار محدثین تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

سفیان بن سعید ثوری، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشیم بن بشیر، وکیع بن جراح، عباد بن عوام، جعفر بن عون، جریر بن حازم، مسلم بن خالد، ابو معاویہ، ابوعبدالرحمٰن مقری، یزید بن ہارون، علی بن عاصم، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی، عمرو بن محمد عنقزی، عبد الرزاق بن ہمام رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ حدیث۔ ❸

❶ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: مقدمة، ج ۱ ص ۳

❷ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: فصل في ذكر مولده ووفاته، ج ۱ ص ۲۸

❸ تاريخ بغداد: ترجمة، النعمان بن ثابت: ج ۱۳ ص ۳۲۵

امام صاحب کے شیوخِ حدیث اور تلامذہ حدیث کی کثرت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ہزار ہا احادیث کے حافظ ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھیانوے (۹۶) تلامذہ کے اسمائے گرامی

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی تعداد کئی ہزار ہے، ان کے معاصرین میں کسی محدث یا فقیہ کے تلامذہ کی تعداد اتنی زیادہ نہیں ہے۔

علامہ ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے تقریباً آپ کے (۹۶) تلامذہ کے نام ذکر کیئے ہیں:

روى عنه: إبراهيم بن طهمان، والأبيض بن الأغر بن الصباح المنقرى، وأسباط بن محمد القرشي، وإسحاق بن يوسف الأزرق، وأسد بن عمرو البجلي القاضي، وإسماعيل بن يحيى الصيرفي، وأيوب بن هانى الجعفي، والجارود بن يزيد النيسابورى، وجعفر بن عون، والحارث بن نبهان، وحبان بن على العنزى، والحسن بن زياد اللؤلؤى، والحسن بن فرات القزاز، والحسين بن الحسن بن عطية العوفي، وحفص بن عبد الرحمن البلخى القاضى، وحكام بن سلم الرازى، وأبو مطيع الحكم بن عبد الله البلخى، وابنه حماد بن أبى حنيفة، وحمزة بن حبيب الزيات، وخارجة بن مصعب السرخسى، وداود بن نصير الطائى، وأبو الهذيل زفر بن الهذيل التميمى، وزيد بن الحباب العكلى، وسابق الرقى، وسعد بن الصلت قاضى شيراز، وسعيد بن أبى الجهم القابوسى، وسعيد بن سلام بن أبى الهيفاء العطار البصرى، وسلم بن سالم البلخى، وسليمان بن عمرو النخعى، وسهل بن مزاحم، وشعيب بن إسحاق الدمشقي، والصباح بن

محارب، والصلت بن الحجاج الكوفي، وأبو عاصم الضحاك بن مخلد، وعامر بن الفرات النسوى، وعائذ بن حبيب، وعباد بن العوام، وعبد الله بن المبارك، وعبد الله بن يزيد المقري، وأبو يحيى عبد الحميد بن عبد الرحمن الحماني (ت)، وعبد الرزاق بن همام، وعبد العزيز بن خالد الترمذى، وعبد الكريم بن محمد الجرجاني، وعبد المجيد بن عبد العزيز بن أبى رواد، وعبد الوارث بن سعيد، وعبيد الله بن الزبير القرشى، وعبيد الله بن عمرو الرقى، وعبيد الله بن موسى، وعتاب بن محمد بن شوذب، وعلى بن ظبيان الكوفي القاضى، وعلى بن عاصم الواسطي، وعلى بن مسهر، وعمرو بن محمد العنقزى، وأبو قطن عمرو بن الهيثم القطعى، وعيسى بن يونس (س)، وأبو نعيم الفضل بن دكين، والفضل بن موسى السينانى، والقاسم بن الحكم العرنى، والقاسم بن معن المسعودى، وقيس بن الربيع، ومحمد بن أبان العنبرى الكوفي، ومحمد بن بشر العبدى، ومحمد بن الحسن بن أتش الصنعانى، ومحمد بن الحسن الشيبانى، ومحمد بن خالد الوهبى، ومحمد ابن عبد الله الأنصارى، ومحمد بن الفضل بن عطية، ومحمد بن القاسم الأسدى، ومحمد بن مسروق الكوفي، ومحمد بن يزيد الواسطي، ومروان بن سالم، ومصعب بن المقدام، والمعافي بن عمران الموصلى، ومكى بن إبراهيم البلخى، وأبو سهل نصر بن عبد الكريم البلخى المعروف بالصيقل، ونصر بن عبد الملك العتكي، وأبو غالب النضر بن عبد الله الأزدي، والنضر بن محمد المروزي، والنعمان بن عبد السلام الأصبهاني، ونوح بن دراج القاضي،

وأبو عصمة نوح بن أبي مريم، وهشيم بن بشير، وهوذة بن خليفة، والهياج بن بسطام البرجمي، ووكيع بن الجراح، ويحيى بن أيوب المصري، ويحيى بن نصر بن حاجب، ويحيى ابن يمان، ويزيد بن زريع، ويزيد بن هارون، ويونس بن بكير الشيباني، وأبو إسحاق الفزاري، وأبو حمزة السكري، وأبو سعد الصاغاني، وأبو شهاب الحناط، وأبو مقاتل السمرقندي، والقاضي أبو يوسف. ❶

علامہ محمد بن یوسف الصالحی متوفی رحمۃ اللہ علیہ (۹۴۲ھ) نے حروف تہجی کے اعتبار سے تقریبا ستر (۷۰) صفحات میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے نام ذکر کیئے ہیں، جنہوں نے مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں سے آکر امام صاحب سے علم حاصل کیا:

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، بصرہ، کوفہ، واسط، موصل، جزیرہ، رقہ، نصیبین، رملہ، مصر، یمن، بحرین، بغداد، کرمان، اصفہان، استرآباد، حلوان، ہمدان، نہاوند، رے، قومس، دامغان، طبرستان، جرجان، بخارا، سمرقند، صغانیان، ترمذ، بلخ، ہرات، قہستان، خوارزم، مدائن، حمص وغیرہ۔ امام صاحب کے تلامذہ کی تفصیلی فہرست دیکھیے: ❷

اربابِ فضل وکمال کا اجتماع

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں علماء وفضلاء کی ایک بڑی جماعت شریک ہوتی تھی، ان میں ہر علم وفن کے مشاہیر حضرات شریک ہوتے تھے، امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ) نے فرمایا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی دینی معاملہ میں غلطی کیسے کرسکتے ہیں جب کہ ان کے ہاں مجلس درس میں ہر علم وفن کے اہلِ کمال موجود ہوتے ہیں، امام ابو

❶ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹، ص ۴۲۰ تا ۴۲۲

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب الخامس، ص ۸۸ تا ۱۵۹

یوسف، امام زفر بن ہذیل، امام محمد بن حسن رحمہم اللہ جیسے قیاس واجتہاد میں، یحیی بن ابی زکریا، حفص بن غیاث، حبان بن علی، اور مندل بن علی رحمہم اللہ جیسے حدیث کی معرفت وحفظ میں ماہر، قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ جیسے لغت وعربیت میں، داود بن نصر طائی اور فضیل بن عیاض رحمہما اللہ جیسے جو زہد وتقوی میں اپنا مثل نہیں رکھتے ہیں، جس شخص کے حلقہ درس میں ایسے اہل علم شریک رہتے ہوں وہ غلطی کیسے کرسکتا ہے؟ اگر کوئی ایسی بات ہوگی تو یہ حضرات رہنمائی کریں گے:

فقال وكيع: كيف يقدر أبو حنيفة يُخطئ ومعه مثل أبي يوسف وزفر في قياسهما، ومثل يَحيَى بن أبي زائدة، وحفص بن غياث، وحبان، ومندل في حفظهم الحديث، والقاسم بن معن في معرفته باللغة العربية، وداود الطائي، وفُضيل بن عياض في زهدهما وورعهما؟ من كَانَ هَؤُلَاء جلساؤه لم يكد يُخطئ لأنه إن أخطأ ردوه إلى الحق. (1)

نوسلاسلِ حدیث جن کی انتہاء امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہوتی ہے

۱.....امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ) کا فنِ حدیث میں مقام اس درجہ کا تھا کہ کبار محدثین کرام ان کے شاگرد تھے، امام احمد، علی بن مدینی، عبداللہ بن مبارک، اسحاق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ، یحیی بن اکثم رحمہم اللہ جیسے بڑے محدث ان کے شاگرد تھے، اور امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتوی دیتے تھے۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

ويفتي بقول أبي حنيفة. (2)

(1) تاريخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم أبو يوسف القاضي، ج ۱۴ ص ۲۵۰

(2) تذكرة الحفاظ: ترجمة: وكيع بن الجراح، ج ۱ ص ۲۲۴

۲.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن منیع رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور امام احمد بن منیع رحمۃ اللہ علیہ امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

۳.....امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

۴.....حافظ ابونعیم اور امام ابویعلی اور امام ابو القاسم رحمہم اللہ فنِ حدیث میں بشر بن ولید رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور بشر بن ولید رحمۃ اللہ علیہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

۵.....امام ترمذی اور امام ابن خزیمہ رحمہما اللہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسد بن عمرو قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور اسد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

۶.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

۷.....امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

۸.....امام طبرانی اور ابن عدی رحمہما اللہ ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور ابوعوانہ مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

۹.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ علی بن الجعد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور علی بن الجعد رحمۃ اللہ علیہ امام

ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ ❶

علم حدیث میں مہارت و امامت

حافظ الحدیث یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں:

أبو حنيفة تقيا نقيا زاهدا عالما صدوق اللسان أحفظ أهل زمانه. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پاکیزہ سیرت، متقی، پرہیزگار، عالم، صداقت شعار اور اپنے زمانہ میں بہت بڑے حافظ حدیث تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں:

كان أبو حنيفة زاهدا عالما راغبا في الآخرة صدوق اللسان أحفظ أهل زمانه. ❸

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پرہیزگار، عالم، آخرت کے راغب، بڑے راست باز اور اپنے معاصرین میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔

شیخ الاسلام حافظ ابوعبدالرحمٰن مقری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی حدیث روایت کرتے تو ان الفاظ کے ساتھ کرتے تھے:

أخبرنا شاهان شاه: ہمیں علم حدیث کے شہنشاہ نے خبر دی۔

یہ حافظ ابوعبدالرحمٰن مقری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں، انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نوسو (۹۰۰) احادیث سنی ہیں:

سمع من الإمام تسع مائة حديث. ❹

---

❶ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور معترضین، ص: ۱۰ تا ۱۶ ❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذكر ماروى في زهده، ص: ۴۸ ❸ مناقب أبي حنيفة، ج ۱ ص ۹۵ بحواله ما تمس إليه الحاجة: ص ۱۰ ❹ مناقب أبي حنيفة للكردري: ج ۲ ص ۲۱۶

امام ابویحیی زکریا بن یحیی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میرے پاس حدیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں:

عندي صناديق الحديث ما أخرجت منها إلا اليسير الذى ينتفع به. (۱)

علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم محدثانہ حیثیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اعلم رحمك الله أن الإمام أباحنيفة من كبار حفّاظ الحديث وقد تقدم أنه أخذ عن أربعة آلاف شيخ من التابعين وغيرهم وذكره الحافظ الناقد أبو عبد الله الذهبي في كتابه المتمتع طبقات الحفاظ من المحدثين منهم ولقد أصاب وأجاد، ولولا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه فإنه أوّل من استنبطه من الأدلة. (۲)

معلوم ہونا چاہئے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کبار حفاظ حدیث میں سے ہیں، اور یہ بات گزر چکی ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار (۴۰۰۰) شیوخ، تابعین وغیرہ سے تحصیل علم کیا ہے، اور حافظ ناقد امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مفید ترین کتاب ''تذكرة الحفاظ'' میں حفاظ محدثین میں امام صاحب کا بھی ذکر کیا ہے، یہ ان کا انتخاب بہت خوب اور نہایت درست ہے، اگر امام صاحب تکثیر حدیث کا مکمل اہتمام نہ کرتے تو مسائل فقہیہ کے استنباط کی استعداد ان میں نہ ہوتی، جبکہ دلائل سے مسائل کا استنباط سب سے پہلے انہوں نے ہی کیا ہے۔

(۱) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۵، بحواله ما تمس إليه الحاجة: ص ۱۰ (۲) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۱۹

علم دس حضرات پر دائر ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں علم کا مدار تین حضرات ہیں، امام مالک، امام لیث بن سعد، امام سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ:

قال الشافعي: العلم يدور على ثلاثة: مالک والليث وابن عيينة. ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں ان تینوں مذکورہ ائمہ حدیث کے ساتھ مزید سات حضرات اور بھی ہیں:

قلت: بل وعلى سبعة معهم، وهم: الأوزاعي والثوري ومعمر وأبو حنيفة وشعبة والحمادان. ❷

امام اوزاعی، سفیان ثوری، امام معمر، امام ابوحنیفہ، امام شعبہ، امام حماد بن زید، حماد بن سلمہ رحمہم اللہ پر علم دائر ہے۔

آپ دیکھ رہے ہیں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جو بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نقد رجال میں استقراء تام کے مالک تھے، ان اکابر ائمہ حدیث کے زمرہ میں جن پر علوم حدیث دائر ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شمار کر رہے ہیں، یہ امام صاحب کے کبار محدثین کے صف میں ہونے کی کتنی بڑی دلیل ہے، اور یہ کس قدر معتبر شہادت ہے اس کا اندازہ اہلِ علم ہی کر سکتے ہیں۔

علم شریعت کے مدوّنِ اول

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

سب سے پہلے انہوں نے علم شریعت کی تدوین کی اور ابواب میں اس کی ترتیب دی

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: مالک بن أنس إمام دار الهجرة، ج۸ ص ۹۴

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: مالک بن أنس إمام دار الهجرة، ج۸ ص ۹۴

ہے، پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں ان کی پیروی کی ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا، کیونکہ حضرات صحابہ کرام وتابعین نے علوم شریعت میں ابواب اور کتابوں کی ترتیب کا کوئی اہتمام نہیں کیا، وہ تو صرف اپنے حافظہ پر اعتماد کرتے تھے، جب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم کو منتشر دیکھا اور اس کے ضائع ہونے کا خوف ہوا تو ابواب میں اس کو مدون کیا:

أنه أول من دون علم الشريعة ورتبها أبوابا، ثم تبعه مالك بن أنس في ترتيب الموطأ ولم يسبق أباحنيفة أحد، لأن الصحابة والتابعين لم يضعوا في علوم الشريعة أبواباً مبوبة ولا كتبا مرتبةً، وإنما يعتمدون على قوة حفظهم فلما رأى أبو حنيفة العلم منتشرا وخاف عليه الضياع دوّنه فجعله أبوابًا. ❶

علامہ احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

أنه أوّل من دون علم الفقه ورتبه أبوابًا وكتبا على ما هو عليه اليوم، وتبعه مالك في موطئه، ومن قبله إنما كانوا يعتمدون على حفظهم، وهو أوّل من وضع كتاب الفرائض وكتاب الشروط. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے فقہ کی تدوین کی ہے اور اس کو ابواب اور کتب میں مرتب کیا ہے جیسا کہ آج موجود ہے، پھر ان کی پیروی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں کی ہے، اس سے قبل لوگ حافظہ پر بھروسہ کرتے تھے، اور سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے وضع کی ہے۔

❶ تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: الإمام أبو حنيفة أوّل من دوّن علم الشريعة، ص: ١٢٩ ❷ الخيرات الحسان: الفصل الثاني عشر، الصفات اللتي تميز بها على من بعده، ص: ۴۳

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایتِ حدیث کیلئے شرط

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) اپنی سند سے علامہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی حدیث پائے لیکن اسے یاد نہیں تو وہ کیا کرے؟ علامہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کو بیان کرنے کا مجاز نہیں ہے، وہ صرف وہی حدیث بیان کرسکتا ہے جو اسے یاد ہو:

قال أبو زكريا يعني يحيى بن معين وسئل عن الرجل يجد الحديث بخطه لا يحفظه فقال أبو زكريا: كان أبو حنيفة يقول لا تحدث إلا بما تعرف وتحفظ.❶

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

میں نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم کے حاصل کرنے میں بے حد مدافعت کرنے والے تھے، اور وہ صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی ہو اور صحیح ہو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیا کرتے تھے، اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علماء کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا، مگر پھر بھی ایک قوم نے بلاوجہ ان پر طعن کیا، اللہ تعالی ہماری اور ان سب کی مغفرت فرمائے:

عن ابن المبارك قال: سمعت سفيان الثوري يقول: كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم ذابا عن حرم الله أن تستحل يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التي كان يحملها الثقات وبالآخر من فعل رسول الله ﷺ وبما

❶ الكفاية في علم الرواية: باب ذكر من روى عنه من السلف إجازه الروايةمن الكتاب الصحيح، ص ۲۳۱

أدرک علیه علماء الکوفة ثم شنع علیه قوم یغفر اللّٰه لنا و له۔ [1]

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام علوم میں مہارت

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے علوم کا بہت بڑا حصہ پایا تھا، علم کلام میں تو آپ کی طرف انگلیاں اٹھتی تھیں، قیاس اور اصابت رائے تو کمال پر تھی یہاں تک کہ آپ کو امام اہل الرائے کا خطاب بلاشرکت غیر دیا گیا، علم ادب اور عربیت میں بھی کمال حاصل تھا، بہت سے مسائل فقہیہ کی بنیاد ہی عربیت پر ہے، اور کیوں نہ ہو جب کہ ان کی عربیت کے خلاف ان کے مخالفین نے جو باتیں کہی ہیں عیسیٰ بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا رد ان ہی مسائل فقہیہ کو ذکر کر کے کیا ہے، شعر گوئی کے سلسلے میں ان سے نظم نقل کی گئی ہے جو کثیر النفع ہے، علم قراءت کے سلسلے میں لوگوں نے مستقل تصنیفات کی ہیں، اور کتب تفسیر وغیرہ میں بھی ان کی سند سے قرائتیں مذکور ہیں جیسا کہ علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے:

قال بعض من صنف في المناقب: کان الإمام أبو حنیفة آخذا من العلوم بأوفر نصیب. أما علم الکلام فقد تقدم أنه بلغ فیه مبلغا یشار إلیه بالأصابع وناهیک به أنه سلم إلیه علم النظر والقیاس وإصابة الرأی حتی قالوا فیه أبو حنیفة إمام أهل الرأی. وأما علم الأدب والنحو فبلغ فیه الغایة ولا التفات إلی ما قاله بعض أعدائه، فقد ذکر الملک المعظم عیسی بن أیوب في الرد علیه من المسائل الفقهیة اللتی بنی أبو حنیفة أقواله فیها علی علم العربیة ما إن وقفت علیه لرأیت العجب الحجاب من تمکنه في هذا العلم وحسن استنباطه. وأما الشعر فقد رووا عنه من نظمه أشیاء عظیمة النفع. وأما القرائات فقد أفردوا بالتالیف قراء ات انفرد بها

[1] الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ترجمة: عیسی بن یونس، ص ۱۴۲

ورووها عنه بالأسانيد وهي مذكورة مشهورة في كتب التفاسير وغيرها وممن أفردها أبو القاسم الزمخشري.❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت وعدالت

فنِ اسماء الرجال کے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سوال کیا گیا، کیا وہ حدیث میں ثقہ تھے؟ تو حضرت نے فرمایا ثقہ تھے، ثقہ تھے، اللہ کی قسم! ان کی شان اس سے بہت بلند وبالا تھی کہ وہ جھوٹ کہتے:

حدثنا أحمد بن الصلت الحماني قال: سمعت يحيى بن معين وهو يسأل عن أبي حنيفة أثقة هو في الحديث؟ قال: نعم ثقة ثقة. والله أورع من أن يكذب، وهو أجل قدرا من ذلك.❷

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۴ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، وکیع بن جراح، عباد بن عوام، جعفر بن عون رحمہم اللہ روایت کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں:

وقال علي بن المديني: أبو حنيفة روى عنه الثوري وابن المبارك وحماد بن زيد وهشيم ووكيع بن الجراح وعباد بن العوام وجعفر بن عون، وهو ثقة لا بأس به.❸

علامہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ تھے، صرف وہی حدیث بیان کرتے تھے جوان کو ازبریاد ہوتی تھی، اور جو حدیث ان کو یاد نہ ہوتی

❶عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص: ١٦٥ ❷تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر ماقاله العلماء في ذم رايه، ج١٣ ص ٤٢٢ ❸جامع بيان العلم وفضله: باب ماجاء في ذم القول في دين الله تعالىٰ بالرأى، ج٢ ص ١٠٨٢

تو وہ اس کو بیان نہ کرتے تھے:

كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظ، ولا يحدث بما لا يحفظ. ❶

محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) حدیث کی سند کے راویوں پر بحث کرتے ہوئے امام الجرح والتعدیل یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) کے متعلق فرماتے ہیں:

یحیی سے مراد یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو جرح وتعدیل کے امام ہیں، اور یہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے اس فن میں کتاب تصنیف کی ہے، ان کے متعلق علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق فتوی دیا کرتے تھے، اور ان کے شاگرد وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور وہ بھی حنفی ہیں، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ہم نے ان سے اچھی رائے والا کوئی نہیں دیکھا، اور وہ ثقہ ہیں، علامہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جرح کرتا ہو۔ پس اس سے معلوم ہو گیا کہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجروح نہیں تھے:

(يحيى بن سعيد) هذا هو القطّان إمام الجرح والتعديل وأوّل من صنف فيه، قاله الذهبي. وكان يفتي بمذهب أبي حنيفة رحمه الله تعالى وتلميذه وكيع بن الجراح تلميذ للثوري وهو أيضاً حنفي. ونقل ابن معين: أن القطان سئل عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى، فقال: ما رأينا أحسن منه رأياً

❶تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذکر ماقاله العلماء في ذم رايه، ج۱۳ ص ۴۲۲

وهو ثقة. ونقل عنه أني لم أسمع أحداً يجرح على أبي حنيفة رحمه الله تعالى، فعُلم أن الإمام الهُمام رحمه الله تعالى لم يكن مجروحاً إلى زمن ابن معين رحمه الله تعالى. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اکابر اہلِ علم کا سماعتِ حدیث

۱.....شیخ الاسلام عبد اللہ بن یزید مقری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۸ھ) کے بارے میں امام کردری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں:

سمع من الإمام تسعمائة حديث. ❷

۲.....علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۹ھ) کے حالات میں نقل کیا ہے:

وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً. ❸

حماد بن زید نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں۔

۳.....علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث خالد بن عبد اللہ الواسطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ) کے حالات میں نقل کیا:

وَرَوَى عَنْهُ خَالِدُ الْوَاسِطِيُّ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً. ❹

امام خالد الواسطی نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔

۴.....امام حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴ھ) سے حافظ حارثی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند

---

❶ فيض الباري شرح صحيح البخاري: كتاب العلم، باب ما كان النبي ﷺ يتخولهم بالموعظة والعلم، ج ۱ ص ۲۵۱ ❷ مناقب أبي حنيفة للكردري: ج ۲ ص ۲۳۱ ❸ الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، حماد بن زيد، ج ۱ ص ۱۳۰ ❹ الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، خالد الواسطي، ج ۱ ص ۱۳۶

متصل نقل کیا ہے:

سمعت من أبي حنيفة حديثا كثيراً. (1)

میں نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں۔

۵.....علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے نقل کیا کہ امام الجرح والتعدیل یحیي بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳) امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ) کے متعلق فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أُقَدِّمُهُ عَلَى وَكِيعٍ وَكَانَ يُفْتِي بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ وَكَانَ يَحْفَظُ حَدِيثَهُ كُلَّهُ، وَكَانَ قَدْ سَمِعَ مِنَ أَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثًا كَثِيرًا. (2)

میں وکیع پر کسی کو مقدم نہیں کرتا، وکیع امام ابوحنیفہ کی رائے پر فتوی دیتے تھے، اوران کو امام ابوحنیفہ کی ساری حدیثیں یاد تھیں، وکیع نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں۔

۶.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) کے ترجمے میں خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قُلْتُ: لمحمد بن شجاع الثلجي عَنِ الْحَسَن بن زياد اللؤلؤي عَنْ أَبِي حنيفة روايات كثيرة. (3)

امام محمد بن شجاع ثلجی نے امام حسن بن زیاد لؤلؤی سے اورانہوں نے امام ابوحنیفہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

امام حسین بن حسن بن عطیہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں امام ابوبکر محمد بن خلف بن حیان المعروف وکیع رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۶ھ) نے نقل کیا ہے:

(1) مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ١ ص ٤٠ (2) جامع بيان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين اللّٰه تعالى بالرأي، ج ٢ ص ١٠٨٢ (3) تاريخ بغداد: ترجمة: الحسن بن زياد أبو على اللؤلؤى، ج٧ ص ٣٢٨، رقم الترجمة: ٣٨٢٧

كان العوفي كثير الرواية عَن أبي حنيفة. ❶

امام حسین بن حسن نے امام ابوحنیفہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

۷.....مشہور محدث امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۱ھ) جن کی مشہور تصنیف ''مصنف عبد الرزاق'' جو گیارہ جلدوں میں محقق العصر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے ''المكتب الإسلامي'' بیروت سے چھپی ہے۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت احادیث کا سماع کیا ہے:

وقد سمع منه كثيرا. ❷

۸.....امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن وہب الدینوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۸ھ) کے ترجمہ میں نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۴ھ) سے پوچھا کہ اے ابوزرعہ! آپ کو امام ابوحنیفہ کی امام حماد سے روایت کردہ کتنی احادیث یاد ہیں؟ اس کے جواب میں انہوں نے احادیث سنانے کا ایک سلسلہ شروع کر دیا: فقلت: يا أبا زرعة ما تحفظ لأبي حنيفة عن حماد؟ فسرد أحاديث. ❸

۹.....علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بے شمار محدثین وفقہاء نے روایت نقل کی ہے۔

وَرَوَى عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ عِدَّةٌ لا يُحْصَوْنَ. ❹

---

❶ أخبار القضاة: ذكر قضاة بغداد وأخبارهم، ج۳ ص۲۶۷ ❷ الاستذكار: كتاب المكاتب، باب الشرط في المكاتب، ج۷ ص۴۲۲ ❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو محمد عبد الله بن محمد بن وهب، ج۲ ص۲۲۷، رقم الترجمة: ۷۵۶

❹ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص۲۰

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اڑتیس (۳۸) کبار محدثین کرام کے اسماء گرامی نقل کیے ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کی ہے، ان میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور صحیح بخاری کے گیارہ ثلاثیات کے راوی مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور چھ ثلاثی روایات کے راوی ابوعاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ، امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک، سفیان ثوری، ابوبکر بن عیاش، عبدالرزاق بن ہمام رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر ائمہ بھی اس میں شامل ہیں، استفادہ کی غرض سے میں پوری عبارت نقل کر دیتا ہوں تاکہ قارئین کرام خود ملاحظہ فرمائیں:

وَرَوَى عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ عِدَّةٌ لا يُحْصَوْنَ فَمِنْ أَقْرَانِه: مُغِيرَةُ بْنُ مُقْسِمٍ، وَزَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، وَمِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، وَيُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، وَمِمَّنْ بَعْدَهُمْ: زَائِدَةُ، وَشَرِيكٌ، وَالْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَجَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، وَالْمُحَارِبِيُّ، وَأَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الأَزْرَقُ، وَالْمُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ، وَزَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، وَسَعْدُ بْنُ الصَّلْتِ، وَمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَأَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ، وَحَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِءُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، وَهَوْذَةُ بْنُ خَلِيفَةَ، وَأَبُو أُسَامَةَ، وَأَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ۔ (1)

یہ وہ اکابر محدثین ہیں جن میں سے ہر ایک علم حدیث وفقہ کا آفتاب و ماہتاب ہے،

---

(1) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۰

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ناقدِ فن، اسماء الرجال جیسے دقیق فن پر گہری نظر رکھنے والے امام کی یہ شہادت اتنی مضبوط ہے کہ اس کا اندازہ اہل علم حضرات ہی کر سکتے ہیں۔

۱۰.....شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) سے ان کے نامور شاگرد علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے امام صاحب کے متعلق نقل کیا ہے:

بأنه كاه يرى إنه لا يحدث إلا بما حفظه منذ سمعه إلى أداه، فلهذا قلّت الرواية عنه، وصارت روايته قليلة بالنسبة لذلک وإلا فهو في نفس الأمر كثير الرواية.❶

امام ابوحنیفہ نے یہ شرط لگائی تھی کہ آدمی صرف اس حدیث کو بیان کرنے کا مجاز ہے کہ جو حدیث اس کو سننے کے وقت سے لے کر بیان کرنے کے وقت تک برابر یاد ہو، اس شرط کی وجہ سے آپ کی روایات کا دائرہ کم ہو گیا، ورنہ حقیقت میں آپ کثیر الروایات تھے۔

بارہ (۱۲) اکابر اہل علم کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ائمہ حدیث میں شمار کرنا

۱.....محدث کبیر امام ابوعبداللہ حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے امام صاحب کو مشہور ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے، انہوں نے اپنی کتاب ''معرفة علوم الحديث'' کی انچاسویں نوع، جس کا عنوان ہے:

ذِكْرُ النَّوْعِ التَّاسِعِ وَالْأَرْبَعِينَ مِنْ مَعْرِفَةِ عُلُومِ الْحَدِيثِ هَذَا النَّوْعُ مِنْ هَذِهِ الْعُلُومِ مَعْرِفَةُ الْأَئِمَّةِ الثِّقَاتِ الْمَشْهُورِينَ مِنَ التَّابِعِينَ وَأَتْبَاعِهِمْ مِمَّنْ يَجْمَعُ حَدِيثَهُمْ لِلْحِفْظِ، وَالْمُذَاكَرَةِ، وَالتَّبَرُّكِ بِهِمْ، وَبِذِكْرِهِمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْغَرْبِ.❷

---

❶ الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر، توثيق الإمام أبي حنيفة، ج ٢ ص ٩٤٦، ٩٤٧ ❷ معرفة علوم الحديث: ذكر النوع التاسع والأربعين، ص ٢٥٥

تابعین اور اتباع تابعین میں سے اُن ثقہ اور مشہور ائمہ حدیث کی معرفت کہ جن کی احادیث حفظ و مذاکرہ کے لئے جمع کی جاتی ہیں اور ان کے ساتھ تبرک حاصل کیا جاتا ہے، اور جن کا تذکرہ مشرق سے لیکر مغرب تک ہے۔

اس نوع میں انہوں نے تمام مشہور بلاد اسلامیہ کے ائمہ ثقات کے نام ذکر کیے ہیں، اور کوفہ کے ائمہ کی فہرست میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کا بھی ذکر کیا ہے۔

۲.....شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ائمہ حدیث ہونے کی تصریح کی ہے، چنانچہ ایک مسئلے کے ذیل میں فرماتے ہیں:

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقَ بْنُ رَاهَوَيْهِ وَأَبِي ثَوْرٍ وَأَبِي عُبَيْدٍ وَهَؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ فِي أَعْصَارِهِمْ.❶

یہی قول مالک، شافعی، ابوحنیفہ، ثوری، اوزاعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، ابوعبید رحمہم اللہ کا ہے۔ اور یہ سب اپنے اپنے زمانہ میں فقہ اور حدیث کی امامت کا شرف رکھتے تھے۔

نیز امام موصوف ایک مسئلے کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہی قول امام مالک، شافعی، ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور ان کے اصحاب کا ہے اور یہ سب اپنے اپنے زمانہ میں رائے (فقہ) اور حدیث کے امام تھے:

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِمْ وَهَؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الرَّأْيِ وَالْحَدِيثِ فِي أَعْصَارِهِمْ.❷

❶التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد، عبد الله بن أبي بكر بن حزم، الحديث الثالث والعشرون، ج۱۷ ص۳۹۷

❷الاستذكار، كتاب القرآن، باب الأمر بالوضوء لمن مس القرآن، ج۲ ص۴۷۲

نیز امام موصوف نے ایک اور مسئلے کے ذیل میں بھی امام صاحب کو فقہ اور حدیث کا امام شمار کیا ہے:

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ وَالثَّوْرِيُّ وَجَمَاعَةُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ أَهْلِ الرَّأْيِ وَالْحَدِيثِ. ❶

۳.....علامہ ابوالفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے استاذ حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے تلامذہ میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ سب کو ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے:

وحماد بن أبي سليمان، وأبو حنيفة، وأبو يوسف، ومحمد بن الحسن. وهؤلاء كلهم أئمة الحديث. ❷

۴.....شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو محدثین، مفسرین، صوفیاء اور فقہاء چاروں طبقے کے امام تسلیم کرتے ہیں:

وَأَمَّا مَنْ لَا يُطْلِقُ عَلَى اللّٰهِ اسْمَ الْجِسْمِ كَأَئِمَّةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ وَالتَّصَوُّفِ وَالْفِقْهِ، مِثْلِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَأَتْبَاعِهِمْ. ❸

وہ حضرات جو اللہ تعالی پر اسم جسم کا اطلاق نہیں کرتے مثلاً حدیث، تفسیر، تصوف اور فقہ کے ائمہ جیسے ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ) اور ان کے متبعین ہیں۔

۵.....امام محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) صاحب المشکاۃ بھی

❶ الاستذكار، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج ١ ص ٣١٤ ❷ الملل والنحل، الفصل الخامس: المرجئة: الصالحية، ج ١ ص ١٤٦ ❸ منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية، الوجه الخامس وفيه الرد التفصيلي، ج ٢ ص ١٠٥.

امام صاحب کو فن حدیث میں امام تسلیم کرتے ہیں: چنانچہ موصوف آپ کے مناقب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: إماما في علوم الشريعة. ❶

امام ابوحنیفہ علوم شریعت کے امام تھے۔

ظاہر ہے کہ علوم شریعہ میں علم حدیث بھی شامل ہے۔لہذا اس بیان سے آپ کا علم حدیث میں بھی امام ہونا ثابت ہوگیا۔

٦.....امام محمد بن احمد بن عبد الہادی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) نے اپنی کتاب ''طبقات علماء الحديث'' میں آپ کا ترجمہ لکھ کر آپ کا ائمہ محدثین میں سے ہونے کی صاف تصریح کی ہے۔ ❷

۷.....فن اسماء الرجال کے مسلم امام، رجال وحدیث پر گہری نظر رکھنے والے، جن کے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:هو من أهل الاستقراء التام في نقد الرجال.

عظیم نقاد محدث علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے طبقات محدثین پر ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام ''المعين في طبقات المحدثين'' ہے،موصوف اس کتاب کی ابتداء میں فرماتے ہیں: فهذا مقدمة في ذكر أسماء أعلام حملة الآثار النبوية.

اس مقدمے میں ان لوگوں کے اسماء کا تذکرہ ہے جو بلند پایہ حاملین احادیث نبویہ ہیں، کتاب کے آخر میں ہے:

وإلى هنا انتهى التعريف بأسماء كبار المحدثين والمسندين.

یہاں کبار محدثین اور مسندین کے اسماء کی تعریف اختتام کو پہنچ گئی۔

❶ الإكمال في أسماء الرجال مع مشكاة المصابيح، ج ۲ ص ۶۲۴ ،الناشر: قدیمی کتب خانہ ❷ طبقات علماء الحديث، ج ۱ ص ۲۶۰

اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب کے اسم گرامی کو نمایاں ذکر کیا ہے، بلکہ آپ کو انہوں نے محدثین کے جس طبقے میں ذکر کیا ہے، اس کا عنوان یوں قائم کیا ''طبقة الأعمش و أبي حنيفة '' اس سے آپ کا علم حدیث میں بلند پایہ مقام ہونا آفتاب کی طرح روشن ہے۔ ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت باخبر ائمہ جرح وتعدیل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے:

فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف فقال: أبو حنيفة ما رايت أكذب من جابر الجعفي. ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، اور اپنی شہرہ آفاق کتاب ''تذكرة الحفاظ '' میں آپ کا تذکرہ کیا، اگر امام ابوحنیفہ کو علم حدیث میں دسترس اور بلند پایہ مقام حاصل نہیں ہوتا تو کبھی امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا تذکرہ نہ کرتے، کیونکہ آپ نے اپنی اس کتاب میں کسی ایسے شخص کا تذکرہ نہیں کیا جو قلیل الحدیث ہے، اور اگر کسی قلیل الحدیث شخص کا ذکر انہوں نے ضمناً کر بھی دیا تو ساتھ یہ بھی وضاحت کردی کہ یہ شخص چونکہ قلیل الحدیث ہے اس لیے میں نے اس کو حفاظ میں شمار نہیں کیا۔ مثلاً مشہور فقیہ خارجہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۹ھ) کے متعلق یہ فرماتے ہیں:

خارجة بن زيد بن ثابت الأنصاري المدني: أحد الفقهاء من كبار العلماء إلا انه قليل الحديث فلهذا لم أذكره في الحفاظ. ❸

---

❶ المعين في طبقات المحدثين، طبقة الأعمش و أبي حنيفة، ص ۵۱ ❷ ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، ص ۱۷۶
❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: خارجة بن زيد بن ثابت، ج ۱ ص ۷۱، رقم الترجمة: ۸۲

یہ فقہاء اور کبار علماء میں سے ایک ہیں لیکن چونکہ قلیل الحدیث ہیں اس لیے میں نے ان کو حفاظ میں ذکر نہیں کیا۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی خارجہ بن زید طرح اگر قلیل الحدیث ہوتے تو آپ کو کبھی حفاظ حدیث میں شمار نہ کرتے، اور اپنی اس کتاب میں ''امام اعظم'' کے لقب کے ساتھ آپ کا تذکرہ نہ کرتے۔ (۱)

۸..... شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد اور آپ کے علوم کے ترجمان علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فن حدیث کے ائمہ میں شمار کرتے ہیں:

وَأَمَّا طَرِيقَةُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَأَئِمَّةِ الْحَدِيثِ كَالشَّافِعِيِّ وَالْإِمَامِ أَحْمَدَ وَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَالْبُخَارِيِّ وَإِسْحَاقَ فَعَكْسُ هَذِهِ الطَّرِيقِ. (۲)

صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ حدیث جیسے امام شافعی، امام احمد، امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام بخاری، امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ ہیں، ان کا طریقہ ان لوگوں کے طریقے کے برعکس تھا۔

۹..... شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) اپنی کتاب ''تقریب التہذیب'' کے باب الکنی میں فرماتے ہیں:

ابو حنيفة: النعمان بن ثابت ، الإمام المشهور. (۳)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کو ''امام'' کہنا آپ کے امام فی الحدیث ہونے کی دلیل ہے

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ١ ص ١٢٦، رقم الترجمة: ١٦٣ (۲) إعلام الموقعين عن رب العالمين، يصار إلى الاجتهاد وإلى القياس عند الضرورة، ج ٢ ص ٢٠٩

(۳) تقريب التهذيب، باب الكنى، حرف الحاء، ج ١ ص ٦٣٥، رقم: ٨٠٦٧

کیونکہ یہ کتاب راویانِ حدیث پر مشتمل ہے۔

۱۰.....علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام صاحب کا تذکرہ حفاظ حدیث میں کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

۱۱.....صاحب "سبل الهدى والرشاد" علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق باقاعدہ ایک عنوان قائم کیا ہے:

في بيان كثرة حديثه و كونه من أعيان الحفاظ من المحدثين.

یہ باب اس بیان میں ہے کہ امام ابوحنیفہ کثیر الحدیث اور جلیل القدر حفاظ حدیث محدثین میں سے ہیں۔

اس باب کے ذیل میں آپ فرماتے ہیں:

وذكره الحافظ الناقد أبو عبد الله الذهبي في كتابه المتسع طبقات المحدثين منهم، ولقد أصاب وأجاد، ولو لا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه، فإنه أوّل من استنبطه من الأدلة، وعدم ظهور حديثه في الخارج لا يدل على عدم اعتنائه بالحديث كما زعمه بعض من يحسده، وليس كما زعم. ❷

امام ابوحنیفہ کو حافظ ناقد ابوعبداللہ ذہبی نے اپنی مبسوط کتاب طبقات المحدثین (تذکرۃ الحفاظ) میں حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، اور تحقیق انہوں نے درست اور بہتر کیا ہے، اگر آپ نے علم حدیث حاصل کرنے کا بہت زیادہ اہتمام نہ کیا ہوتا تو آپ مسائل فقہ کا استنباط کیسے کر سکتے تھے؟ حالانکہ آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے ادلہ شرعیہ

❶ طبقات الحفاظ، الطبقة الخامسة، ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ١ ص ٨٠، رقم الترجمة: ١٥٦ ❷ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ٣١٩، ٣٢٠

(قرآن وحدیث) سے فقہ کو مستنبط کیا ہے، اور آپ کی احادیث کا خارج میں ظاہر نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ آپ کا حدیث کے ساتھ شغف نہیں تھا، جیسا کہ آپ کے بعض حاسدین کا غلط گمان ہے۔

۱۲.....علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۲ھ) امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

إنه من أهل الشان. ❶

بے شک امام ابوحنیفہ اہل فن حدیث (محدثین) میں سے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محدث بنانے والے تھے

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

سب سے پہلے جس شخص نے مجھے حدیث کیلئے بٹھایا، اور ایک روایت میں ہے کہ اوّل جس شخص نے مجھے محدث بنایا وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، میں کوفہ آیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص (سفیان بن عیینہ) عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی روایات کے لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں، سو لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اور میں نے ان کو حدیثیں بیان کیں:

أوّل من أقعدني للحديث وفي رواية: أوّل من صيرني محدثا أبو حنيفة وقال سفيان: قدمت الكوفة فقال أبو حنيفة: إن هذا أعلم الناس بحديث عمرو بن دينار فاجتمعوا عليّ فحدثتهم. ❷

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے

---

❶ عقد الجواهر الثمين مع شرحه الفضل المبين: ص ١٠٦

❷ مرآة الجنان: سنة ثمان وتسعين ومائة، ترجمة: سفيان بن عيينه، ج ١ ص ٣٥٢

فرماتے ہیں:

اسمیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جلالتِ شان کی بڑی دلیل ہے، اور تعدیلِ رجال میں ان کے قول پر لوگوں کے اعتماد میں بھی، پس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نہ صرف محدث تھے بلکہ وہ لوگوں کو محدث بنانے والے تھے:

وفيه دليل عظيم على جلالة أبي حنيفة في علم الحديث واعتماد الناس على قوله تعديل الرجال فلم يكن محدثا فقط بل كان ممن يجعل الرجال محدثين. ❶

متفق علیہ شخصیت کے متعلق جرح مردود ہے

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

ہمارے نزدیک صحیح اور درست بات یہ ہے کہ جس کی امامت وعدالت ثابت ہو جائے اور اس کی مدح کرنے والے زیادہ، جرح کرنے والے کم ہوں اور کوئی قرینہ بھی اس بات پر دلالت کرے کہ اس شخصیت پر جو جرح کی گئی وہ مذہبی تعصب یا کسی دیگر دنیوی اغراض کی وجہ سے کی گئی ہے جیسا کہ ہم عصروں میں ہوتا ہے تو ایسی جرح قابل قبول نہیں ہے، اگر اس کا دروازہ کھول دیا جائے تو کوئی شخص بھی جرح سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے:

الصواب عندنا أن من ثبتت إمامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحوه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي أو غيره فإنا لا نلتفت إلى الجرح فيه ونعمل فيه بالعدالة وإلا فلو فتحنا هذا الباب وأخذنا بتقديم الجرح على إطلاقه لما سلم لنا أحد. ❷

❶ قواعد في علوم الحديث: أبو حنيفة إمام ثقة حافظ للحديث مكثر عنه، ص ٣١٦

❷ قاعدة في الجرح والتعديل: من ثبتت إمامته وعدالته وكثر مادحوه، ص ١٩

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس کی عدالت، دیانت داری، ثقاہت اور علم دوستی واضح ہو، ایسے شخص کے بارے میں کسی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے:

والصحيح في هذا الباب أن من صحت عدالته وثبتت في العلم إمامته وبانت ثقته وبالعلم عنايته لم يلتفت فيه إلى قول أحد. ❶

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت، عدالت، تقوی اور امانت داری تواتر کے ساتھ ثابت ہے:

أنه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته. ❷

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

ضابطہ یہ ہے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں کہ جس کی عدالت ثابت ہو اس کے بارے میں اس شخص کی بات قابل التفات ہی نہیں ہے جس سے متعلق قرائن یہ شہادت دیتے ہوں کہ وہ زیادتی یا تعصب مذہبی وغیرہ کی وجہ سے الزام قائم کرتا ہے:

أن الضابط ما نقوله من أن ثابت العدالة لا يلتفت فيه إلى قول من تشهد القرائن بأنه متحامل عليه إما لتعصب مذهبي أو غيره. ❸

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جس شخص کی عدالت، دیانت، ثقاہت ثابت ہو تو پھر کسی شخص واحد کی جرح سے جو کہ متعصب یا متشدد ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ اگر ہر شخص کی جرح کا اعتبار کرلیا جائے تو پھر اس امت میں کوئی شخص بھی جرح سے

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ٢ ص ١٠٩٣

❷ الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: الوهم الحادى عشر، ج ١ ص ٣٠٨

❸ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: أحمد بن صالح المصرى أبو جعفر الطبري، قاعدة في الجرح والتعديل، ج ٢ ص ٩

نہیں بچ سکے گا، جب جرح بھی مبہم ہو اور وہ مذہبی تعصب، عناد، یا حسد کی بناء پر ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

بندہ نے سو (۱۰۰) اکابر اہل علم کی آراء جوان شاء اللہ آگے آئیں گی، جن میں امام دار ہجرت مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، سفیان ثوری، امام اعمش، امام وکیع بن جراح، امام مکی بن ابراہیم، امام ابو عاصم النبیل، امام عمر بن راشد، عمرو بن دینار، امام مسعر بن کدام، امام داود الطائی، امام شعبہ بن حجاج، امام عطاء بن ابی رباح، فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینہ، امام الجرح والتعدیل یحیی بن سعید القطان، امام حفص بن عبدالرحمٰن، امام حسن بن صالح، امام ابن سماک، عبدالرحمٰن بن مہدی، امام یحیی بن آدم، عبداللہ بن داود، امام علی بن مدینی، امام ابو یوسف، امام ابن الوزیر الیمانی، علامہ ابن عبدالبر مالکی، علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، علامہ تاج الدین سبکی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی اور دیگر اکابر محدثین وفقہاء رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال باحوالہ نقل کیے ہیں جو انہوں نے امام صاحب کے متعلق کہے ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی اگر کسی راوی کے ثقہ ہونے کی گواہی دے تو اسے قبول کر لیا جاتا ہے لیکن اتنی بڑی جماعت امام صاحب کی ثقاہت کی گواہی دے رہی ہے تو چند متعصبین یا متشددین کی جرح کی وجہ سے ان اکابر اہل علم کی ان شہادتوں کو رد کر دیا جاتا ہے، جب کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں ان اکابر نے کتابیں لکھیں ہیں جو خود اس لائق تھے کہ ان کی شان میں کتابیں لکھی جائیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مدح وتوصیف کرنے والوں کی کثرت

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة'' میں پہلے چھبیس (۲۶) اکابر محدثین وفقہاء کے امام صاحب کی توثیق وتوصیف سے متعلق تفصیلی اقوال نقل کیے، پھر اکتالیس (۴۱) علم وفضل کے آفتاب وماہتاب کے اسماء نقل کیے ہیں کہ

یہ سب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدح کرتے ہیں گویا (٦٧) اکابر اہل علم امام صاحب کی مدح وتوصیف کرتے ہیں، دیکھئے تفصیل کے ساتھ: ❶

بندہ نے اکابر اہل علم کے توثیقی اقوال باحوالہ نقل کردیئے ہیں جن میں فقہاء کرام، محدثین عظام، ائمہ جرح وتعدیل، شوافع، حنابلہ، مالکیہ، علماء احناف رحمہم اللہ کی کثیر تعداد میں شہادتیں نقل کردی ہیں جو منصف مزاج قاری کیلئے کافی وشافی ہیں، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم وفضل، امامت وشہرت کے جس بلند وبالا مقام پر ہیں ان کی عظمت شان بذات خود انہیں ائمہ جرح وتعدیل کی انفرادی تعدیل وتوثیق سے بے نیاز کردیتی ہے۔

علامہ ابواسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٤٧٦ھ) فرماتے ہیں:

جرح وتعدیل کے باب میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کی یا تو عدالت معلوم ومشہور ہوگی یا اس فاسق ہونا معلوم ہوگا یا وہ مجہول الحال ہوگا اگر اس کی عدالت معلوم ہو جیسے کہ حضرات صحابہ کرام یا افاضل تابعین جیسے حسن بصری، عطاء بن رباح، عامر شعبی، ابراہیم نخعی رحمہم اللہ یا ان جیسے بزرگ ترین ائمہ دین جیسے امام مالک، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ اور جو ان کے ہم درجہ ہیں تو انکی خبر قبول کی جائے گی اور انکی عدالت وتوثیق کی تحقیق ضروری نہیں ہوگی:

وجملته أن الراوی لا يخلو إما أن يكون معلوم العدالة أو معلوم الفسق أو مجهول الحال، فإن كانت عدالته معلومة كالصحابة أو أفاضل التابعين كالحسن وعطاء والشعبي والنخعي وأجلاء الأئمة كمالك وسفيان وأبي حنيفة والشافعي وأحمد وإسحاق ومن يجری مجراهم وجب قبول خبره

❶ الانتقاء في فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء، مالك والشافعي وأبي حنيفة، ص ١٩٣ تا ٢٣٣ المكتبة الغفورية العاصمة

ولم يجب البحث عن عدالته. ❶

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، داود ظاہری، ابن جریر طبری اور سارے ائمہ مسلمین رحمہم اللہ عقائد واعمال میں منجانب اللہ ہدایت پر تھے اوران ائمہ دین پر ایسی باتوں کی حرف گیری کرنے والے جن سے یہ بزرگان دین بری تھے مطلقا لائق التفات نہیں ہیں، کیونکہ یہ حضرات علوم لدُنی، خدائی عطایا، باریک استنباط، معارف کی کثرت اور دین و پرہیز گاری، عبادت و زہد کے اس مقام پر تھے جہاں پہنچا نہیں جاسکتا:

ونعتقد أن أبا حنيفة ومالكا والشافعي وأحمد والسفانين والأوزاعي وإسحاق بن راهويه وداود الظاهرى وابن جرير وسائر أئمة المسلمين على هدى من الله في العقائد وغيرها ولا الثقات إلى من تكلم فيهم بما هم بريئون منه فقد كانوا من العلوم اللدنية والمواهب الإلهية والاستنباط الدقيقة والمعارف الغزيرة والدين والورع والعبادة والزهادة والجلالة بالمحل لا يسامى. ❷

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی توثیق اورآپ کی مدح وتوصیف کرنے والوں کی تعداد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہے:

الذين رووا عن أبي حنيفة ووثقوه وأثنوا عليه أكثر من الذين تكلموا فيه. ❸

❶ اللمع في أصول الفقه: باب القول فى الجرح والتعديل، ص۷۷

❷ جمع الجوامع للسبكي: ج۳ ص ۴۴۱ ❸ جامع بيان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله تعالى بالرأى والظن، ج۲ ص ۱۰۸۲

علامہ ابن الوزیر یمانی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مفصّل دفاع

علامہ محمد بن ابراہیم بن علی المعروف ابن الوزیر یمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ آپ علم حدیث میں کامل نہیں تھے اس لئے کہ آپ نے ضعیف رواۃ سے روایت لی ہے، اس کہنے والے کی غرض صرف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں شک ڈالنا ہے وگرنہ امام ابوحنیفہ کا فضل وعدالت، تقوی وامانت تواتر سے ثابت ہے، اگر کسی نے علم اور تامل کے بغیر فتوی دیا ہے تو یہ اس کی عدالت میں جرح اور دیانت وامانت میں قدح اور اس کی عقل ومروت میں سبک سری ہے۔ اس لئے جس شے کو انسان نہیں جانتا یا اچھی طرح نہیں جانتا اس کے جاننے اور اس میں حاذق ہونے کا دعوی کرنا جاہلوں اور بے وقوفوں کی عادت ہے، اہل خساست ودنائت میں حیاء اور مروت نہیں ہوتی وہ ایسا دعوی اور ایسی جرأت کر سکتے ہیں، امام ابوحنیفہ کے مناقب اور مناقب کی وجوہ میں ایسے قبیح عیب کی سیاہی نہیں ہے، امام ابوحنیفہ کے علم کی روایت ودرایت کی کتابوں کو مدوّن کر کے اسلام کے خزانہ علمی میں داخل کیا گیا، اور اس کا معنی یہ ہے کہ علماء نے امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کو اچھا جانا اور پہچانا ہے اس لئے کہ علماء کے لئے ابوحنیفہ کے مذہب کی روایت ابوحنیفہ کے علم واجتہاد کے جاننے کے بعد ہی جائز ہو سکتی ہے، امام ابوحنیفہ کے علم واجتہاد پر امت مسلمہ کا اجماع ہے، اور میری مراد اس بات سے یہ ہے کہ کبار علماء کے مابین امام ابوحنیفہ کے اقوال متداول ہیں۔ یمن، شام، مکہ، شرق وغرب میں تابعین کے زمانے ۱۵۰ھ سے لے کر آج کے دن تک لوگوں میں اور تمام محکموں میں امام ابوحنیفہ کے اقوال پھیلے ہوئے ہیں، اور اس وقت سے لے کر آج نویں صدی کے شروع تک امام ابو حنیفہ کے اقوال پر اعتماد کیا ہے، ان پر کسی نے انکار نہیں کیا، مسلمان یا تو امام ابوحنیفہ کے

اقوال پر عمل کرتے ہیں یا ان کے اقوال پر انکار کرنے سے خاموش ہیں اور اس قسم کے مباحث میں اکثر مواضع پر اس طریقہ سے اجماع کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے، اہلسنت اور غیر اہل سنت ہر دو فریق کو امام ابوحنیفہ کی تعظیم واحترام اور تقلید پر اتفاق ہے، اہل اعتزال میں ابو علی، ابو ہاشم، ابوالحسن بصری اور زمخشری اس وقت امام ابوحنیفہ کی تقلید سے باہر ہو گئے ہیں جب انہوں نے طلبِ علم کے بعد اپنی فکر ونظر کو بدل دیا مگر پھر بھی ان کو حقیقت کے انتساب میں عار نہ تھا۔ اگر امام ابوحنیفہ علم حدیث سے واقف اور علم حدیث میں کمال کے زیور سے آراستہ نہ ہوتے تو علم کے کوہ گراں علماء امام ابوحنیفہ کے مذہب میں ہرگز شامل نہ ہوتے جیسے قاضی ابو یوسف، محمد بن الحسن، امام طحاوی، ابوالحسن کرخی اور ان کے امثال واضعاف، ہند میں، شام میں، مصر میں، یمن میں، جزیرہ میں، حرمین شریفین اور عراق عرب اور عراق عجم میں ۱۵۰ھ سے لے کر آج تک چھ صدی سے زیادہ عرصہ میں ہزار ہا احاطہ نہیں کیے جاسکتے، جہاں جہاں ہیں گنے نہیں جاسکتے۔ اہل علم وفتوی اور اربابِ ورع وتقوی علماء احناف میں موجود ہیں۔ (1)

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علم حدیث میں مقام

علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) شافعی المسلک ہونے کے باوجود امام ابوحنیفہ کا دفاع ان الفاظ میں کرتے ہیں:

جس نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے دلائل کمزور اور ضعیف ہیں تو میں اس کو جواب دیتا ہوں کہ اے میرے بھائی! میں نے مذاہب اربعہ کے دلائل کا مطالعہ کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے دلائل کو خصوصیت کیساتھ مطالعہ کرنے کا اہتمام کیا ہے، میں نے زیلعی کی کتاب تخریج ہدایہ ''نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية ''

(1) الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: ص: ۱۵۸ تا ۱۶۳

پڑھی ہے، میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کے دلائل کو دیکھا ہے یا تو وہ صحیح احادیث ہیں بلکہ حسن ہیں یا ایسی ضعیف احادیث ہیں جن کے طرق کثیرہ ہوں اور یا وہ حسن سے جا ملتے ہیں یا صحیح احادیث سے ملتے ہیں۔

میں حُسن ظن یا باطن کے علم واعتقاد سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جواب نہیں دیتا ہوں بلکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال اور آپ کے اصحاب کے اقوال کے تتبع اور گہرے مطالعہ کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے میں نے جواب دیا ہے، میں نے ''نهج المبين في بيان أدلة مذاهب المجتهدين'' نامی کتاب لکھی ہے اور میری یہ کتاب اس بات کی پوری ضمانت دیتی ہے کہ میں نے پوری تلاش اور دلائل کے جانچنے کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جواب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان فرمایا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تین مسندوں کے صحیح نسخوں کو پڑھا ہے جن پر حفّاظ کے خطوط ہیں اور آخر میں حافظ دمیاطی کا خط ہے، میں نے دیکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے عدول وثقات تابعین سے حدیث کو روایت کرتے ہیں جن کے زمانے کے خیر ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان مسندوں میں اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول اور حسن بصری رحمہم اللہ جیسے حضرات سے حدیث کو روایت کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین یہ کل رواۃ عدول، ثقہ، اور روایات کے خوب جاننے والے ہیں، ان میں کوئی جھوٹا یا متہم بالکذب نہیں ہے اور خصوصاً ان حضرات تابعین کے بارہ میں خوب غور وفکر کرلو جن کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کے لئے پسند فرمایا ہے اور جن سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شدت ورع وتقوی اور امت محمدیہ پر غایت شفقت کے ساتھ دین کے احکام کو لیتے ہیں۔ محدثین ائمہ مجتہدین کے رواۃ میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جو تعدیل وجرح سے بالاتر ہو اس لیے کہ وہ معصوم تو نہیں ہیں لیکن علماء شریعت محمدیہ کے امین ہیں۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں مزید لکھتے ہیں کہ:

ہدایت اور نیکی چاہنے والے تمام ائمہ اربعہ کا ادب واحترام رکھو اور جن لوگوں نے ان میں کلام کیا ہے ان پر دھیان نہ دو، سوائے اس صورت کے کہ جب ان کے خلاف واضح برہان اور دلیل موجود ہو، تم لوگوں کو برا کہنے اور نکتہ چینی کرنے کے لئے پیدا نہیں کیے گئے بلکہ تم اس لئے پیدا کیئے گئے ہو کہ دین کے ضروری اور لازمی امور میں مشغول رہو۔

میرے پاس ایک اچھا خاصا منتہی طالب علم ائمہ کے آپس کے اختلاف میں دلچسپی لیتا تھا، اس کی سزا میں اس پر ایک عبرتناک مصیبت پڑی اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

اگر تم لوگ امام ابوحنیفہ کے مذہب کا تتبع کرو جیسا کہ میں نے کیا ہے تو تم جان لو گے کہ باقی مجتہدین کے مذاہب میں امام ابوحنیفہ کا مذہب سب سے زیادہ صحیح ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ آفتاب نصف النہار کی طرح امام ابوحنیفہ کے مذہب کا زیادہ صحیح ہونا تم پر ظاہر ہو جائے تو تم علم اور عمل میں اخلاص اور عقیدے کے ساتھ اہل اللہ اور بزرگان دین کے راستے پر چلو۔ [1]

علم جرح وتعدیل میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نمایاں مقام

علوم حدیث میں علم جرح وتعدیل کی ایک خاص اہمیت ہے، یہ وہ علم ہے جس میں رُوات حدیث کے احوال سے بحث کی جاتی ہے۔ جرح کہتے ہیں راوی کے ایسے سقم اور ضعف کو ظاہر کرنا جو اس کی روایت کو مردود قرار دینے کا موجب ہو، اور تعدیل راوی کی ایسی خوبی اور ثقاہت بیان کرنے کو کہا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی روایت کو قابل قبول سمجھا جائے۔ ان دونوں کے مجموعہ کا نام علم جرح وتعدیل ہے اور اسی کو فن اسماء الرجال بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

[1] المیزان الکبریٰ: فصل في تضعيف قول من قال إن أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة غالبا، ص ٦٧، ٦٨

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دیگر علوم حدیث کی طرح اس علم میں بھی بلند پایہ مقام اور عظیم منصب پر فائز ہیں۔

مؤرخ اسلام اور حدیث واسماء الرجال کے امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کو ان لوگوں میں سے قرار دیا ہے جن کے اقوال کو جرح وتعدیل میں قبول کیا جاتا ہے، اور جن کا شمار اس فن کے جہابذہ (وہ ائمہ جو رُواۃ حدیث کو جرح وتعدیل کے اصولوں پر پَرکھتے ہیں) میں ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ علم جرح وتعدیل کی تاریخ بیان کرتے ہوئے دوسری ہجری کے احوال پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثم كان في المائة الثانية في أوائلها جماعة من الضعفاء من أوساط التابعين وصغارهم ممن تكلم فيهم من قبل حفظهم، أو لبدعة فيهم كعطية العوفي وفرقد السبخي وجابر الجعفي وأبي هارون العبدي، فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين ومائة، تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، فقال أبو حنيفة: ما رأيت أكذب من جابر الجعفي، وضعف الأعمش جماعة ووثق آخرين وانتقد الرجال شعبة ومالك۔ [1]

پھر جب دوسری صدی ہجری کا آغاز ہوا تو اس کے اوائل میں اوساط اور صغار تابعین میں سے ضعفاء کی ایک جماعت سامنے آئی، جن پر حافظہ کی خرابی یا کسی بدعت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کلام کیا گیا۔ جیسا کہ عطیہ عوفی، فرقد سنجی، جابر جعفی اور ابو ہارون عبدی ہیں۔ پھر ۱۵۰ھ کی حدود میں جب اکثر تابعین دنیا سے رحلت فرما گئے تو جہابذہ (ائمہ ناقدین) کی ایک جماعت نے (راویوں کی) توثیق وتضعیف میں لَب کشائی کی۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ امام

[1] ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: ص ۱۷۴، ۱۷۵

اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے راویانِ حدیث کی ایک جماعت کی تضعیف کی اور کئی لوگوں کو ثقہ قرار دیا، امام شعبہ اور امام مالک رحمہما اللہ نے بھی رجال حدیث پر نقد کیا۔

امام عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) جو حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حفاظِ حدیث کے استاذ اور ثقہ محدث ہیں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

اعلم أن الإمام أبا حنيفة قد قبل قوله في الجرح والتعديل، وتلقوه عنه علماء هذا الفن وعملوا به كتلقيهم عن الإمام أحمد والبخاری وابن معين وابن المدينی وغيرهم من شيوخ الصنعة، وهذا يدلک علی عظمته وشأنه وسعة علمه وسيادته. ❶

جان لو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو جرح وتعدیل میں قبول کیا گیا ہے، اور اس فن کے علماء نے اس کو اپنایا ہے اور اس کے مطابق عمل کیا ہے۔ جیسا کہ وہ امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن مدینی رحمہم اللہ اور اس فن کے دیگر شیوخ کے اقوال کو اپناتے ہیں، اس سے آپ کو (اس فن میں) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت شان، وسعت علمی اور بزرگی کا پتہ چلے گا۔

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) آپ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

وكان رحمه الله تعالی بصيرا بعلل الحديث وبالتعديل والتجريح، مقبول القول في ذلک. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عِلَل حدیث (روایت میں پوشیدہ نقائص) اور تعدیل وجرح میں پوری بصیرت رکھتے تھے اور اس علم میں آپ کا قول مقبول ہے۔

❶ الجواهر المضية: مقدمة، فصل في ذكر مولده ووفاته، ج ١ ص ٣٠

❷ عقود الجمان: ص ١٦٧

محدث جلیل امام محمد مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بابت ارقام فرماتے ہیں:

فان كلامه مقبول في الجرح والتعديل... وقد عقد ابن عبد البر في كتاب جامع العلم باباً في أن كلام الإمام يقبل في الجرح والتعديل. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جرح وتعدیل میں قبول کیا جاتا ہے..... اور امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''جامع بیان العلم'' میں مستقل ایک باب اس بارے میں قائم کیا ہے کہ آپ کی بات جرح وتعدیل میں مقبول ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور فنِ جرح وتعدیل

فن جرح وتعدیل کا تعلق اسماء الرجال سے ہے اور اسماء الرجال سے پوری واقفیت اور اس میں مہارت تامہ کے بعد فن جرح وتعدیل کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اور بلاشبہ امام صاحب کو اسماء الرجال سے جس قدر واقفیت تھی کبار محدثین بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ) ابویحیی حمانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے جابر جعفی کی تضعیف نقل کرتے ہیں:

حدثنا أبو يحيى الحماني قال سمعت أبا حنيفة يقول: ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح. ❷

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) ابوسعد صغانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام صاحب سے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق نقل کرتے ہیں:

اے ابوحنیفہ! آپ کی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے کے بارے میں کیا رائے

❶ عقود الجواهر المنيفة: باب الرباء، ج ۲ ص ۸

❷ العلل الصغير للترمذي: جواز الحكم على الرجال والأسانيد، ص: ۷۳۹

ہے؟ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان سے حدیثیں لکھو کیونکہ وہ ثقہ ہیں لیکن ان کی وہ حدیثیں نہ لکھو جو وہ ابو اسحاق کے واسطے سے حارث سے نقل کرتے ہیں، اور ان سے جابر جعفی کی حدیثیں بھی نہ لکھو:

أبا سعد الصغاني قام إلى أبي حنيفة، فقال: يا أبا حنيفة، ما تقول في الأخذ عن الثوري؟ فقال: اكتب عنه، فإنه ثقة ما خلا أحاديث أبي إسحاق عن الحارث، وحديث جابر الجعفي. ❶

علامہ عبدالقادر بن محمد قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے طلق بن حبیب پر جرح نقل کی ہے:

وقال أبو حنيفة طلق بن حبيب كان يرى القدر. ❷

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام ابوجعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں:

ما رأيت أفقه من جعفر بن محمد. ❸

یہی امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نہایت باخبر ائمہ جرح وتعدیل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کو سرفہرست ذکر کرتے ہیں:

فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف فقال ابو حنيفة: ما رأيت أكذب من جابر الجعفي وضعف الأعمش جماعة ووثق اخرين وانتقد الرجال شعبة ومالك. ❹

❶ دلائل النبوة للبيهقي: فصل في اختلاف الأحاديث، فصل، ج ۱ ص ۴۵ ❷ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: فصل في ذكر مولده ووفاته، فصل، ج ۱ ص ۳۰
❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: جعفر بن محمد بن علي، ج ۱ ص ۱۲۶ ❹ ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، ص ۱۷۶

معلوم ہوا کہ عہد تابعین کے انقراض کے وقت یعنی ۱۵۰ھ کے قریب جن ائمہ کرام نے توثیق یا تضعیف رواۃ پر کام کیا ہے ان میں سرفہرست امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنہوں نے جابر جعفی کی تضعیف کی ہے جبکہ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جماعت کی تضعیف اور دوسروں کی توثیق کی ہے، اس طرح امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے رجال کی تنقید کی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زید بن عیاش پر جرح نقل کرتے ہیں:

وقال أبو حنيفة: زيد بن عياش مجهول.

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان پر جرح نقل کی ہے:

قال أبو حنيفة: أتانا من المشرق رأيان خبيثان جهم معطل ومقاتل مشبه وقال محمد بن سماعه عن أبي يوسف عن أبي حنيفة: أفرط جهم في النفي حتى قال أنه ليس بشيئ وأفرط مقاتل في الإثبات حتى جعل الله مثل خلقه. (1)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس مشرق سے دو باطل رائے پہنچی ہیں، ایک جہم کی تعطیل والی رائے۔ اور دوسری مقاتل کی تشبیہ والی رائے، اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے جو روایت امام صاحب سے منقول ہے اسمیں ہے کہ جہم بن صفوان نے نفی میں اس قدر حد سے تجاوز کیا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے بھی انکار کر گئے، اور مقاتل بن سلیمان نے اثبات میں اتنی زیادتی کی اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مثل قرار دیا۔

(1) تهذيب التهذيب: حرف الميم، ترجمة: مقاتل بن سليمان بن بشير، ج ١٠ ص ٢٨١

اندازہ کیجئے کہ فن اسماء الرجال کے ماہرین رواۃ کی توثیق وتضعیف کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی آراء نقل کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فنِ جرح وتعدیل میں بھی خوب دسترس حاصل تھی۔

کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا امام مالک سے سماع حدیث ثابت ہے؟

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سماع حدیث کیا ہے اور ان کی شاگردی اختیار کی ہے، تعجب ہے کہ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اس غلطی کا شکار ہو گئے، چنانچہ لکھتے ہیں:

امام صاحب کو طلبِ علمی میں کسی سے عار نہ تھی، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان سے عمر میں تیرہ سال کم تھے ان کے حلقہ درس میں بھی اکثر حاضر ہوئے اور حدیثیں سنیں۔

پھر علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس طرح مؤدب ہو کر بیٹھتے تھے جس طرح شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور ان کی تصانیف سے علمی استفادہ کرتے تھے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے صرف دو روایتیں ایسی پیش کی ہیں جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک سے روایت کی ہیں، لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی یہ رائے ہے کہ یہ روایتیں صحیح سند سے مروی نہیں ہیں، اور امام اعظم کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہما سے روایت ثابت نہیں ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

لم تثبت روايته عن مالك وإنما أورده الدارقطني والخطيب في الرواية عنه، لروايتين وقعت لهما عنه بإسنادين فيهما مقال. (1)

(1) النكت على كتاب ابن الصلاح: النوع الأول، الصحيح، ج ۱ ص ۲۶۳

امام ابوحنیفہ کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ثابت نہیں ہے، دار قطنی اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا دعویٰ دو روایتوں کی وجہ سے کیا ہے جن کی اسناد میں خلل ہے۔

اور اس خلل کا بیان امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے کیا کہ ان سندوں میں عمران بن عبدالرحیم ایک شخص ہے اور یہ وضاع تھا، چنانچہ لکھتے ہیں:

عمران بن عبد الرحيم بن أبي الورد. قال السليماني: فيه نظر، هو الذي وضع حديث أبي حنيفة عن مالك.[1]

یہی وہ شخص ہے جس نے امام ابوحنیفہ کی امام مالک سے روایت وضع کی ہے۔

دراصل حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت حدیث کی ہے، بعض سندوں سے حماد کا لفظ رہ گیا ہوگا جس سے یہ غلط فہمی ہوئی اور اچھے اچھے لوگ اس میں مبتلا ہو گئے۔

حافظ ابوعبداللہ محمد بن مخلد العطار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۱ھ) نے روایت کی مکمل سند اس طرح نقل کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ الْقَاسِمُ بْنُ هَارُونَ بْنِ جُمْهُورِ بْنِ مَنْصُورٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، وَكَتَبَهُ لِي بِخَطِّهِ قَالَ: ثنا أَبُو سَعِيدٍ عِمْرَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَاهِلِيُّ الْأَصْبَهَانِيُّ، ثنا بَكَّارُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَصْبَهَانِيُّ، ثنا حَمَّادُ بْنُ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا، وَصُمَاتُهَا إِقْرَارُهَا.[2]

[1] ميزان الاعتدال في نقد الرجال: ترجمة: عمران بن عبد الرحيم بن أبي الورد، ج۳ ص۲۳۸ [2] ما رواه الأكابر عن مالك بن أنس: ص۴۵، رقم الحديث: ۱۶

اس سے معلوم ہوا کہ اصل سند میں "حَمَّادُ بْنُ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ" ہے "أَبو حَنِيفَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ" نہیں ہے، راوی سے حماد کا لفظ رہ گیا ہے جس کی وجہ سے یہ اشتباہ ہوا۔ باقی جو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اشہب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اس طرح دیکھا ہے جیسے بچہ باپ کے سامنے ہوتا ہے، اشہب کا یہ بیان اصول روایت کے لحاظ سے درست نہیں ہے، اس لئے کہ اشہب کا سن ولادت ۱۴۵ھ ہے یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت انکی عمر پانچ سال تھی، اس عمر میں ان کا مصر سے مدینہ جانا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دیکھنا انسانی عقل سے بالاتر ہے اسلئے کہ اتنا کم عمر بچہ اتنا طویل سفر طے کر کے کیسے آسکتا ہے؟ نیز محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں جو واقعہ بیان کیا ہے صحیح نہیں ہے ہاں اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حماد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہوتو شاید درست ہو کیونکہ اشہب کی تاریخ پیدائش ۱۴۵ھ ہے:

فيما يرويه الذهبي في ترجمة مالك في تذكرة الحفاظ من أشهب لا يصح إلا إذا كان في حق حماد بن أبي حنيفة دون أبيه لأن ميلاد أشهب ۱۴۵هـ [1]

مرویات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعداد

چونکہ بعض نادان یہ کہتے کہ امام اعظم کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اس لئے ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس احادیث کا کتنا وافر ذخیرہ تھا۔ امام محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ

[1] أقوام المسالك في بحث رواية مالك عن أبي حنيفة ورواية أبي حنيفة عن مالك: ص۷

فرماتے ہیں:

إن الإمام ذكر في تصانيفه نيفا وسبعين ألف حديث، وانتخب الآثار من أربعين ألف حديث.❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآ ثار کا انتخاب کیا ہے۔

وانتخب أبو حنيفة الآثار من أربعين ألف حديث.❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآ ثار کا انتخاب چالیس ہزار حدیثوں سے کیا ہے۔

روایت حدیث میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

ممکن ہے کہ کوئی شخص کہہ دے کہ ستر ہزار (٧٠٠٠٠) احادیث کو بیان کرنا اور کتاب الآ ثار کا چالیس ہزار حدیثوں سے انتخاب کرنا چنداں کمال کی بات نہیں ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لاکھ (١٠٠٠٠٠) احادیث صحیحہ اور دو لاکھ (٢٠٠٠٠٠) احادیث غیر صحیحہ یاد تھیں اور انہوں نے صحیح بخاری کا انتخاب چھ لاکھ (٦٠٠٠٠٠) حدیثوں سے کیا تھا، پس فنِ حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بہت کم معلوم ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ احادیث کی کثرت اور قلت درحقیقت طرق اور اسانید کی قلت اور کثرت سے عبارت ہے، ایک ہی متن حدیث اگر سو مختلف طرق اور سندوں سے روایت کیا گیا ہے تو محدثین کی اصطلاح میں اسے سو (١٠٠) حدیثیں کہا جائے گا، حالانکہ ان تمام حدیثوں کا متن واحد ہوگا، منکرین حدیث انکارِ حدیث کے سلسلے میں یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ تمام کتب حدیث کی روایت کو اگر جمع کیا جائے تو یہ تعداد کروڑوں کے لگ

❶ قواعد في علوم الحديث: أبو حنيفة إمام ثقة حافظ للحديث مكثر منه، ص ٣١٦

❷ مناقب أبي حنيفة: ج ١ ص ٩٥ بحواله ما تمس إليه الحاجة: ص ١٠

بھگ ہوگی اور حضور ﷺ کی پوری رسالت کی زندگی کے شب وروز پر ان کو تقسیم کیا جائے تو یہ احادیث حضور ﷺ کی حیات مبارکہ سے بڑھ جائیں گی، پس اس صورت میں احادیث کی صحت کیونکر قابل تسلیم ہوگی، لیکن ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ روایت کی یہ کثرت دراصل اسانید کی کثرت ہے ورنہ نفس احادیث کی تعداد چار ہزار چار سو سے زیادہ نہیں۔ چنانچہ علامہ محمد بن اسماعیل الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

الأحاديث المسندة عن النبي صلى الله عليه وسلم يعني الصحيحة بلاتكرر أربعة آلاف وأربعمائة حديث. [1]

بلاشبہ وہ تمام مسند احادیث صحیحہ جو بلاتکرار حضور ﷺ سے مروی ہیں ان کی تعداد چار ہزار چار سو ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۸۰ھ ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۶ھ میں پیدا ہوئے اور ان کے درمیان ایک سو سولہ سال کا طویل وقفہ ہے، اور ظاہر ہے کہ اس عرصہ میں بکثرت احادیث شائع ہو چکی تھیں اور ایک ایک حدیث کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں اشخاص نے روایت کرنا شروع کر دیا تھا، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں راویوں کا اتنا شیوع اور عموم نہیں تھا اسلئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان جو روایات کی تعداد کا فرق ہے وہ دراصل اسانید کی تعداد کا فرق ہے نفس روایت کا نہیں ہے، ورنہ اگر نفس احادیث کا لحاظ کیا جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ ہیں۔

اس زمانہ میں احادیث نبویہ جس قدر اسناد کے ساتھ مل سکتی تھیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام طرق واسانید کے ساتھ ان احادیث کو حاصل کر لیا تھا، اور حدیث واثر کسی صحیح سند کے ساتھ موجود نہ تھے مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا علم ان میں شامل تھا، وہ اپنے زمانہ کے تمام

[1] توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار: في عدد أحاديث الصحيحين، ج ۱ ص ۶۳، ۶۴

محدثین پر ادراک حدیث میں فائق اور غالب تھے، چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اور مشہور محدث امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۵ھ) فرماتے ہیں:

قال مسعر بن كدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث فغلبنا وأخذنا في الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون. [1]

میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حدیث کی تحصیل کی لیکن وہ ہم سب پر غالب رہے، اور زہد میں مشغول ہوئے تو وہ اس میں ہم سب سے بڑھ کر تھے، اور ہم نے ان کے ساتھ فقہ حاصل کی اور فقہ میں ان کا مقام تو تم جانتے ہی ہو۔

نیز محدث بشر بن موسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد وامام ابوعبد الرحمٰن مقری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں:

بشر بن موسى، حدثنا أبو عبد الرحمن المقري وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة قال: حدثنا شاهان شاه. [2]

امام مقری رحمۃ اللہ علیہ جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے تو کہتے کہ ہم سے شہنشاہ نے حدیث بیان کی ہے۔

ان حوالوں سے ظاہر ہوگیا کہ امام اعظم نے اپنے معاصر محدثین کے درمیان فنِ حدیث میں تمام پر فائق اور غالب تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ان کی نگاہ سے اوجھل نہ تھی یہی وجہ ہے کہ ان کے تلامذہ انہیں حدیث میں حاکم اور شہنشاہ تسلیم کرتے تھے، اصطلاح حدیث میں حاکم اس شخص کو کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مرویات پر متناً وسنداً دسترس رکھتا ہو، مراتب محدثین میں یہ سب سے اونچا مرتبہ ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس منصب پر

[1] مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۴۳

[2] تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۴

یقیناً فائز تھے، کیونکہ جو شخص حضور ﷺ کی ایک حدیث سے بھی ناواقف ہو وہ حیات انسانی کے تمام شعبوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایات کے مطابق جامع دستور نہیں بنا سکتا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقام حدیث پر ایک شبہ کا ازالہ

گزشتہ سطور میں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ سے بلا تکرار احادیث مرویہ کی تعداد چار ہزار چار سو ہے، اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جو احادیث بلا تکرار بیان فرمائی ہیں ان کی تعداد چار ہزار ہے۔ [1]

پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حاکمیت اور حدیث میں ہمہ دانی کا دعوی کیسے صحیح ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چار ہزار احادیث کے بیان کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ باقی چار سو (۴۰۰) حدیثوں کا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو علم بھی نہ ہو کیونکہ حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت میں بیان کی نفی ہے علم کی نہیں۔

یہ خیال رہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی تصنیفات میں ان احادیث کو بیان کیا ہے جن سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں، اور جن کے ذریعہ حضور ﷺ نے امت کے لئے عمل کا ایک راستہ متعین فرمایا ہے، جنہیں عرف عام میں سنن سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن حدیث کا مفہوم سنت سے عام ہے کیونکہ احادیث کے مفہوم میں وہ روایات بھی شامل ہیں جن میں حضور ﷺ کے حلیہ مبارک، آپ ﷺ کے قلبی ارادات، خصوصیات، گزشتہ امتوں کے قصص اور مستقبل کی پیشن گوئیاں موجود ہیں اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی احادیث سنت کے قبیل سے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ احکام و مسائل کے لئے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جن چار ہزار احادیث کو مسائل کے تحت بیان فرمایا ہے وہ از

[1] مناقب أبي حنيفة للموفق: الباب الثاني والعشرون، ص ۲۸۳

قبیل سنن ہیں، اور جن چار سو احادیث کو امام اعظم نے بیان نہیں فرمایا وہ ان روایات پر محمول ہیں جو احکام سے متعلق نہیں ہیں، لیکن یہاں بیان کی نفی ہے علم کی نہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حفّاظِ حدیث میں سے ہیں

علامہ محمد بن یوسف الصالحی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے حفاظِ حدیث اور ان کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں، اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے تو فقہ کے مسائل میں استنباط کا ملکہ ان کو کہاں سے حاصل ہوتا؟

كان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولو لا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه. ❶

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا ہے، اپنی اس کتاب کے متعلق خود فرماتے ہیں:

یہ ان حاملین علم نبوی کا تذکرہ ہے جن کی بارگاہ علم سے راویان حدیث کو ثقاہت اور عدالت کی سند ملتی ہے، اور جن کی رائے راویوں کے ثقہ ہونے، ضعیف ہونے، کھرا ہونے اور کھوٹا ہونے میں فیصلہ کن ہے:

هذه تذكرة بأسماء معدلي حملة العلم النبوى ومن يرجع إلى اجتهادهم في التوثيق والتضعيف والتصحيح والتزييف. ❷

اگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حفاظِ حدیث میں سے نہ ہوتے تو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسا ناقد فن کبھی اس کتاب میں آپ کا تذکرہ نہ فرماتے، اور اس کتاب میں آپ کے نام کے ساتھ "امام اعظم" کا لقب نہ لگاتے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں یہ اصول پیش نظر رکھا ہے اور کسی

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۱۹ ❷ تذكرة الحفاظ، ج ۱ ص ۷

ایسے شخص کا تذکرہ نہیں کیا جس میں مذکورہ بالا اوصاف نہ ہوں، یا وہ قلیل الحدیث ہو، چنانچہ خارجہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ فقہائے سبعہ میں سے ہیں مگر ان کے متعلق صاف فرمادیا:

یہ قلیل الحدیث ہیں اس لئے میں نے ان کا حفاظ میں تذکرہ نہیں کیا:

خارجة بن زيد بن ثابت الأنصاری المدنی: أحد الفقهاء من كبار العلماء إلا أنه قليل الحديث فلهذا لم أذكره في الحفاظ.❶

محدث جلیل امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متقی، پاک باز، عالم، صداقت شعار اور اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظِ حدیث تھے:

كان أبو حنيفة تقيا نقيا زاهدا عالما صدوق اللسان أحفظ أهل زمانه.❷

علامہ احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے، اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے تو اس کا یہ خیال تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر:

ذكره الذهبي وغيره في طبقات الحفاظ من المحدثين ومن زعم قلته اعتنائه بالحديث فهو إما لتساهله أو حسده.❸

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۸ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ علم حدیث میں کبار مجتہدین میں سے تھے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں بڑے مجتہدین میں سے ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ان کے مذہب پر رداً وقبولاً اعتماد اور بھروسہ کیا گیا ہے:

ويدل على أنه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: خارجة بن زيد بن ثابت، ج ۱ ص ۷۱ ❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى فى زهده، ص ۴۸ ❸ الخيرات الحسان: الفصل الثلاثون، ص ۹۰

بينهم والتعويل عليه واعتباره رداً وقبولاً. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے محدثین کرام کا سماعِ حدیث

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) جن کے متعلق امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عبد الله بن المبارك بن واضح، الحافظ، العلامة، شيخ الإسلام، فخر المجاهدين، قدوة الزاهدين. ❷

یہی عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی احادیث بیان کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ کے درس میں شریک ایک شخص نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث پر اعتراض کیا تو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بہت ناراض ہوئے اور قسم کھائی کہ میں تمہیں ایک مہینے تک سبق نہیں پڑھاؤں گا مکمل واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حدیث بیان کر رہے تھے فرمانے لگے ”حدثني نعمان بن ثابت“ نعمان بن ثابت نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے، کسی نے عرض کیا اے ابوعبدالرحمٰن (یہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے) آپ کس کو مراد لے رہے ہیں؟ تو فرمایا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو علم کا مخزن ہیں، یہ سن کر بعض لوگوں نے حدیث لکھنا بند کر دیا، تو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد فرمایا اے لوگوں! آپ لوگ کتنے بے ادب ہو، ائمہ کرام کے مراتب سے کس قدر ناواقف، علم اور اہل علم سے آپ لوگوں کی معرفت کتنی کم ہے، کوئی بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اقتداء کے لائق نہیں، اس لئے کہ وہ امام تھے، متقی تھے، صاف و بیداغ تھے، پرہیزگار تھے، عالم تھے، فقیہ تھے، انہوں

❶ مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۲

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبدالله بن المبارك، ج ۱ ص ۲۵۱، ۲۵۲

نے علم کو بصیرت، فہم وفراست اور تقویٰ کے ذریعہ اس طرح کھول کر بیان کیا جیسا کسی اور نہیں کیا، اس کے بعد قسم کھائی کہ میں ایک مہینہ سبق نہیں پڑھاؤں گا:

كان عبد اللّٰه بن المبارك يوما جالسا يحدث الناس فقال حدثني النعمان بن ثابت فقال بعضهم من يعنى أبو عبد الرحمن؟ فقال أعني أبا حنيفة مخ العلم فأمسك بعضهم عن الكتابة، فسكت ابن المبارك هنيهة ثم قال: أيها الناس ما أسوأ أدبكم، وما أجهلكم بالأئمة، وما أقل معرفتكم بالعلم وأهله، ليس أحد أحق أن يقتدى به من أبي حنيفة لأنه كان إماما تقيا نقيا ورعا عالما فقيها، كشف العلم كشفا لم يكشفه أحد ببصر وفهم وفطنة وتقي، ثم حلف أن لا يحدثهم شهرا. (1)

امام حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حفص بن غياث، الإمام الحافظ، أبو عمر النخعي الكوفي قاضي بغداد. (2)

یہی حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت حدیثیں سنیں ہیں:

سمعت من أبي حنيفة حديثا كثيرا. (3)

امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وكيع بن الجراح بن مليح الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق. (4)

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ علامہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ

---

(1) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص١٨٧

(2) تذكرة الحفاظ: ترجمة: حفص بن غياث، ج ا ص٢١٧ (3) مناقب أبي حنيفة للموفق، ج ا ص٤٥ (4) تذكرة الحفاظ: ترجمة: وكيع بن الجراح، ج ا ص٢٢٣

جسے امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ پر مقدم کروں، اور امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، اور ان کی ساری حدیثیں انہیں حفظ تھیں، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں:

قال يحيى بن معين: ما رأيت أحدا أقدمه على وكيع وكان يفتي برأى أبي حنيفة وكان يحفظ حديثه كله، وكان قد سمع من أبي حنيفة حديثا كثيراً. ❶

امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هو من أئمة المسلمين من أهل الدين.

یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

ليس أحد من أثبت من حماد بن زيد

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

حماد بن زيد بن درهم، الإمام، الحافظ، المجود، شيخ العراق. ❷

یہی امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرتا ہوں، انہوں نے امام صاحب سے بہت سی حدیثیں روایت کیں ہیں:

سليمان بن حرب قال سمعت حماد بن زيد يقول والله إني لأحب أبا حنيفة لحبه لأيوب وروى حماد بن زيد عن أبي حنيفة أحاديث كثيرة. ❸

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے محدثین وفقہاء میں سے بے شمار حضرات نے روایت کیا ہے:

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب ماجاء في ذم القول في دين الله تعالىٰ بالرأى والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۲ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: حماد بن زيد بن درهم، ج ا ص ۱۶۷ ❸ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، حماد بن زيد ص ۱۳۰

روی عنه من المحدثين والفقهاء عدة لا يحصون. ❶

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روایتِ حدیث میں احتیاط

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک متواتر حدیث ''مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ'' کے پیش نظر روایتِ حدیث میں محدثین کی احتیاط اہل علم پر مخفی نہیں، محدثین کرام روایت حدیث کے سلسلے میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے تاکہ کوئی غلط قول وفعل آپ کی طرف منسوب نہ ہو جائے، اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت حدیث میں بڑے حزم واحتیاط سے کام لیا ہے، چنانچہ امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ) جو امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کے اساتذہ میں سے ہیں، ان کے متعلق امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وكيع بن الجراح بن مليح الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق. ❷

یہی امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ بلاشبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو اور کسی نے نہیں کی:

لقد وجد الورع عن أبي حنيفة في الحديث ما لم يوجد عن غيره. ❸

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی حدیث پائے لیکن وہ اسے یاد نہیں تو وہ کیا کرے، امام ابوزکریا یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ وہ اس کو بیان کرنے کا مجاز نہیں ہے، صرف وہی حدیث بیان کرسکتا ہے جو اسے یاد ہو:

وسئل عن الرجل يجد الحديث بخطه لا يحفظه فقال أبو زكريا كان أبو حنيفة يقول لا تحدث إلا بما تعرف وتحفظ. ❹

❶مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص: ۲۰ ❷تذكرة الحفاظ: ترجمه: وكيع بن الجراح، ج ۱ ص ۲۲۳ ❸مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۱۹۷ ❹الكفاية في علم الرواية: باب ذكر من روى عنه من السلف إجازة الرواية من الكتاب، ص ۲۳۱

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق امام شعبہ، یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہما اور اہلِ علم کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں امیر المؤمنین ہیں، انکے متعلق امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سفیان بن سعید بن مسروق الإمام، شیخ الإسلام، سید الحفاظ. [1]

یہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں احتیاط کے متعلق فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم کے حاصل کرنے میں بڑے سخت محتاط اور حدود الٰہی کی بے حرمتی پر بے حد مدافعت کرنے والے تھے، اور صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی اور صحیح ہو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو وہ لیا کرتے تھے اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علماء کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا، مگر پھر بھی ایک قوم نے بلا وجہ ان پر طعن کیا، اللہ تعالی ہماری اور ان سب کی مغفرت فرمائے:

سفیان الثوری یقول کان أبو حنیفة شدید الأخذ للعلم ذابا عن حرم اللّٰه أن تستحل یأخذ بما صح عنده من الأحادیث التی کان یحملها الثقات وبالآخر من فعل رسول اللّٰه وبما أدرک علیه علماء الکوفة ثم شنع علیه قوم یغفر اللّٰه لنا ولهم. [2]

اس سے جہاں امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا محتاط فی الحدیث ہونا معلوم ہوا، اس طرح ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر طعن و تشنیع کو گناہ سمجھتے تھے اسی وجہ سے تو "یغفر اللّٰه لنا ولهم" سے مغفرت کی دعاء فرمائی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ استدلال

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مسئلہ کو جب کتاب اللہ میں پاتا ہوں تو وہاں

[1] تذکرة الحفاظ: ترجمة: سفیان بن سعید بن مسروق، ج ا ص ۱۵۱ [2] الانتقاء في فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء: ثناء العلماء علی أبي حنیفة، عیسی بن یونس، ص ۱۴۲

سے لیتا ہوں اور اگر وہاں نہ ملے تو آپ کی سنت اور آپ کی ان صحیح احادیث سے لیتا ہوں جو ثقات کے ہاتھوں شائع ہو چکی ہوں:

إني آخذ بكتاب الله إذا وجدته فلما لم أجده فيه أخذت بسنة رسول الله والآثار الصحاح عنه التى فشت في أيدى الثقات عن الثقات. ❶

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طرز عمل کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں جو احادیث ان کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں اور ثقات روایات کرتے چلے آتے ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہوتا ہے اس کو لیتے ہیں:

يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التى كان يحملها الثقات وبالآخر من فعل رسول الله ﷺ. ❷

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اصولِ اخذِ قبول حدیث

پہلی صدی ہجری میں اسلامی سلطنت جوں جوں وسعت اختیار کرتی گئی اسی طرح علمی مراکز بھی پھیلتے اور بڑھتے چلے گئے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عہد تک مجموعہ احادیث، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کی وساطت سے اسلامی سلطنت کے ہر ہر گوشے تک پہنچ چکے تھے اور ان احادیث مبارکہ پر عمل جاری تھا۔

آغاز میں صرف مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہی صحابہ کرام اور ان کے تلامذہ کے ذریعے حدیث کی روایت بیان کرنے اور قبول کرنے کا رواج تھا، لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوفہ بسایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک عظیم جماعت کوفے میں آباد ہوگئی۔ اس

❶ أخبار أبي حنيفة واصحابه، ماروى عن أبي حنيفة فى الأصول اللتي بنى عليها مذهبه، ص ۲۴ ❷ الانتقاء في فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن يونس، ص ۱۴۲

جماعت کے سالار قافلہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، یہاں آپ نے ایک بہت بڑا علمی حلقہ قائم کر دیا اور جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا تو وہاں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے علمی حلقہ قائم کیا، یہ حلقے حدیث کی روایت کو فروغ دیتے رہے یہاں تک کہ پہلی صدی ہجری کے اختتام پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حکومت سنبھالی، آپ کے دور میں خلفائے راشدین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ادوار میں قائم کیے گئے منظم ومنضبط ادارے درہم برہم ہو چکے تھے صرف چند نجی اور انفرادی سطح کے ادارے موجود تھے، آپ نے حاملینِ حدیث کے دنیا سے اٹھ جانے کے خوف سے مشہور محدث محمد بن مسلم بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کو متفرق ومنتشر احادیث مبارکہ جمع کرنے کا حکم دیا، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کام بڑی عرق ریزی اور جاں فشانی سے شروع کر تو دیا مگر ۱۰۱ھ میں سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا نیتجتاً جمع احادیث کا کام بھی متاثر ہوا لیکن امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ نے بھرپور مساعی کر کے یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچایا، اب ضرورت اس امر کی تھی کہ ان روایات میں جو اختلافات ہیں انہیں دور کر لیا جائے اور ان کی چھان بین کر کے ان پر بحث وتمحیص کر لی جائے۔

اس صورت حال میں ایک ایسی ہمہ گیر شخصیت کی ضرورت محسوس ہوئی جو ایک طرف تو علم روایت کی امین ہو اور دوسری طرف درایت میں بھی اسے بلند مرتبہ حاصل ہو، چنانچہ اس دور میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالی نے اس عظیم کام کے لئے منتخب فرمایا، آپ علم حدیث کے معروف شیوخ سے استفادہ بھی کر چکے تھے، نیز علوم عقلیہ مثلاً علم الکلام وغیرہ میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اساتذہ حدیث میں سے ہیں، آپ نے حجازِ مقدس میں کئی سال قیام کر کے وہاں کے شیوخ اور علمی حلقوں سے بھی علم حدیث حاصل کیا تھا، کوفے میں حضرت ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نیز ان کے تلامذہ کی روایات بھی

آپ کے پاس محفوظ تھیں، مگر اس نازک موقع پر آپ کے مدنظر روایات سے استنباط واستخراج اور استدلال کا عظیم کام تھا لیکن استنباط واستخراج سے پہلے چونکہ ان روایات کے اخذ وقبول کا مرحلہ تھا اس لئے اس مقصد کے لئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چند بنیادی اصول وضع کیئے جن میں سے چند چیدہ چیدہ درج ذیل ہیں۔

راوی کا ضبطِ صدر

محدثین کرام کے ہاں حدیث صحیح کیلئے پانچ شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

ا.....تمام راوی عادل یعنی ثقہ اور معتبر ہوں۔

۲.....تمام روای تام الضبط ہوں یعنی حدیث کو سند کے ساتھ خوب اچھی طرح یاد رکھتے ہوں، یا لکھ کر محفوظ کر دیا ہو۔

۳.....سند متصل ہو یعنی کوئی راوی چھوٹا ہوا نہ ہو۔

۴.....حدیث معلل نہ ہو یعنی اس حدیث میں کوئی علت خفیہ نہ ہو، علت خفیہ سے مراد یہ ہے کہ حدیث بظاہر صحیح سالم ہو مگر اس میں کوئی ایسی پوشیدہ کمزوری اور عیب ہو جو صحت پر اثر انداز ہو۔

۵.....شاذ نہ ہو، شاذ کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کا روای ثقہ تو ہے مگر اس کی روایت اوثق راوی کی روایت کے خلاف ہے، علامہ محمد بن اسماعیل صنعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں یہی پانچ چیزیں محدثین کے نزدیک صحیح حدیث کی حقیقت میں معتبر ہیں:

فهذه الخمسة هي المعتبرة في حقيقة الصحيح عند المحدثين. ❶

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محدثین کی بیان کردہ شرطوں کو ضروری قرار دینے کے ساتھ ضبط کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، چنانچہ وہ ضبط صدر کو راوی کیلئے اتنا ضروری قرار دیتے ہیں

❶ توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار: أقسام الحديث، ج ۱ ص ۲۳

کہ راوی کیلئے حدیث بیان کرنے میں اس کو بنیادی شرط بتاتے ہیں کہ حدیث کی روایت صرف وہ شخص کرے جو حدیث کے سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک حدیث کا حافظ ہو، امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۱ھ) نے بسندِ متصل امام صاحب سے یہ اصول نقل کیا ہے:

وقال الطحاوی: حدثنا سليمان بن شعيب، حدثنا أبي قال: أملى علينا أبو يوسف، قال قال أبو حنيفة: لا ينبغي للرجل أن يحدث من الحديث إلا ما يحفظه من يوم سمعه إلى يوم يحدث به. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کیلئے مناسب نہیں کہ وہ حدیث بیان کرے مگر صرف وہ شخص بیان کرے جو سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک حدیث کا حافظ ہو۔

امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بھی یہی معمول تھا کہ صرف وہ حدیثیں بیان کرتے تھے جن کے وہ حافظ ہیں اور جن کے وہ حافظ نہیں ہیں بیان نہیں کرتے تھے:

سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا ما يحفظ ولا يحدث بما لا يحفظ. ❷

روایت حدیث کے سلسلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس احتیاط کو محدثین نے تشدد فی الروایۃ سے تعبیر کیا، حالانکہ قبولیت حدیث کیلئے حفظ وضبط راوی کی شرط وہ وصف ہے جس کی بناء پر امام ابوحنیفہ دیگر محدثین اور علماء اصول سے ممتاز ہیں۔

---

❶ شرح مسند أبي حنيفة: مقدمة، ص٧ ❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر ما قاله العلماء في ذم رأيه، ج١٣ ص ٤٢٢

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

ضبط کے سلسلے میں انتہائی احتیاط برتنے والوں کا موقف یہ ہے کہ کوئی حدیث اس وقت تک حجت اور دلیل نہیں ہوسکتی جب تک راوی اپنی یاد اور حافظہ سے روایت نہ کرے:

فمن المشددين من قال: لا حجة إلا فيما رواه من حفظه وتذكره، روى عن مالك وأبي حنيفة. ❶

یہی بات علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

من مذاهب التشديد مذهب من قال لا حجة إلا فيما رواه الراوى من حفظه وتذكره، وذلك مروى عن مالك وأبي حنيفة. ❷

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کا روایتِ حدیث میں یہ اصول بیان کرنے کے بعد دوسرے محدثین سے اس کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ مذہب بڑا ہی سخت ہے، اگر اس معیار کے پیش نظر صحیحین کا جائزہ لیا جائے تو نصف راوی ایسے ملیں گے جو حافظہ کی شرط پر پورے نہ اتریں گے:

هذا مذهب شديد، وقد استقر العمل على خلافه، فلعل الرواة في الصحيحين ممن يوصف بالحفظ لا يبلغون النصف. ❸

جسے سختی کہا جا رہا ہے اسی کا نام احتیاط ہے، اور اس کے علاوہ کوئی وجہ نہیں کہ علم حدیث میں زیادہ سے زیادہ احتیاط کی جائے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اس احتیاط کا کبار محدثین نے اقرار کیا ہے، چنانچہ امام وکیع رحمہ اللہ جو حدیث میں امام احمد، علی بن المدینی، امام یحییٰ بن

❶ التقريب والتيسير: النوع السادس والعشرون، ص ٤٧ ❷ معرفة أنواع علوم الحديث المعروف مقدمة ابن الصلاح: النوع السادس والعشرون، ص ٢٠٨

❸ تدريب الراوى في شرح تقريب النووى: النوع السادس والعشرون، ج ١ ص ٥٢٧

معین، عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں، فرماتے ہیں جیسی احتیاط حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے کسی دوسرے نے نہیں کی ہے:

سمعت وكيعا يقول: لقد وجد الورع عن أبي حنيفة في الحديث ما لم يوجد عن غيره. ❶

حدیث کو متقین کی جماعت روایت کرے

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

قد كان الإمام أبو حنيفة يشترط في الحديث المنقول عن رسول الله قبل العمل به أن يرويه عن ذلک الصحابى جميع أتقياء عن مثلهم وهكذا. ❷

جو حدیث جناب رسول اللہ ﷺ سے منقول ہوں اس کی بابت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ اس کو متقی لوگوں کی ایک جماعت اس صحابی سے برابر نقل کرتی آئی ہو۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی قبولیت کیلئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جس شرط کا ذکر کیا ہے وہ بصراحت خود امام صاحب سے منقول ہے، چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے امام اعظم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رسول الله والآثار الصحاح عنه التى فشت في أيدى الثقات عن الثقات، فإن لم أجد، فبقول أصحابه آخذ بقول من شئت، وأما إذا انتهى الأمر إلى إبراهيم والشعبي والحسن وعطاء، فأجتهد كما اجتهدوا. ❸

❶مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ١ ص١٩٧ ❷الميزان الكبرى للشعراني، ج ١ ص ٢٦
❸مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ٣٤

میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے لیتا ہوں، اگر اس میں نہ ملے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت سے لیتا ہوں، اور انکی صحیح احادیث جو کہ ثقات ہی کے ذریعے شائع ہوئی ہوں، پھر اگر یہاں بھی نہ ملے تو آپ ﷺ کے اصحاب سے جس کا قول چاہتا ہوں اختیار کر لیتا ہوں، لیکن جب معاملہ ابراہیم نخعی، امام شعبی، حسن بصری، اور عطاء رحمہم اللہ تک آ جاتا ہے تو جس طرح ان حضرات نے اجتہاد کیا ہے میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے واضح انداز میں بتلا دیا کہ قرآن کریم کے بعد ان کے نزدیک ایسی حدیث لائق حجت ہیں جسے ثقہ راویوں نے دوسرے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہو۔

امام سفیان ثوری امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اصول نقل کرتے ہیں:

امام اعظم رحمہ اللہ وہ روایات لیتے ہیں جو آپ کے نزدیک صحیح ہوتی ہے جنہیں ثقہ راویوں کی جماعت نے اخذ و روایت کیا ہو:

یأخذ بما صح عنده من الأحادیث التی کان یحملها الثقات.[1]

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صرف وہی روایات لیں جنہیں روایۃً اور عملاً شہرت حاصل ہوگئی تھی، آپ کے دور میں چونکہ تابعین اور کبار تبع تابعین کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی اس لئے آپ کو جتنی روایات ملیں وہ کم سے کم واسطوں سے ملیں، آپ کی روایات میں وحدانیات، ثنائیات، ثلاثیات موجود ہیں، جب کہ بعد کے محدثین کے پاس یہ روایات چھ چھ یا سات سات واسطوں سے انہیں ملیں، نیز امام صاحب نے ان روایات پر عمل کرتے ہوئے تابعین اور کبار تبع تابعین کو آپ نے بچشم خود دیکھا جب کہ بعد کے محدثین کو یہ موقعہ نہ مل سکا ان کے پاس جتنی روایات آئی وہ وسائط کی کثرت کے ساتھ آئی ہیں۔

[1] الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء: ثناء العلماء علی أبی حنیفة، عیسی بن یونس، ص ۱۴۲

روایت بالمعنی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

متقدمین اور متاخرین سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر روایت کرنے والا حافظ اور عارف نہ ہو تو اس کیلئے روایت بالمعنی جائز نہیں ہے۔

جب کوئی راوی حدیث بالمعنی روایت کرنا چاہے تو اگر وہ الفاظ اور مقاصدِ روایت سے آ گاہ نہ ہو تو سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کے لئے روایت بالمعنی جائز نہیں اسے روایت باللفظ ہی کرنا چاہئے:

فإن لم يكن عالما عارفا بالألفاظ ومقاصدها، خبيرا بما يحيل معانيها، بصيراً بمقادير التفاوت بينها، فلا خلاف أنه لا يجوز له ذلك، وعليه أن لا يروى ما سمعه إلا على اللفظ الذى سمعه من غير تغيير. ❶

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اگر الفاظ اور مقاصد سے نا آشنا ہو اور معانی کے ڈھانچہ سے ناواقف ہو تو بالاتفاق اس کیلئے روایت بالمعنی نا جائز ہے، بلکہ اس کے لئے متعین ہے کہ انہی الفاظ کے ساتھ روایت کرے جس طرح اس نے سنا ہے:

إن لم يكن عالماً بالألفاظ ومقاصدها، خبيراً بما يحيل معانيها لم يجز له الرواية بالمعنى بلا خلاف، بل يتعين اللفظ الذى سمعه. ❷

لیکن علماء کا اس بات پر اختلاف ہے کہ اگر راوی عالم وعارف ہو تو کیا اس کیلئے روایت بالمعنی کی کوئی گنجائش ہے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴٦۳ھ) نے اکثر سلف کی طرف نسبت کر کے لکھا ہے

❶ معرفة أنواع علوم الحديث، المعروف بمقدمة ابن الصلاح: النوع السادس والعشرون، ص ۲۱۳ ❷ التقريب والتيسير: النوع السادس والعشرون، ص ۷۴

کہ وہ اسے بھی ناجائز کہتے ہیں۔

اکثر اسلاف اور محدثین کے نزدیک روایت بالمعنی جائز نہیں بلکہ نہایت ضروری ہے کہ روایت باللفظ ہو، اس میں کسی قسم کی کوئی کمی یا زیادتی اور کسی طرح کی تقدیم اور تاخیر نہ کی جائے، اس موضوع پر کچھ روایات ہم پیش کر چکے ہیں ان اکابر نے عالم اور غیر عالم میں اس موضوع پر کوئی فرق نہیں کیا ہے:

قال كثير من السلف وأهل التحرى في الحديث: لا تجوز الرواية على المعنى بل يجب مثل تأدية اللفظ بعينه من غير تقديم ولا تأخير ولا زيادة ولا حذف وقد ذكرنا بعض الروايات عمن ذهب إلى ذلک ولم يفصلوا بين العالم بمعنى الكلام وموضوعه وما ينوب منه مناب بعض وما لا ينوب منابه وبين غير العالم بذلک.①

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ سلف اور خلف کی اکثریت جن میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ بھی شامل ہیں، ان کی رائے یہ ہے کہ روایت بالمعنی اس راوی کیلئے جائز ہے جو حدیث کے صحیح مفہوم کو سمجھتا اور اسے ادا کر سکتا ہو:

وقال جمهور السلف والخلف من الطوائف منهم الأئمة الأربعة :يجوز بالمعنى في جميعه إذا قطع بأداء المعنى.②

لیکن علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی یہ رائے درست نہیں، اس لئے کہ امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دونوں روایت بالمعنی کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔

① الكفاية فى علم الرواية: باب ذكر الحجة في إجازة رواية الحديث على المعنى، ص ۱۹۸ ② تدريب الراوى فى شرح تقريب النواوى:النوع السادس والعشرون، الرابع إذا لم يكن الراوى عالما، ج ۱ ص ۵۳۳

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦٧١ھ) فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ روایت بالمعنی مطلقاً جائز نہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی یہی ہے، آپ کا یہ ارشاد ہے کہ صرف اس راوی کی روایت اپنے پاس لکھتا ہوں جو اپنے منہ سے نکلی ہوئی بات کو جانتا ہو، یہ بات آپ نے اس سوال کے جواب میں فرمائی تھی کہ آپ نے راویوں کی بہت بڑی تعداد سے ملاقات کے باوجود ان سے استفادہ کیوں نہیں کیا، اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ان لوگوں سے روایت نہ لینا جو متقی اور پرہیز گار تھے لیکن تحدیث نہیں جانتے تھے اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ روایت لینے میں انتہائی محتاط تھے اور روایت باللفظ کے قائل تھے:

قال القرطبي: وهو الصحيح من مذهب مالك ويدل على ذلك قوله لا أكتب إلا على رجل يعرف ما يخرج من رأسه وذلك في جواب من قال له لم لم تكتب عن الناس وقد أدركتهم متوافرين وكذلك تركه الأخذ عمن لهم فضل وصلاح إذا كانوا لا يعرفون ما يحدثون به۔ ❶

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ١٠١٤ھ) نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٣٢١ھ) کی ایک روایت کو مدنظر رکھ کر اس بات کی وضاحت کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روایت بالمعنی کے جواز کے قائل نہ تھے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

وقال الطحاوي: حدثنا سليمان بن شعيب، حدثنا أبي قال: أملى علينا أبو يوسف قال قال أبو حنيفة: لا ينبغي للرجل أن يحدث من الحديث إلا ما يحفظه من يوم سمعه إلى يوم يحدث به۔ ❷

❶ توجيه النظر إلى أصول الأثر: الفصل السابع في رواية الحديث بالمعنى، ج ٢ ص ٢٨٤ ❷ شرح مسند أبي حنيفة: مقدمة، ص ٧

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی راوی کیلئے حدیث کا بیان کرنا مناسب نہیں جب تک کہ اسے سماع کے دن سے روایت کے دن تک وہ حدیث یاد نہ ہو:

وحاصله: أنه لم يجوّز له الرواية بالمعنى، ولو كان مرادفاً للمبنى خلافاً للجمهور من المحدثين. (1)

امام اعظم روایت بالمعنی کو جائز نہیں سمجھتے تھے چاہے وہ مرادف الفاظ ہی کیوں نہ ہو، جمہور محدثین کا یہ مسلک نہیں، ان کے ہاں روایت بالمعنی جائز ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی موقف کی تائید ان الفاظ میں کی ہے:

إذا وجد سماعه في كتابه ولا يذكره فعن أبي حنيفة وبعض الشافعية لا يجوز روايته. (2)

اگر حدیث روای کے پاس کتاب میں لکھی ہوئی ہو لیکن اسے زبانی یاد نہ ہو تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرنے کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس موقف کی جس کی نشاندہی ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے مزید روشنی پڑتی ہے، چنانچہ امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا اگر کسی شخص کے پاس اپنی لکھی ہوئی حدیث ہو لیکن وہ اسے زبانی یاد نہ ہو تو کیا کرے؟ فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس حدیث کا آدمی حافظ اور عارف نہ اسے بیان نہ کرے:

وسئل عن الرجل يجد الحديث بخطه لا يحفظه فقال أبو زكريا: كان أبو حنيفة يقول لا تحدث إلا بما تعرف وتحفظ. (3)

(1) شرح مسند أبي حنيفة: مقدمه، ص۷ (2) التقريب والتيسير: النوع السادس والعشرون، ص۷۳ (3) الكفاية في علم الرواية: باب ذكر من روى عنه من السلف إجازة الرواية من الكتاب، ص ۲۳۱

علامہ عبدالعزیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۳۰ھ) فرماتے ہیں:

عزیمت یہ ہے کہ راوی سماع اور فہم کے وقت سے تحدیث وروایت کے وقت تک متن کو پوری طرح یاد رکھے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اخبار وشہادت میں بھی یہی ہے:

العزيمة أن يحفظ المسموع من وقت السماع إلى وقت الأداء. (1)

روایت باللفظ کے سلسلے میں امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ان کے معاصرین رحمہم اللہ نے جو موقف اپنایا یہ دراصل انتہائی احتیاط پر مبنی ہے، ان کے دور میں چونکہ روایات حدیث سے استنباط اور استخراج کا کام ہو رہا تھا لہذا ضروری تھا کہ ہر روایت کو اچھی طرح جانچ لیا جائے اور حتی الامکان یہ کوشش ہو کہ صحیح روایت سے استنباط ہو، نیز اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب کی حدیث میں احتیاط کس قدر زیادہ ہے۔

وجوہ ترجیح اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

دو حدیثیں اگر صحت وقوت کے لحاظ سے یکساں اور ہم پلہ ہوں لیکن اپنے مضمون کے لحاظ سے باہم متعارض ہوں تو ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے کے مقابلے میں کسی ایسے سہارے سے جس میں خود مستقل طور پر حجت بننے کی صلاحیت نہ ہو راجح قرار دیا جائے، جن سہاروں کے ذریعے سے ترجیح کا عمل کیا جاتا ہے ان کو محدثین کی اصطلاح میں وجوہ ترجیح کہتے ہیں۔

ابوبکر محمد بن موسی المعروف حازمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۸۴ھ) نے پچاس (۵۰) وجہ ترجیحات نقل کیں ہیں، دیکھئے تفصیلا: (2)

علامہ ابو اسحاق ابناسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۲ھ) نے علامہ حازمی رحمۃ اللہ علیہ کی پچاس ذکر

(1) كشف الأسرار شرح أصول البزدوي: بيان شرائط الراوي، باب الكتابة والخط، ج۳ ص ۵۲ (2) الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار: وجوه الترجيحات، ص۹ تا ۲۲

کردہ وجہ ترجیحات ہیں اختصار کے ساتھ نقل کی ہیں چند وجہ ترجیحات کا مزید اضافہ بھی کیا ہے، دیکھئے تفصیلا: ❶

"التقييد والإيضاح" کے حاشیہ میں ایک سودس (۱۱۰) وجہ ترجیحات کا ذکر ہے، اس سے زیادہ وجہ ترجیحات تلاش بسیار کے باوجود بندے کی نظر سے نہیں گزریں، اس قدر کثیر تعداد میں وجہ ترجیحات کا یکجا ملنا عموماً مشکل ہوتا ہے، اسلئے اہلِ علم کے فائدے کیلئے ان تمام وجوہ ترجیح کو نقل کیا جاتا ہے چونکہ عبارت سہل ہے اسلئے ترجمہ نہیں کیا:

ووجوه الترجيحات تزيد على المائة وقد رأيت عدها مختصرا فأبدأ بالخمسين التى عدها الحازمي ثم أسرد بقيتها على الولاء الأول: كثرة الرواة، الثاني: كون أحد الراويين أتقن وأحفظ، الثالث: كونه متفقا على عدالته، الرابع: كونه بالغا حالة التحمل، الخامس: كون سماعه تحديثا والآخر عرضا، السادس: كون أحدهما سماعا أو عرضا والآخر كتابة أو وجادة أو مناولة، السابع: كونه مباشرا لما رواه، الثامن: كونه صاحب القصة، التاسع: كونه أحسن سياقا واستقصاء، العاشر: كونه أقرب مكانا من النبى حالة تحمله، الحادى عشر: كونه أكثر ملازمة لشيخه، الثانى عشر: كونه سمعه من مشايخ بلده، الثالث عشر: كون أحد الحديثين له مخارج، الرابع عشر: كون إسناده حجازيا، الخامس عشر: كون رواته من بلد لا يرضون بالتدليس، السادس عشر: دلالة ألفاظه على الاتصال كسمعت وحدثنا، السابع عشر: كونه مشاهدا لشيخه عند الأخذ، الثامن عشر: كون الحديث لم يختلف فيه، التاسع عشر: كون راويه لم يضطرب

❶ الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح: النوع السادس والعشرون، ج ۲ ص ۴۷۳ تا ۴۷۷

لفظه، العشرون: كون الحديث متفقا على رفعه، الحادى والعشرون: كونه متفقا على اتصاله، الثانى والعشرون: كون راويه لا يجيز الرواية بالمعنى، الثالث والعشرون: كونه فقيها، الرابع والعشرون: كونه صاحب كتاب يرجع اليه، الخامس والعشرون: كون أحد الحديثين نصا وقولا والآخر ينسب اليه استدلالاً واجتهاداً، والسادس والعشرون: كون القول يقارنه الفعل، السابع والعشرون: كونه موافقا لظاهر القرآن، الثامن والعشرون: كونه موافقا لسنه أخرى، التاسع والعشرون: كونه موافقا للقياس، الثلاثون: كونه معه حديث آخر مرسل أو منقطع، الحادى والثلاثون: كونه عمل به الخلفاء الراشدون، الثانى والثلاثون: كونه معه عمل الأمة، الثالث والثلاثون: كون ما تضمنه من الحكم منطوقا، الرابع والثلاثون: كونه مستقلا لا يحتاج إلى إضمار، الخامس والثلاثون: كون حكمه مقرونا بصفة والآخر بالاسم، السادس والثلاثون: كونه مقرونا بتفسير الراوى، السابع والثلاثون: كون أحدهما قولا والآخر فعلا فيرجح، الثامن والثلاثون: كونه لم يدخله التخصيص، التاسع والثلاثون: كونه غير مشعر بنوع قدح في الصحابة، الأربعون: كونه مطلقا والآخر ورد على سبب، الحادى والأربعون: كون الاشتقاق يدل عليه دون الآخر، الثانى والأربعون: كون أحد الخصمين قائلا بالخبرين، الثالث والأربعون: كون أحد الحديثين فيه زيادة، الرابع والأربعون: كونه فيه احتياط للفرض وبراء ة الذمة، الخامس والأربعون: كون أحد الحديثين له نظير متفق على حكمه، السادس والأربعون: كونه يدل على التحريم والآخر على

الإباحة، السابع والأربعون: كونه يثبت حكما موافقا لما قبل الشرع فقيل هو أولى وقيل هما سواء، الثامن والأربعون: كون أحد الخبرين مسقطا للحد فقيل هو أولى وقيل لا يرجح، التاسع والأربعون: كونه إثباتا يتضمن النقل عن حكم العقل والآخر نفيا يتضمن الإقرار على حكم العقل.

الخمسون: كون الحديثين في الأقضية وراوى أحدهما على أو في الفرائض وراوى أحدهما زيد أو في الحلال والحرام وراوى أحدهما معاذ وهلم جرا فالصحيح الذى عليه الأكثرون الترجيح بذلك، الحادى والخمسون: كونه أعلا إسنادا، الثانى والخمسون: كون راويه عالما بالعربية، الثالث والخمسون: كونه عالما باللغة، الرابع والخمسون: كونه أفضل في الفقه أو العربية أو اللغة، الخامس والخمسون: كونه حسن الاعتقاد، السادس والخمسون: كونه ورعا، السابع والخمسون: كونه جليسا للمحدثين أو غيرهم من العلماء، الثامن والخمسون: كونه أكثر مجالسة لهم، التاسع والخمسون: كونه عرفت عدالته بالاختبار والممارسة وعرفت عدالة الآخر بالتزكية أو العمل على روايته، الستون: كون المزكي زكاه وعمل بخبره وزكى الآخر وروى خبره، الحادى والستون: كونه ذكر سبب تعديله، الثاني والستون: كونه ذكرا، الثالث والستون: كونه حرا.

الرابع والستون: شهرة الراوى، الخامس والستون: شهرة نسبه، السادس والستون: عدم التباس اسمه، السابع والستون: كونه له إسم واحد على من له إسمان فأكثر، الثامن والستون: كثرة المزكين، التاسع والستون:

كثرة علم المزكين، السبعون: كونه دام عقله فلم يختلط.

هكذا أطلقه جماعة وشرط في المحصول مع ذلك أنه لا يعلم هل رواه في حال سلامته أو اختلاطه، الحادى والسبعون: تأخر إسلام الراوى وقيل عكسه وبه جزم الآمدي، الثاني والسبعون: كونه من أكابر الصحابة، الثالث والسبعون: كون الخبر حكى سبب وروده إن كانا خاصين فإن كانا عامين فبالعكس، الرابع والسبعون: كونه حكى فيه لفظ الرسول، الخامس والسبعون: كونه لم ينكره راوى الأصل أو لم يتردد فيه.

السادس والسبعون: كونه مشعرا بعلو شأن الرسول وتمكنه، السابع والسبعون: كونه مدنيا والآخر مكي، الثامن والسبعون: كونه متضمنا للتخفيف وقيل بالعكس، التاسع والسبعون: كونه مطلق التاريخ على المؤرخ بتاريخ مؤخر، الثمانون: كونه مؤرخا بتاريخ مؤخر على مطلق التاريخ، الحادى والثمانون: كون الراوى تحمله في الإسلام على ما تحمله راويه في الكفر أو شك فيه، الثاني والثمانون: كون الحديث لفظه فصيحا والآخر ركيكا، الثالث والثمانون: كونه بلغة قريش، الرابع والثمانون: كون لفظه حقيقة، الخامس والثمانون: كونه أشبه بالحقيقة، السادس والثمانون: كون أحدهما حقيقة شرعية والآخر حقيقة عرفية أو لغوية السابع والثمانون: كون أحدهما حقيقة عرفية والآخر حقيقة لغوية، الثامن والثمانون: كونه يدل على المراد من وجهين.

التاسع والثمانون: كونه يدل على المراد بغير واسطة، التسعون: كونه يومى إلى علة الحكم، الحادى والتسعون: كونه ذكر معه معارضة، الثاني

والتسعون: كونه مقرونا بالتهديد، الثالث والتسعون: كونه أشد تهديدا، الرابع والتسعون: كون أحد الخبرين يقل فيه اللبس، الخامس والتسعون: كون اللفظ متفقا على وضعه لمسماه، السادس والتسعون: كونه منصوصا على حكمه مع تشبيهه لمحل آخر، السابع والتسعون: كونه مؤكدا بالتكرار، الثامن والتسعون: كون أحد الخبرين دلالته بمفهوم الموافقة والآخر بمفهوم المخالفة وقيل بالعكس، التاسع والتسعون: كونه قصد به الحكم المختلف فيه ولم يقصد بالآخر ذلك، المائة: كون أحد الخبرين مرويا بالإسناد والآخر معزوا إلى كتاب معروف، الحادى بعد المائة: كون أحدهما معزوا إلى كتاب معروف والآخر مشهور.

الثانى بعد المائة: كون أحدهما اتفق عليه الشيخان، الثالث بعد المائة: كون العموم في أحد الخبرين مستفادا من الشرط والجزاء والآخر من النكرة المنفية، الرابع بعد المائة: كون الخطاب في أحدهما تكليفيا وفي الآخر وضعيا، الخامس بعد المائة: كون الحكم في أحد الخبرين معقول المعنى، السادس بعد المائة: كون الخطاب في أحدهما شفاهيا فيقدم على خطاب الغيبة في حق من ورد الخطاب عليه، السابع بعد المائة: كون الخطاب على الغيبة فيقدم على الشفاهى في حق الغائبين، الثامن بعد المائة: كون أحد الخبرين قدم فيه ذكر العلة وقيل بالعكس، التاسع بعد المائة: كون العموم في أحدهما مستفادا من الجمع المعرف فيقدم على المستفاد من ما ومن، العاشر بعد المائة: كونه مستفادا من الكل فيقدم على المستفاد من الجنس المعرف لاحتمال العهد وثم وجوه

أخر للترجيح في بعضها نظر وفي بعض ما ذكر أيضا نظر وإنما ذكرت هذا أيضا منها لقول المصنف أن وجوه الترجيح خمسون فأكثر والله أعلم. ❶

فقاہت سے متصف رُوات کی احادیث کو شیوخ محدثین پر ترجیح ہوگی

اگر دو حدیثیں صحیح ہونے کے باوجود باہم متعارض ہو جائیں تو کیا ان میں سے کسی ایک کو اسی بناء پر راجح قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس کے بیان کرنے والے علم وفکر اور فقہ ونظر کی دولت سے مالا مال ہیں، اس حد تک سب متفق ہیں کہ روایوں میں فقاہت یقیناً وجہ ترجیح ہے۔

چنانچہ علامہ حازمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۸۴ھ) نے ایک وجہ ترجیح یہی نقل کی ہے کہ دو حدیثوں کے راوی اگر حفظ وضبط میں ہم پلہ ہوں تو فقہاء کی روایت کو ترجیح ہوگی:

الوجه الثالث والعشرون: أن يكون رواة أحد الحديثين مع تساويهم في الحفظ والإتقان فقهاء عارفين باجتناء الأحكام من مثمرات الألفاظ، فالاسترواح إلى حديث الفقهاء أولى.

وحكى علي بن خشرم قال: قال لنا وكيع: أي الإسنادين أحب إليكم: الأعمش عن أبي وائل عن عبد الله، أوسفيان عن منصور عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله؟ فقلنا: الأعمش عن أبي وائل عن عبد الله فقال: يا سبحان الله، الأعمش شيخ، وأبو وائل شيخ، وسفيان فقيه، ومنصور فقيه، وإبراهيم فقيه، وعلقمة فقيه، وحديث يتداوله الفقهاء خير من أن يتداوله الشيوخ. ❷

وجوہ ترجیح میں سے ایک یہ ہے کہ دو حدیثوں میں سے کسی ایک کے بیان کرنے

❶ التقييد والايضاح شرح مقدمة ابن الصلاح: النوع السادس والعشرون، ص ۲۸۶ تا ۲۸۹ ❷ الاعتبار فى الناسخ والمنسوخ من الآثار: الوجه الثالث والعشرون، ص ۱۵

والے اگر حفظ وضبط میں ہم پلہ ہوں لیکن ان میں سے ایک کے راوی فقہاء ہوں تو فقہاء کی روایت کو ترجیح ہوگی، علی بن خشرم محدث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم سے امام وکیع رحمہ اللہ نے کہا کہ ان دوسندوں میں سے تمہیں کون سی سند پسند ہے؟ ''أعمش عن أبي وائل عن عبد اللّٰه'' یا ''سفیان عن منصور عن إبراهیم عن علقمة عن عبد اللّٰه'' کا سلسلہ زیادہ پسند ہے؟ امام وکیع نے فرمایا کہ اس سند میں اعمش اور ابووائل شیوخ حدیث میں ہیں، اور دوسری سند میں سفیان، منصور، ابراہیم اور علقمہ فقہاء ہیں اور وہ حدیث جو فقہاء کی راہ سے آئے بلاشبہ اس حدیث سے بہتر ہے جو محدثین کی وساطت سے آئے۔

علامہ ابوالسعادات مجدالدین المعروف ابن اثیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) نے اس موقع پر بڑی عمدہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ یہ سلسلہ روایت فقہاء کی سند سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک رباعی ہے اور محدثین کی سند سے ثنائی ہے یعنی فقہاء کی سند میں چار راوی ہیں اور محدثین کی سند میں صرف دو راوی ہیں، اس کے باوجود صرف راویوں کی فقاہت کی وجہ سے فقہاء کی روایت کو راجح قرار دیا گیا ہے:

عن أبي وائل عن عبد اللّٰه بن مسعود، أو سفیان عن منصور عن إبراهیم عن علقمة عن عبد اللّٰه؟ فقلنا: الأعمش عن أبي وائل، فقال: یا سبحان اللّٰه! الأعمش شیخ، وأبو وائل شیخ، وسفیان فقیه، ومنصور فقیه، وإبراهیم فقیه، وعلقمة فقیه، وحدیث یتداوله الفقهاء، خیر من حدیث یتداوله الشیوخ.

فهذا من طریق الفقهاء رباعي إلی ابن مسعود، وثنائي من طریق المشایخ، ومع ذلک قدم الرباعي لأجل فقه رجاله.[1]

[1] جامع الأصول في أحادیث الرسول: الباب الثالث، الفرع الرابع في المسند والاسناد، ج ۱ ص ۱۱۴

معلوم ہوا کہ اگر دو حدیثوں میں تعارض ہو جائے اور باعتبار سند دونوں قوی ہوں لیکن سند کے ایک سلسلے میں شیوخِ حدیث ہوں اور دوسرے سلسلے میں فقہاء کرام ہوں تو خود محدثین کے نزدیک بھی فقہاء کی روایت کا پلڑا بھاری ہوگا اگرچہ محدثین کی روایت کو علوِ سند کا مقام بھی حاصل ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ فقہاء کرام معانی حدیث زیادہ جانتے ہیں:

الفقهاء وهم أعلم بمعاني الحديث. (1)

ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) نقل کرتے ہیں کہ فقاہتِ حدیث سے متصف روّات کی احادیث مجھے شیوخ حدیث سے مروی راویوں سے زیادہ پسند ہے:

كان حديث الفقهاء أحب إليهم من حديث المشيخة. (2)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ حدیث کو اس کے راوی کے فقیہ ہونے کی بناء پر ترجیح دی جائے گی کیونکہ فقہاء کی مرکزی توجہ احکام پر دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے:

ويرجح بأن يكون رواته فقهاء لأن عناية الفقيه بما يتعلق بالأحكام أشد من عناية غيره بذلك. (3)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ وجوہ ترجیح میں سے تیسری وجہ فقہ راوی بھی ہے، چاہے حدیث کی روایت باللفظ ہو یا بالمعنی ہو کیونکہ فقیہ جب کوئی ایسی بات سنتا ہے جسے ظاہر پر محمول کرنا دشوار ہو تو اس کے بارے میں بحث و تمحیص سے کام

(1) سنن الترمذی: أبواب الجنائز، باب ماجاء فی غسل المیت، ج ۱، ص ۱۹۳ (2) الجرح والتعديل: باب في عدول حاملي العلم إنهم ينفون عنه التعريف والانتحال، ج ۲ ص ۲۵
(3) الکفایة فی علم الروایة: باب القول في ترجيح الأخبار، ص ۴۳۶

لیتا ہے تا آں کہ وہ ایسی چیز پر مطلع ہو جاتا ہے جس سے راہ کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں:

ثالثها: فقه الراوی، سواء کان الحدیث مرویا بالمعنی أو اللفظ؛ لأن الفقیه إذا سمع ما یمتنع حمله علی ظاهره بحث عنه حتی یطلع علی ما یزول به الإشکال.❶

بہر حال ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی فقہ راوی کا وجہ ترجیح ہونے میں محدثین اور فقہاء کا نقطہ نظر ایک ہے۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ اگر دونوں روایتیں صحیح ہوں اور دونوں میں تعارض ہو اور ایک کے راوی فقہاء ہوں اور دوسری روایت متعدد طرق سے مروی ہو تو اس میں اختلاف ہے محدثین کے نزدیک متعدد طرق سے مروی روایت کو راجح قرار دیا جائے گا۔ جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فقہاء کی روایت کو راجح قرار دیا جائے گا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جب امام اوزاعی رحمہ اللہ سے رفع یدین کی روایت کے متعلق گفتگو ہوئی تو امام صاحب نے اسی اصول کو اپنایا تھا:

أنه اجتمع مع الأوزاعي بمكة في دار الحناطين كما حكى ابن عيينة فقال الأوزاعي: ما بالكم لا ترفعون عند الركوع والرفع منه، فقال: لأجل أنه لم يصح عن رسول الله فيه شيئ، فقال الأوزاعي: كيف لم يصح وقد حدثني الزهری عن سالم عن أبيه أن رسول الله كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة وعند الركوع وعند الرفع منه، فقال أبو حنيفة: حدثنا حماد عن إبراهيم عن علقمة والأسود عن عبد الله بن مسعود أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يرفع يديه إلا عند افتتاح الصلاة ثم لا يعود لشيئ من ذلک فقال الأوزاعي: أحدثک عن الزهری عن سالم عن أبيه وتقول حدثني حماد عن إبراهيم؟ فقال أبو حنيفة: كان حماد أفقه من الزهری، وكان

❶ تدریب الراوی في شرح تقریب النواوی: النوع السادس والثلاثون، ج ۲ ص ۶۵۵

إبـراهيم أفقه من سالم، وعلقمة ليس بدون من ابن عمر في الفقه، وإن كانت لابن عمر صحبة وله فضل صحبة، وعبد الله عبد الله. ❶

امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما مکہ کے دار الحناطین میں جمع ہوئے گفتگو کے دوران امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا آپ رکوع میں جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا اس لئے کہ رفع یدین رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ (یہاں صحت کی نفی مراد نہیں بلکہ اولویت کی نفی مراد ہے) امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے مجھے زہری نے بتایا اور انہوں نے سالم سے اور سالم نے اپنے والد سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا مجھے حماد نے بتایا اور انہوں نے ابراہیم سے سنا، اور ابراہیم نے علقمہ سے اور اسود سے، اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور پھر اسے نہیں دہراتے تھے، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر جواب میں کہا میں آپ کو زہری، سالم اور انکے والد کی روایت سناتا ہوں اور آپ مجھے حماد اور ابراہیم کی روایت سناتے ہو، تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہے، ابراہیم سالم سے بڑھ کر عالم تھے اور اگر صحابی ہونے کا پاس نہ ہوتا تو میں یہ کہتا کہ علقمہ، عبداللہ بن عمر سے زیادہ فقیہ تھے، اور عبداللہ بن مسعود تو آخر عبداللہ ہیں اُن کا کیا کہنا۔

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ترکِ رفع یدین کی روایت کو فقاہت کی بناء پر، اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے رفع یدین کی روایت کو علوسند

❶ فتح القدير: كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلاة، ج ۱ ص ۳۱۱

کی وجہ سے ترجیح دی، اور ہمارے نزدیک راجح مذہب بھی یہی ہے کہ فقاہت راوی کو ترجیح دی جائے گی:

فرجح بفقه الرواة كما رجح الأوزاعى بعلو الإسناد وهو المذهب المنصور عندنا. ❶

علامہ عبدالعزیز بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ ہم نے جو ذکر کیا اکثر اصولیین کا مذہب ہے، ہمارے ائمہ احناف اور اصحاب شوافع میں سے، ''المحصول'' اور دیگر کتب میں یہ بات ذکر کی گئی ہے فقاہتِ حدیث سے متصف روات کی روایات راجح ہوں گی ان پر جو فقاہت حدیث سے متصف نہیں ہیں (یعنی صرف محدث ہیں)، ایک قوم نے کہا کہ یہ وجہ ترجیح اس وقت ہوگی جب دونوں احادیث روایت بالمعنی ہوں، اگر روایت باللفظ ہوں تو یہ وجہ ترجیح نہیں ہوگی، لیکن حق بات یہ ہے کہ وجہ ترجیح مطلقا ہوگی، یعنی اس کے لئے روایت بالمعنی یا روایت باللفظ کی کوئی شرط نہیں ہے بلکہ راجح بات یہی ہے کہ فقاہت روات وجہ ترجیح ہے:

وما ذكرنا مذهب عامة الأصوليين من أصحابنا وأصحاب الشافعى فقد ذكر في المحصول وغيره أن رواية الفقيه راجحة على رواية غير الفقيه وقال قوم هذا الترجيح إنما يعتبر في خبرين مرويين بالمعنى أما المروى باللفظ فلا، والحق أنه يقع به الترجيح مطلقا. ❷

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ راجح مذہب احناف کے نزدیک افقہیت یعنی راوی کا فقیہ ہونا ہے اکثریت نہیں ہے:

❶ فتح القدير: كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۱۱ ❷ كشف الأسرار شرح أصول البزدوى: شرائط الراوى، باب تفسير شروط الراوى وتقسيمها، ج ۲ ص ۳۹۷

أن المذهب المنصور عند علمائنا الحنفية الأفقهية دون الأكثرية. [1]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقاہت وجہ ترجیح ہے جب کہ دیگر محدثین کے نزدیک کثرتِ طرق وجہ ترجیح ہے۔

مُناولہ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

مناولہ کہا جاتا ہے کہ محدث طالب علم کو اپنی مسموعات پر مشتمل کتاب دے اور یہ کہے کہ تم اسے میری جانب سے راویت کرو یا طالب علم کو کتاب کا مالک بنادے یا لکھنے کیلئے کتاب عاریۃً دے یا طالب علم شیخ کے پاس اپنی مسموعات کی کتاب لے کر آئے اور شیخ اسے دیکھ کر طالب علم کو کہہ دے کہ تمہیں اس کتاب کے مشتملات کی میری جانب سے روایت کی اجازت ہے، اس کو عرض المناولہ کہتے ہیں، اب محدثین کے ہاں یہ سوال پیدا ہوا کہ بلحاظ قوت اس کا کیا حکم ہے؟

امام زہری، امام ربیعہ، یحیی بن سعید الانصاری، مجاہد، شعبی، علقمہ، ابراہیم، ابوالعالیہ، ابوالزبیر، ابوالتوکل، مالک، ابن وہب، ابن القاسم رحمہم اللہ ان سب کی رائے یہ ہے کہ مناولہ قوت میں تحمل روایت کی پہلی قسم سماع کے برابر اور ہم پلہ ہے، دوسری طرف امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، امام اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، بویطی، مزنی، امام احمد، اسحاق، یحیی بن یحیی رحمہم اللہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ مناولہ کا درجہ سماع اور قراءت علی الشیخ دونوں سے کمتر ہے:

وهذه المناولة كالسماع في القوة عند الزهري، وربيعة، ويحيى بن سعيد الأنصاري، ومجاهد، والشعبي، وعلقمة، وإبراهيم، وأبي العالية، وأبي الزبير، وأبي التوكل، ومالك، وابن وهب، وابن القاسم، وجماعات

[1] شرح الشرح نخبة الفكر في مصطلحات أهل الاثر: الناسخ والمنسوخ، ص ٣٨٥

آخرین، والصحیح أنها منحطة عن السماع والقراءة، وهو قول الثوری، والأوزاعی، وابن المبارک، وأبي حنیفة، والشافعی، البویطی، والمزنی، وأحمد، وإسحاق، ویحیی بن یحیی. ❶

امام ابوعبداللہ حاکم ﷫ (متوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ فقہاء اسلام جو اسلام میں حلال وحرام کا فتوی دیتے ہیں وہ عرض مناولہ کو سماع قرار نہیں دیتے ہیں جیسے امام شافعی ﷫ حجاز میں، امام اوزاعی ﷫ شام میں، امام بویطی اور مزنی ﷭ مصر میں، امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور امام احمد بن حنبل ﷭ عراق میں، عبداللہ بن مبارک، یحیی بن یحیی اور اسحاق بن راہویہ ﷭ مشرق میں:

أما فقهاء الإسلام الذین أفتوا في الحلال والحرام، فإن فیهم من لم یر العرض سماعا. وبه قال الشافعی المطلبی بالحجاز، والأوزاعی بالشام، والبویطی والمزنی بمصر، وأبو حنیفة وسفیان الثوری وأحمد بن حنبل بالعراق ابن المبارک، ویحیی بن یحیی، وإسحاق بن راهویه بالمشرق. ❷

علامہ ابن صلاح ﷫ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

صحیح بات یہ ہے کہ مناولہ کا مقام سماع عن الشیخ اور قراءت علی الشیخ دونوں سے کم تر ہے:

والصحیح: أن ذلک غیر حال محل السماع، وأنه منحط عن درجة التحدیث لفظا، والإخبار قرائة. ❸

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ ﷫ کے نزدیک مناولہ، سماع عن الشیخ، اور قراءت

---

❶ التقریب والتیسیر: النوع الرابع والعشرون، ص: ۶۲ ❷ معرفة علوم الحدیث: النوع الثانی والخمسین، ص ۲۵۹ ❸ معرفة أنواع علوم الحدیث، المعروف بمقدمة ابن الصلاح، النوع الرابع والعشرون، القسم الرابع، ص ۱۹۷

علی الشیخ کے ہم پلہ نہیں ہے بلکہ درجے میں ان دونوں قسموں سے کم تر ہے۔

اخبارِ احاد میں بظاہر تعارض اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تطبیقات

دین اسلام کے احکامات بالکل صاف اور واضح ہیں ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔
علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۹۰ھ) فرماتے ہیں کہ شریعت کے احکامات میں یقینی بات ہے کہ کوئی تعارض نہیں ہے:

لأن الشريعة لا تعارض فيها ألبتة.[1]

لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریعی زندگی کی پوری تاریخ ہم تک شہور وسنین کی تعیین اور ایام کی ترتیب سے نہیں پہنچی اور جو کچھ صحابہ کے ذریعے پہنچا اس میں بھی بعض کو راویوں نے روایت بالمعنی کیا ہے، اس لئے بظاہر ہماری نگاہوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے حالانکہ درحقیقت شریعت کے احکامات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

تعارض کا حاصل یہ ہے کہ:

أن يأتي حديثان متضادان في المعنى ظاهراً.[2]

احادیث کے درمیان تعارض کو دور کرنا یہ کام صرف محدثین کا نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ فقیہ ہو۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

یہ کام زیب ہے ان ائمہ کے لئے جن میں حدیث وفقہ کی شان جامعیت پائی جاتی ہو، اور وہ اصولیین جو معانی کی گہرائیوں میں اترے ہیں:

إنما يكمل له الأئمة الجامعون بين الحديث والفقه، والأصوليون

[1] الموافقات: كتاب الاجتهاد، النظر الأول، ج۵ ص ۳۴۱

[2] التقريب والتيسير: النوع السادس والثلاثون، ص ۹۰

الغواصون علی المعانی۔ ❶

امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) تطبیق روایات کے متعلق ضابطہ نقل کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اولیٰ بات یہ ہے کہ جب دو احادیث جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہوں اور دونوں میں تطبیق کا بھی احتمال ہو اور بظاہر تعارض کا بھی احتمال ہو تو ہم ان روایات کو تطبیق پر محمول کریں گے:

أولی الأشیاء بنا إذا روی حدیثان عن رسول اللہ ﷺ فاحتملا الاتفاق واحتملا التضاد أن نحملها علی الاتفاق لا علی التضاد۔ ❷

ہبہ سے متعلق روایات

۱..... حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہبہ دے کہ واپس لینے والا ایسا ہے جیسا کہ کتا قے کر کے چاٹ لے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: العَائِدُ فِی هِبَتِهِ كَالكَلْبِ يَقِئُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ۔ ❸

۲..... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہبہ کر کے واپس لینے کا حق کسی کو نہیں ہے سوائے والد کے کہ وہ اپنے بیٹے کو ہبہ دے کر واپس لے سکتا ہے:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لاَ يَرْجِعُ أَحَدُكُمْ فِي هِبَتِهِ، إِلاَّ الْوَالِدُ مِنْ وَلَدِهِ۔ ❹

❶ التقریب والتیسیر: النوع السادس والعشرون، ص ۹۰ ❷ شرح معانی الآثار: کتاب الکراهة، باب الشرب قائما، ج ۴ ص ۲۷۴ ❸ صحیح البخاری: کتاب الهبة، باب هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها، ج ۳ ص ۱۵۸، رقم الحدیث، ۲۵۸۹

❹ سنن ابن ماجه: کتاب الهبات، باب من أعطی ولده ثم رجع فیه، رقم الحدیث ۲۳۷۸، ج ۲ ص ۷۹۶

۳.....آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہبہ کرے وہی ہبہ کا زیادہ حقدار ہے جب تک کہ اس کا بدل نہ پائے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّجُلُ أَحَقُّ بِهِبَتِهِ مَا لَمْ يُثَبْ مِنْهَا. ⓵۔

جن لوگوں نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صرف ظاہری سطح کو دیکھا کہ ہبہ دے کر واپس لینے کو کتے کی قے چاٹنے سے تشبیہ دی ہے انہوں نے ہبہ واپس لینے کے متعلق حرمت کا فیصلہ کر دیا اس لئے کہ قے ناپاک ہوتی ہے اور ناپاک چیز حرام ہے اس لئے ہبہ دے کر واپس لینا بھی حرام ہے، لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں صرف یہ نہیں دیکھا کہ قے سے تشبیہ دی ہے بلکہ تشبیہ پر غور کر کے بتلایا کہ قے واقعی ناپاک ہوتی ہے، اور ناپاک چیز حرام بھی ہوتی ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تشبیہ دی ہے وہ یہ نہیں کہ ہبہ دے کر واپس لینے والا اس شخص کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹے بلکہ تشبیہ یہ ہے کہ ہبہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹے، ظاہر ہے کہ قے حرام ہے لیکن کتے کیلئے حرام نہیں ہے کیونکہ حلت وحرمت کا تعلق مکلّف ہونے سے ہے اور کتا مکلّف نہیں ہے، اس لئے حدیث کا تقاضا ہے کہ ہبہ کی واپسی مکروہ ہے اور خلاف اولی ہے نیز یہ کراہت بھی اس وقت ہے جب کہ موہوب لہ واہب کا قریبی رشتہ دار نہ ہو اور موہوب لہ کی جانب سے واہب کو اس کا کوئی بدل نہ ملا ہو یہ دو شرطیں امام صاحب نے ان دو حدیثوں کی وجہ سے لگائیں جن کا اوپر ذکر ہوا اب تمام روایات میں تطبیق ہو گئی۔

سور الکلب سے متعلق روایات

۱.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب

⓵ سنن ابن ماجہ: کتاب الھبات، باب من وھب ھبة رجاء ثوابھا، رقم الحدیث: ۲۳۸۷، ج ۲ ص ۷۹۸

تمہارے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو چاہئے کہ اسے سات بار دھوڈالو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا شَرِبَ الكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا. ❶

۲.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتا جب برتن میں منہ ڈالے تو اسے تین یا پانچ یا سات بار دھوڈالو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْكَلْبِ يَلَغُ فِي الْإِنَاءِ أَنَّهُ يَغْسِلُهُ ثَلاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا. ❷

۳.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے گرا کر تین مرتبہ دھوؤ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ. ❸

۴.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فتویٰ بھی یہی ہے کہ پانی گرا کر اس برتن کو تین مرتبہ دھوڈالو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ. ❹

اب پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سات مرتبہ دھونا ضروری ہے، جب کہ دوسری

❶صحيح البخاری: كتاب الوضوء، باب الماء الذی يغسل به شعر الإنسان، رقم الحديث: ۱۷۲، ج ۱ ص ۴۵ ❷سنن الدار قطني: كتاب الطهارة، باب ولوغ الكلب في الإناء، رقم الحديث: ۱۹۳، ج ۱ ص ۱۰۸ ❸نصب الراية: كتاب الطهارات، الحديث الرابع والأربعون، ج ۱ ص ۱۳۱ ❹سنن الدارقطني: كتاب الطهارات، باب ولوغ الكلب في الإناء، رقم الحديث: ۱۹۶، ج ۱، ص ۱۰۹

روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اختیار ہے چاہے تو تین مرتبہ دھوئیں یا پانچ یا سات مرتبہ، اور تیسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برتن کو تین مرتبہ دھونا ہے اور یہی راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فتوی بھی ہے، تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام روایات کے درمیان تطبیق اس طرح دی ہے کہ تین مرتبہ دھونا واجب ہے اور سات مرتبہ دھونا مستحب ہے تا کہ تمام روایات پر عمل ہو جائے۔

علامہ ابن امیر الحاج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں جس برتن میں کتے نے منہ ڈال دیا اس کا پاک ہونا سات پر موقوف نہیں بلکہ وہ سات سے پہلے ہی تین سے پاک ہو چکا ہے جیسا کہ حاکم نے بتایا ہے اور یہی تقاضا ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا جس میں کہا ہے کہ تین مرتبہ دھونا واجب ہے اور سات مرتبہ مستحب ہے:

طهارة الإناء الذی ولغ الكلب فيه لا تتوقف على السبع بل تثبت قبل السبع بالثلاث على ما ذكره الحاكم في إشارته وهو أيضا مقتضى نقل بعضهم عن أبي حنيفة وجوبها، واستحباب الأربعة بعدها. (1)

سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟

۱.....عَنِ ابْنِ عَبَّاس رضی الله عنهٍ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ. (2)

۲.....عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّة رضی الله عنه، عَنِ النَّخعِيِّ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ رضی الله عنه أَبُو بَكْرٍ. (3)

(1) التقرير والتحبير: انقسام دلالة اللفظ إلى المنطوق والمفهوم، أقسام المفهوم، ج ۱ ص ۱۲۷ (2) المعجم الكبير للطبرانی: باب العين، طاؤس عن ابن عباس، رقم الحديث: ۱۰۹۲۴، ج ۱۱ ص ۲۵ (3) فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: فضائل أبی بكر الصديق، ماروی أن أول من اسلم، رقم: ۲۶۵، ج ۱ ص ۲۲۵

٣.....عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ: أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ. ①

٤.....قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَقَالَ آخَرُونَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ. ②

پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام لایا ہے۔

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام لایا ہے۔

تیسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام لایا ہے۔

چوتھی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسلام لایا ہے۔

اب ان تمام روایات کے درمیان تطبیق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دی ہے، فرمایا آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے، اور عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے، اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے، اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسلام لایا ہے:

وقد أجاب أبو حنيفة رحمه الله بالجمع بين هذه الأقوال بأن أوّل من أسلم من الرجال الأحرار أبو بكر، ومن النساء خديجة، ومن الموالي زيد بن حارثة، ومن الغلمان علي بن أبي طالب رضي الله عنه. ③

① دلائل النبوة للبيهقي: أبواب المبعث، باب من تقدم إسلامه من الصحابة، ج٢ ص١٦٣ ② البداية والنهاية: فصل أول من أسلم من متقدمي الإسلام والصحابة وغيرهم، ج٣ ص٣٩ ③ البداية والنهاية: فصل أوّل من أسلم من متقدمي الإسلام والصحابة وغيرهم، ج٣ ص٣٩

حدیث مسند اور مرسل

تمام محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحیح حدیث وہ ہے جس کی سند متصل ہو۔

علامہ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ حدیث صحیح وہ ہے جس کی سند متصل ہو اور اسے نقل کرنے والے راوی سند کی ابتداء سے انتہاء تک تمام عادل اور ضابط ہوں، اور وہ روایت شاذ اور معلل نہ ہو:

أما الحديث الصحيح: فهو الحديث المسند الذى يتصل إسناده بنقل العدل الضابط عن العدل الضابط إلى منتهاه، ولا يكون شاذا ولا معللا۔ [1]

لہذا محدثین ہر اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں جس کی سند منقطع ہو، اسی وجہ سے اس سے استدلال نہیں کر سکتے، اسی طرح حدیث مرسل کو بھی محدثین نے ناقابل حجت قرار دیا ہے، کیونکہ تابعی صحابی کے واسطے کے بغیر براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرے تو اسے ارسال کہتے ہیں، یہ بھی انقطاع ہی کی ایک قسم ہے مثلاً سعید بن میسّب، ابن سیرین اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم کی مرسل روایات۔ سند کے متصل ہونے کی شرط تیسری صدی کے محدثین نے لگائی ہے کیونکہ اس دور تک سند میں چھ یا سات واسطے آ گئے تھے ان میں ارتباط واتصال کا سراغ لگانا بے حد ضروری ہو گیا تھا، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عہد تابعین سے ہیں جبکہ انکے درمیان صرف دو یا تین واسطے تھے لہذا کسی التباس کا ہونا بہت مشکل تھا اسی وجہ سے اس دور کی مسند اور مرسل دونوں احادیث مقبول تھیں۔

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ تمام تابعین کا مرسل روایت کے قبولیت پر اجماع ہے، تابعین میں سے کسی نے بھی (اس کی حجت کا) انکار نہیں کیا، اور نہ ان کے بعد دوسری صدی تک ائمہ میں سے کسی ایک نے (اس کی حجیت کا) انکار کیا ہے:

[1] معرفة أنواع علوم الحديث: النوع الأول: معرفة الصحيح من الحديث، ص ١٢

وقال ابن جرير: وأجمع التابعون بأسرهم على قبول المرسل، ولم يأت عنهم إنكاره، ولا عن أحد من الأئمة بعدهم إلى رأس المائتين. ❶

امام ابوداود رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) نے اہلِ مکہ کے نام اپنے ایک خط میں بھی اسی کا ذکر کیا ہے کہ مرسل روایات سے اگلے علماء دلیل پکڑتے (اور استدلال کرتے تھے) جیسے سفیان ثوری، امام مالک، امام اوزاعی رحمہم اللہ، یہاں تک کہ امام شافعی رحمہ اللہ آئے اور انہوں نے اس میں کلام کیا:

أما المراسيل فقد كان يحتج بها العلماء فيما مضى مثل سفيان الثورى ومالك والأوزاعى حتى جاء الشافعى فتكلم فيها. ❷

دراصل پہلی اور دوسری صدی میں تلامذہ کو اساتذہ کرام پر حد درجہ اعتماد تھا اور یہ اعتماد ان کے اتقان وتقویٰ کی بناء پر تھا، حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

ولا شک أن الغالب على حملة العلم النبوى في ذلک الزمان العدالة. ❸

اسی لیے صحابہ کرام کی مراسیل بلا اختلاف حجت ہیں۔

چنانچہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ مرسل صحابی جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے:

فالحديث صحيح وغايته أن يكون مرسل صحابي وهو حجة عند الجمهور. ❹

---

❶ تدريب الراوى فى شرح تقريب النواوى: النوع التاسع: المرسل، ج ۱ ص ۲۲۳

❷ التعليقات على شروط الائمة الخمسة: ص ۴۵

❸ تنقيح الأنظار فى علوم الآثار: ص ۱۴۸

❹ نيل الأوطار: أبواب الجمعة، باب من تجب ومن لاتجب، ج ۱ ص ۱۶۵

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦٧٦ھ) فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مرسل روایات حجت ہیں اسلئے کہ صحابہ کرام سب ثقہ ہیں:

ومراسيل الصحابة رضى الله عنهم حجة لأنهم ثقات لا يتهمون. (1)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی مرسل روایات مقبول ہیں، اسی طرح مراسیل کبار تابعین بھی مراسیل صحابہ کی طرح حجت ہیں جبکہ ان راویوں میں عدالت اور شہرت ہو، اور کمزور و مجہول کی روایت سے اجتناب ہو:

فمراسيل الصحابة مقبولة وكذلك مراسيل كبار التابعين إذا انضم إليها ما يؤكدها من عدالة رجال من أرسل منهم حديثه وشهرتهم واجتناب رواية الضعفاء والمجهولين. (2)

درج بالا مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مرسل اور مسند احادیث دونوں متداول تھیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موطا میں سینکڑوں مرسل روایات درج کی ہیں اور ان میں کوئی فرق روا نہیں رکھا، لیکن ان کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الرسالة'' میں مراسیل کی حجیت پر گفتگو کی ہے اور انہیں بعض شرائط سے مشروط کر دیا، مراسیل کو رد نہیں کیا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، آپ کی شرائط محض احتیاط کیلئے ہیں ورنہ آپ نے کبار تابعین کی مرسل روایات کو قبول کیا ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی موقف ہے لہذا یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا موقف مسند اور مرسل احادیث کے بارے میں وہی ہے جو اس عہد کے جمہور محدثین فقہاء اور علماء کا تھا۔

---

(1) المجموع شرح المهذب: كتاب الديات، باب الديات، ج ١٩ ص ٤٤

(2) كتاب القراءة خلف الإمام: ذكر خبر آخر يحتج به من لا يعلم، رقم الحديث: ٤٤٢، ص ٢٠١

سماع عن الشیخ اور قراءت علی الشیخ میں امام ابوحنیفہ کے نزدیک راجح صورت

اخذ حدیث کے آٹھ متداول طرق میں سے ایک طریقہ سماع اور ایک قراءت ہے، محدثین کے نزدیک سماع یہ ہے کہ شاگرد استاد کے الفاظ سنے، جسے قراءت الشیخ بھی کہتے ہیں خواہ استاد کسی کتاب سے یہ الفاظ پڑھ کر سنا رہا ہو یا اپنے حافظے سے، خواہ وہ شاگرد کو املاء کرائے یا نہ کروائے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

سماع لفظ الشيخ، وهو إملاء وغيره من حفظ ومن كتاب. وهو أرفع الأقسام عند الجماهير. ❶

شیخ کے الفاظ کا سماع کرنا خواہ کسی کتاب سے پڑھ کر سنا رہا ہو یا کسی اور طریقہ سے یعنی بغیر مخطوطے کے سنا رہا ہو اور ان دونوں صورتوں میں یہ تحدیث شیخ کے حافظہ سے ہو گی یا مخطوطہ سے اور وہ سب سے اعلیٰ قسم ہے یعنی جمہور علماء کے نزدیک اخذ و تحدیث کا سب سے اعلیٰ طریقہ ہے۔

علامہ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ یہ تمام اقسام میں اعلیٰ وارفع ہے:

سواء أحدث من كتابه أو من حفظه باملاء أو بغير إملاء وهو أرفع الأقسام وأعلاها. ❷

❶ تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: النوع الرابع والعشرون، أقسام طرق تحمل الحديث، ج ۱ ص ۴۱۸

❷ توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار: في بيان أقسام التحمل، ج ۲ ص ۱۸۶

شیخ اپنے مخطوطہ سے تحدیث کرے یا حافظے سے دونوں برابر ہیں، اسی طرح راوی اپنے پاس کتابۃً ضبط کرے یا بالصدر ضبط کرے دونوں جائز ہیں۔

قراءت سے مراد یہ ہے کہ شاگرد کو کوئی چیز یاد ہو یا کتاب سے پڑھ کر شیخ کو سنائے، اسے قراءت علی الشیخ اور عرض یعنی پیش کرنا بھی کہتے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

(القراءة على الشيخ ويسميها أكثر المحدثين عرضا)من حيث إن القارئ يعرض على الشيخ ما يقرؤه.[1]

شیخ کے سامنے پڑھنے کو اکثر محدثین نے عرض کا نام دیا ہے، اس حیثیت سے کہ پڑھنے والا جو کچھ پڑھتا ہے وہ شیخ پر پیش کرتا ہے۔

اخذ وتحمل حدیث کے یہ دونوں طریقے جائز اور حکماً برابر ہیں، لیکن تقابل کی صورت میں محدثین سماع کو قراءت پر ترجیح دیتے ہیں، حافظ ابن الصلاح، علامہ زین الدین عراقی، حافظ ابن کثیر اور امام نووی رحمہم اللہ وغیرہ نے اپنی کتب میں یہی مؤقف اپنایا ہے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی نظریہ ابھی گزرا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قراءت کی صورت سماع کے مقابلے میں قابل ترجیح ہے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نقل کرتے ہیں کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر میں شیخ کے روبرو پڑھوں تو مجھے یہ زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ شیخ پڑھے اور میں سنوں:

قال أبو يوسف:قال أبو حنيفة لأن اقرء على المحدث أحب إليّ من أن

[1] تدريب الراوى فى شرح تقريب النواوى:النوع الرابع والعشرون،أقسام طرق تحمل الحديث،ج ۱ ص ۴۲۳

یقرأ علیّ. (1)

حسن بن زیاد رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے:

تمہارا شیخ کے سامنے پڑھنا سماع کے مقابلے میں زیادہ ثابت اور مؤکد ہے کیونکہ جب شیخ تمہارے سامنے پڑھے تو وہ صرف کتاب ہی سے پڑھے گا اور جب تم پڑھو گے تو وہ کہے گا کہ میری طرف سے تم وہ روایت کرو جو تم نے پڑھا ہے اس لیے یہ مزید تاکید ہوگی:

الحسن بن زیاد قال: کان أبو حنیفة یقول: قراء تک علی المحدث أثبت وأوکد من قراء ته علیک إنه إذا قرأ علیک فإنما یقرأ علی ما في الصحیفة، وإذا قرأت علیه فقال: حدث عنی ما قرأت فهو تأکید. (2)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مؤقف کے بارے میں لکھتے ہیں:

وعن مالک وأبي حنیفة وابن أبي ذئب أنها أقوی. (3)

امام مالک، امام ابوحنیفہ، اور ابن ابی ذئب رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ قراءت افضل واقویٰ ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

والثابت عن أبی حنیفة وابن ابی ذئب وهو روایة عن مالک. (4)

امام ابوحنیفہ، ابن ابی ذئب، اور امام مالک رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ قراءت علی الشیخ کو سماع پر ترجیح دی جائے۔

---

(1) الکفایة فی علم الروایة: ذکر الروایة عمن کان یختار القراءة علی المحدث، ص ۲۷۶ (2) فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث: أقسام التحمل والأخذ، الثانی: القراءة علی الشیخ، ج۲ ص ۱۷۹ (3) اختصار علوم الحدیث: النوع الرابع والعشرون، القسم الثانی: القراءة علی الشیخ، ص ۱۱۰

(4) التقریب والتیسیر: النوع الرابع والعشرون، ص ۵۵

علامہ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے بھی یہی بات لکھی ہے :

فنقل عن أبي حنيفة وابن أبي ذئب وغيرهما ترجيح القرائة على الشيخ على السماع من لفظه.❶

امام ابوحنیفہ اور ابن ابی ذئب رحمہما اللہ وغیرہ کا موقف یہ نقل کیا جاتا ہے کہ قراءت علی الشیخ کو سماع پر ترجیح حاصل ہے۔

عام طور پر راوی اس حدیث کو جسے اس نے سماع کے ذریعے اخذ کیا ہے، ''حدثني'' یا ''حدثنا'' کے صیغے سے روایت کرتا ہے، اور جو حدیث قراءت سے اخذ کرتا ہے اسے ''أخبرني'' یا ''أخبرنا'' کے صیغے سے روایت کرتا ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قراءت سے اخذ کردہ حدیث کو بھی ''حدثنا'' کہہ کر روایت کرنا جائز ہے۔ چنانچہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ایک راوی نے اگر حدیث کو قراءت علی الشیخ کے طور پر حاصل کیا ہو تو کیا اس کے لیے ''حدثنا'' کہہ کر روایت کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! اس کے لیے جائز ہے، اس کا ''حدثني'' کہنا ایسا ہے جیسا کسی کے سامنے اقراری دستاویز پڑھی جائے اور وہ کہہ دے کہ اس نے میرے سامنے دستاویز کے مشمولات کا اقرار کیا ہے:

قال: وسمعت أبا يوسف قال: سألت أبا حنيفة عن رجل عرض على رجل حديثا هل يجوز يحدث به عنه؟ قال: نعم يجوز أن يقول: حدثني فلان وسمعت فلانا وهذا مثل قول الرجل يقرأ عليه الصک فيقر به.❷

امام ابو عاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ (جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں جن سے صحیح بخاری میں

---

❶ معرفة انواع علوم الحديث: النوع الرابع والعشرون، القسم الثاني، ص ۱۳۷

❷ الكفاية في علم الرواية: باب ذكر الرواية عمن كان يختار القراءة على المحدث، ج ۱ ص ۲۷۹

چھ ثلاثی روایات مروی ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک، ابن جریج، سفیان ثوری، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ایک راوی اگر قراءت علی الشیخ کے طور پر حاصل کر لے تو کیا اسے روایت کرتے وقت "حدثنا" کہنا جائز ہے؟ سب کا جواب مجھے یہی ملا "لا بأس به" کہ اس میں کوئی حرج نہیں:

قال: قال أبو عاصم :سألت مالک بن أنس وابن جریج وسفیان الثوری وأبا حنیفة عن الرجل یقرأ علی الرجل الحدیث فیقول حدثنا؟ قالوا: لا بأس به. ❶

امام ابوقطن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے سامنے حدیث کو پڑھو پھر "حدثنا" کہہ کر روایت کرو، اگر میں اس میں کسی قسم کا کوئی حرج سمجھتا تو تمہیں کبھی بھی اس کی اجازت نہ دیتا:

قال: سمعت أبا قطن قال: قال أبو حنیفة: اقرأ عليّ وقل حدثنی لو رأیت علیک فی هذا شیئا ما أمرتک به. ❷

پس ثابت ہوا کہ قراءت کے ذریعے روایت کا اخذ کرنا سماع کے مقابلے میں راوی کے لیے کتنا مفید اور متن کے لیے کتنا موزوں اور مناسب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبار محدثین اور فقہاء نے قراءت سے اخذ کردہ حدیث کو "حدثنا" کہہ کر روایت کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

قیل: إن مذهب الزهری ومالک وابن عیینة ویحیی القطان والبخاری

---

❶ الکفایة فی علم الروایة: باب ذکر الروایة عمن أجاز أن یقال فی أحادیث العرض، ج ۱ ص ۳۰۷ ❷ الکفایة فی علم الروایة: باب ذکر الروایة عمن أجاز أن یقال فی أحادیث العرض، ج ۱ ص ۳۰۷

وجماعات من المحدثين ومعظم الحجازيين والكوفيين.[1]

امام زہری، امام مالک، امام ابن عیینہ، امام یحییٰ القطان، امام بخاری اور محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت اور حجاز اور کوفہ کے اکابرین سماع اور قراءت کو حکماً ایک درجہ دینے کے قائل ہیں۔

راوی کی توثیق کے لیے صرف ایک محدث کی گواہی بھی کافی ہے

بعض محدثین کے نزدیک کسی راوی کے ثقہ ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کم از کم دو محدثین اس کی ثقاہت وعدالت کی گواہی دیں۔ لیکن جمہور محدثین کی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے شاگرد رشید امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راوی کے ثقہ ہونے کے لیے صرف ایک محدث کی گواہی بھی کافی ہے۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

ونقل عن أبي حنيفة وأبي يوسف الاكتفاء بالواحد في التزكية في الشهادة، وكذا في الرواية، وإنما اكتفوا بالواحد لأنه إن كان المزكي للراوي ناقلاً عن غيره فهو من جمله الأخبار، وإن كان اجتهاداً من قِبَل نفسه فهو بمنزلة الحاكم، وفي الحالتين لا يشترط التعدد.[2]

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ گواہ کی طرح راوی کے لیے بھی صرف ایک شخص کا تزکیہ (توثیق) کافی ہے، اس لیے کہ راوی کا تزکیہ کرنے والا اگر یہ تزکیہ کسی دوسرے شخص سے نقل کر رہا ہے تو اخبار کی اقسام میں سے ہے، اور اگر وہ خود اپنے اجتہاد سے راوی کا تزکیہ کر رہا ہے تو پھر وہ حاکم کے قائم مقام ہے، اور ان دونوں صورتوں

[1] التقريب والتيسير: النوع الرابع والعشرون، ص ٥٦

[2] شرح شرح نخبة الفكر: أحكام الجرح والتعديل، ص ٧٣٢

میں تعدد (کثرت) شرط نہیں ہے۔

ثقہ کی زیادتی مقبول ہے

اگر کسی راوی نے اپنے استاد سے حدیث نقل کرتے وقت کوئی ایسی بات زائد نقل کر دی جو اس کے دیگر ساتھی نقل نہیں کرتے، تو اب اگر یہ راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی یہ زیادتی قابل قبول ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مسئلہ میں آپ کے ہم نوا ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) ہیں:

الذی فصله إمام الحرمين في البرهان فقال: بعد أن حكى عن الشافعي وأبي حنيفة، رحمهما الله. قبول زيادة الثقة فقال هذا عندي فيما إذا سكت الباقون، فإن صرّحوا بنفي ما نقله هذا الراوي مع إمكان اطلاعهم فهذا يوهن قول قائل الزيادة. ❶

امام الحرمین نے اپنی کتاب ''البرہان'' میں امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ سے ثقہ راوی کی زیادتی کے مقبول ہونے کے قول کو نقل کرنے کے بعد اس کی یہ تفصیل بیان کی ہے کہ میرے نزدیک یہ اس پر محمول ہے کہ جب باقی راوی اس زیادتی کو بیان کرنے سے سکوت کریں، اور اگر وہ صراحتاً اس راوی کی زیادتی کی نفی کر دیں اور ان کا اس زیادتی پر مطلع ہونا ممکن بھی ہو تو پھر اس زیادتی کو نقل کرنے والے کا قول ضعیف قرار پائے گا۔

خبر واحد اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

سادہ الفاظ میں خبر واحد اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راوی ایک یا دو یا اس سے زیادہ ہوں، مگر اس میں شہرت کے اسباب نہ ہوں۔ الدکتور محمود الطحان خبر واحد کے بارے

❶ النكت على مقدمة ابن الصلاح: النوع السادس عشر: معرفة زيادات الثقات، ج ۲ ص ۶۹۳

میں لکھتے ہیں:

لغة: الأحاد جمع أحد بمعنى الواحد، وخبر الواحد هو ما يرويه شخص واحد، اصطلاحا: هو مالم يجمع شروط التواتر. ❶

احاد احد کی جمع ہے، واحد (ایک) کے معنی میں مستعمل ہے اور خبر واحد اس خبر کو کہتے ہیں جس کو ایک راوی روایت کرے۔ اصطلاحاً جو متواتر کی شرائط پر پوری نہ اترتی ہو۔

امام اعظم نے اخبار احاد کو سب سے پہلے قابل استدلال قرار دیا ہے۔

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) لکھتے ہیں:

ابا حمزة السكري يقول: سمعت أبا حنيفة يقول: إذا جاء الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم لم نحل عنه إلى غيره وأخذنا به وإذا جاء عن الصحابة تخيرنا وإذا جاء عن التابعين زاحمناهم. ❷

ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ کو ابن البزاز کردری رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم کے تلامذہ میں شمار کیا ہے اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تذكرة الحفاظ'' میں انہیں حفاظ حدیث کے طبقہ خامسہ میں شمار کیا ہے، انکا نام محمد بن میمون مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہے، لہٰذا ان کی رائے امام اعظم کے بارے میں نہایت قیمتی ہے، موفق مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلے میں ایک اور روایت بیان کرتے ہیں:

وسمعت هذا الحديث أيضا في مسند أبي حنيفة برواية عبد الله بن المبارك وعن أبي حنيفة فقال: إذا جاء الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم فعلى الرأس والعين وباقي سواء. ❸

علامہ موفق مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس موقف کی تائید میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی لاتے ہیں:

❶ تيسير مصطلح الحديث: ص ۲۱ ❷ مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۷۷

❸ مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۷۷

عجبنا للناس يقولون إني أفتي بالرأى ما أفتى إلا بالأثر. ❶

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس مسلک کو علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵٦ھ) نے بھی ذکر کیا ہے:

هذا أبو حنيفة يقول ما جاء عن الله تعالى فعلى الرأس والعينين وما جاء عن رسول الله فسمعا وطاعة وما جاء عن الصحابة تخيرنا من أقوالهم ولم نخرج عنهم وما جاء عن التابعين فهم رجال ونحن رجال. ❷

بعض ائمہ حدیث نے امام اعظم پر اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے بہت سی احادیث کو نا قابل عمل قرار دے کر چھوڑ دیا ہے اس کا جواب علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴٦۳ھ) نے اس طرح دیا ہے:

استجازوا الطعن على أبي حنيفة لرده كثيرا من أخبار الآحاد العدول لأنه كان يذهب في ذلك إلى عرضها على ما اجتمع عليه من الأحاديث ومعاني القرآن فما شذ عن ذلك رده وسماه شاذا. ❸

اکثر اہل حدیث نے ابوحنیفہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے اکثر صحیح اخبار احاد کو رد کر دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک جب حدیث اور قرآن کو جمع کرنے سے تعارض واقع ہوتا ہے تو وہ خبر واحد کو چھوڑ دیتے ہیں اور اسے شاذ کہتے ہیں۔

خبر واحد کے سلسلے میں خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴٦۳ھ) محدثین کے موقف کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

---

❶ مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۷۷ ❷ الإحكام في أصول الأحكام: الباب الثاني والعشرون، فصل فيمن قال ما لا يعرف فيه خلاف فهو إجماع، ج ۴ ص ۸۸

❸ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن يونس، ص ۱۴۹

خبر واحد پر عمل کرنے میں تمام تابعین کا اتفاق ہے اور تابعین کے بعد آج تک کے مختلف بلاد کے فقہاء کا اس پر اجماع ہے، ہمارے علم میں کوئی بھی اس کا منکر نہیں، نہ ہی اس پر آج تک کسی نے اعتراض کیا ہے، ان کا یہ اتفاق بتا رہا ہے کہ ان سب کے نزدیک اس پر عمل واجب ہے اگر کہیں بھی انکار ہوا ہوتا تو تاریخ میں ضرور اس کا ذکر ہوتا:

وعلى العمل بخبر الواحد كان كافة التابعين ومن بعدهم من الفقهاء الخالفين في سائر أمصار المسلمين إلى وقتنا هذا ولم يبلغنا عن أحد منهم إنكار لذلك ولا اعتراض عليه فثبت أن من دين جميعهم وجوبه إذ لو كان فيهم من كان لا يرى العمل به لنقل إلينا الخبر عنه بمذهبه فيه والله أعلم۔ (1)

چونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عصر وعہد میں حدیث نبوی میں دروغ گوئی کا آغاز ہو گیا تھا اس لیے آپ نے دین میں حزم واحتیاط کے پیش نظر خبر واحد کی قبولیت کے لیے کڑی شرطیں عائد کیں ہیں، آپ کی عائد کردہ شرائط حسب ذیل ہیں:

۱.....پہلی شرط یہ ہے کہ حدیث ان اصول وضوابط کے خلاف نہ ہو، جو شرعی ماخذ کی چھان بین کے بعد آپ نے مقرر کیے تھے، جب خبر واحد ان سے معارض ہوگی تو اسے چھوڑ کر دونوں دلیلوں میں سے اقویٰ پر عمل کیا جائے گا۔

۲.....دوسری شرط یہ ہے کہ حدیث ظواہر کتاب اور اس کے عمومات سے متصادم نہ ہو، جب احادیث ان کے متعارض یا خلاف ہوگی تو ظاہراً کتاب پر عمل کیا جائے گا اور حدیث متروک العمل ٹھہرے گی، البتہ جب حدیث کسی مجمل قرآنی حکم کی وضاحت کرے یا جدید حکم کی وضاحت کرے یا جدید حکم کی تصریح کرے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

۳.....تیسری شرط یہ ہے کہ حدیث کسی قولی یا فعلی حدیث مشہور کے خلاف نہ ہو۔

(1) الكفاية في علم الرواية: باب ذكر بعض الدلائل على صحة العمل بخبر الواحد، ص ۳۱

۴.....چوتھی شرط یہ ہے کہ کسی اپنی ہم مرتبہ حدیث کیخلاف نہ ہو، اگر دونوں باہم متعارض ہوں گی تو ان میں سے ایک کو ترجیح دی جائیگی مثلاً دونوں راوی صحابی ہوں مگر ایک فقیہ تر ہو یا ایک فقیہ اور دوسرا غیر فقیہ ہو یا ایک نوجوان اور دوسرا بوڑھا ہو، کیونکہ اس میں خطاء کا امکان ہوتا ہے اس لیے حدیث مرجوح کے مقابلے میں راجح پر عمل کیا جاتا ہے۔

۵.....پانچویں شرط ہے کہ راوی کا عمل اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف نہ ہو، مثلاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کہ جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے، یہ ان کے اپنے فتوے کیخلاف ہے۔

۶.....حدیث کے متن یا سند میں کوئی ایسا اضافہ نہ ہو جو کسی دوسری روایت میں موجود نہ ہو، تو اس روایت پر عمل کیا جائے گا جس میں اضافہ نہ ہو دین میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے۔

۷.....حدیث کا تعلق کسی ایسے معاملے سے نہ ہو جو لوگوں میں کثیر الوقوع ہو اس لیے کہ اس صورت میں حدیث کا مشہور یا متواتر ہونا ضروری ہے۔

۸.....جب کسی مسئلے میں دو صحابہ کرام میں اختلاف ہو تو دونوں میں سے ایک نے اس حدیث سے استدلال کرنا ترک نہ کر دیا ہو جسے ان میں سے ایک نے روایت کیا ہو اس لیے کہ اگر وہ حدیث ثابت ہوتی تو ان میں سے ضرور ایک اس سے استدلال کرتے ہیں۔

۹.....علمائے سلف میں سے کسی نے اس حدیث پر تنقید نہ کی ہو۔

۱۰.....جب حدود و عقوبت کے سلسلے میں روایات مختلف ہوں تو اس روایت پر عمل کیا جائے جس میں خفیف سزا کا حکم دیا گیا ہو۔

۱۱.....صحابہ و تابعین اس حدیث پر بلا تخصیص دیار عامل رہے ہوں۔

۱۲.....راوی اپنی تحریر کی بجائے اپنے حافظے پر اعتماد کرے۔ (1)

(1) السنة ومكانتها في التشريع الإسلامي، ج ۱ ص ۴۲۳، ۴۲۴

خلاصۂ بحث

یہ ہیں وہ شرائط جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خبر واحد کے سلسلے میں اس کی صحت اور اس پر عمل کرنے کے لیے ضروری قرار دی ہیں، بعض محدثین نے آپ سے اس سلسلے میں اختلاف بھی کیا ہے اور بعض ائمہ آپ کے خلاف بھی ہیں تاہم یہ شرائط امام صاحب کے موقف کی صداقت کی آئینہ داری کرتی ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کیے ہوئے بے شمار مسائل میں سے چند اصول وقواعد بیان کیے گئے ہیں ورنہ روایات کے قبول ورد میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تمام شروط کا احاطہ کرنا بے حد مشکل ہے، بہر حال ان قواعد سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جس عمیق نظر، اصابتِ فکر اور انتہائی احتیاط کا پتہ چلتا ہے وہ اہل علم وبصیرت پر مخفی نہیں ہے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعد میں آنے والے محدثین نے امام اعظم کی شروط کی روشنی میں روایات کو پرکھا ہے اگر تعصب کو چھوڑ کر تمام محدثین امام اعظم کے وضع کردہ اصول وشرائط پر متفق ہو جاتے تو آج ہمارا ذخیرہ حدیث موضوع اور بے اصل روایات سے بالکل منزہ اور پاک ہوتا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام سو (۱۰۰) اکابر اہل علم کی نظر میں

۱..... امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۴ھ) کی نظر میں

حارث بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوتے تھے، جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آتے تو ان کے لئے جگہ بناتے اور اپنے قریب بٹھاتے:

عن الحارث بن عبد الرحمن قال: كنا نكون عند عطاء بعضنا خلف بعض فإذا جاء أبو حنيفة أوسع له وأدناه. ❶

---

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۹

۲.....امام عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۶ھ) کی نظر میں

حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تھے، جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آ جاتے تو عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہمیں چھوڑ دیتے، تو ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے تو وہ عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے، تب وہ حدیث بیان فرماتے تھے:

حماد بن زيد قال: كنا نأتي عمرو بن دينار فيحدثنا فإذا جاء أبو حنيفة أقبل عليه وتركنا حتى نسأل أبا حنيفة أن يكلمه وكان يقول: يا أبا محمد حدثهم فيحدثنا. ❶

۳.....امام رقبہ بن مصقلہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۹ھ) کی نظر میں

رقبہ بن مصقلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم میں اس طرح گھسے کہ ان سے پہلے کوئی نہیں گھسا، پھر کیا تھا جس چیز کا ارادہ کیا حاصل ہو گئی:

عن رقبة ابن مصقلة قال: خاض أبو حنيفة في العلم خوضا لم يسبقه إليه أحد فأدرك ما أراده. ❷

۴.....امام ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱ھ) کی نظر میں

حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حج کا ارادہ کیا تو امام ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رخصت ہونے کیلئے آیا، تو انہوں نے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ کوفہ کے

---

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۰ ❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۷

فقیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حج کا ارادہ کیا ہے، ان کو میرا اسلام کہہ دینا:

حماد بن زيد يقول: أردت الحج فأتيت أيوب أودعه فقال: بلغني أن فقيه أهل الكوفة أبا حنيفة يريدالحج فإذا لقيته فأقرئه مني السلام. ❶

۵.....امام مغیرہ بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶ھ) کی نظر میں

حضرت جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مغیرہ بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ مجھ کو ملامت کرتے تھے جب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتا تھا، اور فرماتے تھے کہ برابر حاضر ہوا کرو، ان کی مجلس سے غیر حاضر مت رہو، کیونکہ ہم لوگ حماد بن ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوتے تھے، تو وہ اس علم کی ہمارے لئے وضاحت نہیں کرتے تھے بلکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے کرتے تھے:

عن جرير قال: كان المغيرة يلومني إذا لم أحضر مجلس أبي حنيفة ويقول لي: ألزمه ولا تغب عن مجلسه فإنا كنا نجتمع عند حماد فلم يكن يفتح لنا من العلم ما كان يفتح له. ❷

۶.....امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۷ھ) کی نظر میں

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا اچھا جواب نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ دے سکتے ہیں، میرا یقین ہے کہ ان کے علم میں برکت عطاء کی گئی ہے:

وروى عن الأعمش: أنه سئل عن مسألة، فقال: إنما يحسن هذا النعمان بن ثابت الخزاز، وأظنه بورك له في علمه. ❸

---

❶ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، أبو أيوب السختياني، ص ۱۲۵ ❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۷ ❸ سير أعلام النبلاء: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ٦ ص ۴۰۳

۷.....امام ابوجعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۸ھ) کی نظر میں

ابوحمزہ ثمالی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ابوجعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور بہت سے مسئلے پوچھے، محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جوابات دیئے، جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے تو امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے فرمایا کہ ان کا طور طریق اور سیرت کتنی اچھی ہے، اور ان کی فقہ کتنی بڑھی ہوئی ہے:

عن أبي حمزة الثمالي قال: كنا عند أبي جعفر محمد بن علي فدخل عليه أبو حنيفة فسأله عن مسائل فأجابه محمد ابن علي ثم خرج أبو حنيفة فقال لنا أبو جعفر ما أحسن هديه وسمته وما أكثر فقهه.[1]

۸.....امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۸ھ) کی نظر میں

علی بن جعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم پہلے ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حصولِ علم کے لئے جایا کرتے تھے، مگر جب میں نے ان سے کچھ سختی معلوم کی تو پھر ان کے پاس جانا چھوڑ کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جایا کرتا تھا، کچھ عرصے کے بعد ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات ہوئی تو مجھ سے انہوں نے پوچھا اے یعقوب! تیرا صاحب کیسا ہے؟ میں نے کہا صالح ہے، اس پر انہوں نے کہا پس انہیں کی صحبت لازم پکڑ، کیونکہ تو ان جیسا علم وفقہ میں کسی کو نہیں دیکھے گا:

عن علي بن الجعد قال: سمعت أبا يوسف يقول: كنا نختلف أولا إلى ابن أبي ليلى فوقعت إلى منه جفوة فتركت الاختلاف إليه وجعلت الاختلاف إلى أبي حنيفة فلقيتني ابن أبي ليلى فقال يا يعقوب! كيف

[1] الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: باب ذكر ماانتهى إلينا من ثناء العلماء على أبي حنيفة، ص ۱۲۴

صاحبک؟ فقلت صالح فقال لی: الزمه فإنک لم تر مثله فقها وعلما. ❶

۹.....امام عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی نظر میں

حضرت عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رات کو بیدار رہنے والے عبادت گزار ہیں، کسی نے کہا وہ تو آج ایک بات کہتے ہیں پھر کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں، عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ان کی پرہیزگاری کی دلیل ہے کیوں کہ وہ خطاء سے صواب کی طرف لوٹ آتے ہیں، اگر ورع وتقوی نہ ہوتا تو اپنی غلطی کے اوپر جم جاتے اور اعتراض کو دفع کرتے:

عبد اللّٰه بن عون وذكر أبا حنيفة فقال: ذاک صاحب ليل وعبادة، قال فقال: بعض جلسائه إنه يقول اليوم قولا ثم يرجع غدا، فقال ابن عون: فهذا دليل على الورع لا يرجع من قول إلى قول إلا صاحب دين ولولا ذلک لنصر خطأه ودافع عنه. ❷

۱۰.....امام المغازی محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی نظر میں

یونس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ جو ائمہ صحاح کے رواۃ میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جب کوفہ آئے تو ہم لوگ اکثر ان سے ذکر غزوات سنا کرتے تھے، اور وہ ان دنوں بسا اوقات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ٹھہرتے تھے اور مسائل پیش آمدہ کا ان سے استفادہ کرتے تھے:

عن يونس بن بكير يقول: قدم محمد بن إسحاق الكوفة فكنا نسمع عنه المغازی وربما زار أبا حنيفة فيما بين الأيام ويطيل المكث عنده

❶مناقب أبي حنيفة للموفق، ج ۲ ص ۳۵ ❷أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ماروى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۷۹

ويجاديه في مسائل تنويه. ❶

۱۱.....امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی نظر میں

امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے نعمان فقیہ کوفہ کے بارے میں یہ خبر ملی ہے کہ وہ بڑے پرہیزگار، اپنے دین اور علم کی حفاظت کرنے والے ہیں، اہل دنیا آخرت والوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتے، میں سمجھتا ہوں کہ علم میں ان کی عجیب شان ہوگی:

قال ابن جريج: بلغني عن النعمان فقيه أهل الكوفة انه شديد الورع صائن لدينه ولعلمه لا يؤثر أهل الدنيا على أهل الآخرة وأحسبه سيكون له في العلم شأن عجيب. ❷

امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آیا تو انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ چپ ہو جاؤ، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں، تین مرتبہ فرمایا:

ذكر أبو حنيفة عند ابن جريج فقال: اسكتوا إنه لفقيه إنه لفقيه. ❸

۱۲.....امام معمر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۲ھ) کی نظر میں

امام معمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بات کر سکتا ہو یا اس کو قیاس اور نصوص کی وضاحت پر ان سے زیادہ قدرت ہو، اور اللہ کے دین میں کوئی شک کی بات داخل ہو اس کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ خوف خدا

❶ مناقب أبي حنيفة للموفق، ج۲ ص۳۳

❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر الروايات في ورع أبي حنيفة، ص۴۴

❸ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص۱۹۳

رکھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا ہے:

سمعنا معمرا يقول: ما أعرف رجلا يحسن يتكلم في الفقه أو يسعه أن يقيس ويشرح لمخلوق النجاة في الفقه، أحسن معرفة من أبي حنيفة، ولا أشفق على نفسه من أن يدخل في دين الله شيئا من الشک من أبي حنيفة. ❶

۱۳.....امام ابوجعفر رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۳ھ) کی نظر میں

امام ابوجعفر رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا فقیہ اوران سے بڑھ کر پرہیز گار کسی کو نہیں دیکھا:

عبد الله بن أبي جعفر الرازی قال: سمعت أبي يقول: ما رأيت أحدا أفقه من أبي حنيفة وما رأيت أحدا أورع من أبي حنيفة. ❷

۱۴.....امام حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۳ھ) کی نظر میں

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سواری کی رکاب پکڑے ہوئے دیکھا، اور حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ کا امام صاحب کو خطاب کر کے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی قسم! ہم نے آپ سے زیادہ بلیغ، غور وفکر کرنے والا اور حاضر جواب کسی کو نہیں پایا، بے شک آپ اپنے وقت کے تمام فقہاء کے سردار ہیں، اور یہ بات یقینی ہے، اور جن لوگوں نے آپ پر طعن کیا ہے وہ سراسر حسد کی وجہ سے کیا ہے:

رأيت الحسن بن عمارة آخذا بركاب أبي حنيفة وهو يقول: والله ما

❶تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج۱۳ ص ۳۳۹ ❷تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج۱۳ ص ۳۳۹

أدركنا أحدا تكلم في الفقه أبلغ ولا أصبر، ولا أحضر جوابا منك، وإنك لسيد من تكلم في وقتك غير ما دفع، وما يتكلمون فيك إلا لحسد. ❶

۱۵.....امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۵ھ) کی نظر میں

امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان ابوحنیفہ کو واسطہ کر دیا مجھے امید ہے کہ اس کو کوئی خوف نہیں اور اس نے اپنی احتیاط میں کوئی کمی نہیں کی:

كان مسعر يقول: من جعل أبا حنيفة بينه وبين الله رجوت أن لا يخاف ولا يكون فرط في الاحتياط لنفسه. ❷

امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ علم حدیث حاصل کیا تو وہ ہم پر غالب آ گئے، ہم نے ترکِ دنیا کو اپنایا تو وہ اس میں بھی فوقیت لے گئے، اس کے بعد ان کے ساتھ فقہ حاصل کی تو ان کا فقہی کمال تمہارے سامنے ہے:

قال: قال مسعر بن كدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبنا وأخذنا في الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون. ❸

امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں صرف دو آدمیوں پر رشک کرتا ہوں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ان کی فقہ میں اور حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ پر ان کے زہد میں:

مسعر بن كدام يقول: ما أحسد أحدا بالكوفة إلا رجلين: أبو حنيفة في فقهه، والحسن بن صالح في زهده. ❹

---

❶ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۴۷

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۹

❸ مناقب الامام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۴۳

❹ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة: ج ۱۳ ص ۳۳۹

۱۶.....سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۶ھ) کی نظر میں

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، توانہوں نے فرمایا مجھے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کثیر، خدمتِ خلق، اور علوم کی گہرائی کی خبریں ملی ہیں، کاش آپ لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے:

عن سفيان بن عيينة قال: أتينا سعيد بن أبي عروبة فقال: قد أخبرت بأمر أبي حنيفة و كثرة علمه و فوائده و غزارة ما لديه فلو أصبتم منه. ❶

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے فرمایا ابومحمد (یہ سفیان بن عیینہ کی کنیت ہے) میں نے ان جیسا علم نہیں دیکھا جو ہمارے پاس آپ کے شہر کوفہ سے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے آرہا ہے، میں بڑا مشتاق ہوں کہ اللہ اس علم کو جو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے مؤمنین کے قلوب میں منتقل فرمادے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کیلئے فقہ کا عجیب دروازہ کھول دیا ہے جیسے کہ وہ اسی کام کیلئے پیدا کئے گئے ہوں:

عن سفيان بن عيينة قال أتيت سعيد بن أبي عروبة فقال: يا أبا محمد! ما رأيت مثل هذا العلم الذى يأتينا من بلادك من أبي حنيفة لوددت أن الله تعالى أخرج العلم الذى معه إلى قلوب المؤمنين فلقد فتح الله لهذا الرجل من الفقه شيئا كأنه خلق له. ❷

۱۷.....امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۷ھ) کی نظر میں

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا تھے، لیکن جب حج کے

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۳ ❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۲

موقع پر ان سے ملاقات ہوئی تو اس کے بعد فرمانے لگے مجھے امام ابوحنیفہ پر اور انکے کثرتِ علم اور وفورِ عقل پر رشک آیا، میں اللہ تعالی سے استغفار کرتا ہوں کہ میں ان کے متعلق کھلی غلطی پر تھا تم ان کو لازم پکڑو، وہ اس کے بالکل برخلاف ہیں جو ان کے متعلق مجھے باتیں پہنچی تھیں:

لقيت الأوزاعي بعد ذلک فقال: غبطت الرجل بكسر علمه ووفور عقله واستغفر اللّٰه لقد كنت في غلط ظاهر الزم الرجل فإنه بخلاف ما بلغني عنه.❶

۱۸.....امام حارث بن مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) کی نظر میں

حارث بن مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک دن ہمارے زمانہ کے بعض علماء کی ساری زندگی سے بہتر ہے اس لئے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا علم عام لوگوں کے نفع کیلئے ہے، اور دوسروں کے علم سے لوگوں نے زیادہ نفع نہیں اٹھایا:

عن الحارث بن مسلم قال: يوم من أبي حنيفة خير من عمر بعض علماء اهل زماننا وذلک أن علم أبي حنيفة نفع عامة الناس وعلم غيره لم ينتفع به كثير أحد.❷

۱۹.....امام زفر بن ہذیل رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ) کی نظر میں

امام زفر بن ہذیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں بیس (۲۰) سال سے زیادہ رہا، میں نے ان سے بڑھ کر لوگوں کا خیرخواہ اور مہربان کسی کو نہیں

---

❷ یہ واقعہ مکمل تفصیل کے ساتھ دیکھئے: عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۲

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰

دیکھا، انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کیلئے وقف کر دیا تھا، سارا دن تو وہ علم میں مشغول رہتے تھے، مسائل اور نئے نئے پیش آمدہ استفتاء آتے اور وہ ان کا جواب دیتے، جب مسند درس سے اٹھتے تو مریض کی تیمارداری، جنازہ میں شریک ہونا، کسی فقیر کی غمخواری، یا کسی مسلمان بھائی سے ملاقات، یا اور کسی حاجت روائی کیلئے چل دیتے، جب رات ہوتی تو عبادت، تلاوت قرآن کریم اور نماز کیلئے تنہائی اختیار کرتے موت تک ان کا یہی طریقہ رہا:

عن الإمام زفر قال: جالست أبا حنيفة أكثر من عشرين سنة فلم أر أحداً أنصح للناس منه ولا أشفق عليهم منه كان بذل نفسه لله تعالى أما عامة النهار فهو مشتغل في العلم وفي المسائل وتعليمها وفيما يسئل من النوازل وجواباتها وإذا قام من المجلس عاد مريضا أو شيع جنازة أو واسى فقيرا أو وصل أخا أو سعى في حاجة فإذا كان الليل خلى للعبادة والصلاة وقراء ة القرآن فكان هذا سبيله حتى توفي. ❶

۲۰.....عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۹ھ) کی نظر میں

عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان حد فاصل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جو ان سے محبت رکھتا اور دوستی رکھتا ہے ہم جان لیتے ہیں کہ یہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے، اور جو ان سے بغض رکھتا ہے، ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بدعتی ہے:

بيننا وبين الناس أبو حنيفة فمن أحبه وتولاه علمنا أنه من أهل السنة ومن أبغضه علمنا أنه من أهل البدعة. ❷

۲۱.....امام داود طائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۰ھ) کی نظر میں

امام داود طائی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ایسا

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۸

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص ۲۰۳

ستارہ ہے جس سے رات کو راستہ چلنے والا راستہ پاتا ہے، اور وہ علم ہے جس کو مومنین کے دلوں نے قبول کرلیا ہے:

ذكر أبو حنيفة بين يدي داود الطائي فقال ذلك نجم يهتدى به الساري وعلم تقبله قلوب المؤمنين.❶

۲۲.....شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۰ھ) کی نظر میں

حضرت شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حسن ظن رکھتے تھے، ان پر بہت رحم کرتے تھے کیونکہ حاسد ان کو بہت ستاتے تھے:

شبابة بن سوار قال: شعبة حسن الرأى في أبي حنيفة كثير الترحم عليه.❷

۲۳.....سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۱ھ) کی نظر میں

محمد بن بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے پاس آتا جاتا تھا، جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے، تو فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر علقمہ اور اسود رحمہما اللہ آجاتے تو ان کے علم کے محتاج ہوتے، پھر میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے، تو وہ فرماتے بلاشبہ آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو:

حدثني محمد بن بشر، قال: كنت أختلف إلى أبي حنيفة، وإلى سفيان، فآتي أبا حنيفة، فيقول لي: من أين جئت؟ فأقول: من عند سفيان، فيقول: لقد جئت من عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا إلى

❶أخبار أبي حنيفة وأصحابه ،ذكر ماروى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة ،ص ۸۳ ❷مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۲۹

مثله، فآتى سفيان، فيقول لي: من أين جئت؟ فأقول: من عند أبي حنيفة، فيقول: لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض۔❶

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کرے وہ اس بات کا محتاج ہے کہ ان سے اونچے درجے کا ہو اور ان سے زیادہ علم والا ہو لیکن اس کا پایا جانا بہت مستبعد ہے:

سمعت سفيان الثوري يقول: إن الذي يخالف أباحنيفة يحتاج أن يكون أعلى منه قدرا وأوفر علما، وبعيد ما يوجد ذلك۔❷

۲۴.....امام سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۷ھ) کی نظر میں

سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگو! سنو میں مکہ مکرمہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ تھا میں نے دیکھا کہ وہ جو چاہتے ہیں اس کے کہنے پر قادر ہیں، علم کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہوتے ہیں، اور جو چاہتے ہیں نکالتے ہیں، یہ فن ان کیلئے بہت آسان ہے:

عن الإمام سعيد بن عبد العزيز قال: أما إني كنت مع أبي حنيفة بمكة فرأيته يضع لسانه حيث شاء يغوص في غوامض العلم فيستخرج منه ما يريد ورأيت هذا الباب سهلا عليه۔❸

۲۵.....امام محمد بن میمون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۷ھ) کی نظر میں

محمد بن میمون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر نہ کوئی پرہیزگار تھا نہ تارک دنیا، نہ صاحب معرفت اور نہ فقیہ، خدا کی قسم! ان سے علم حاصل کرنے

❶تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج۱۳ ص ۳۴۴

❷عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص۱۹۵

❸عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص۲۰۸

کے بدلہ اگر مجھے ایک لاکھ اشرفیاں ملتیں تو مجھے کوئی خوشی نہ ہوتی:

محمد بن ميمون قال: لم يكن في زمن أبي حنيفة أعلم ولا أروع ولا أزهد ولا أعرف ولا أفقه منه وتالله ما سرني بسماعي عنه مائة ألف دينار. ❶

۲۶.....امام حسن بن صالح بن حی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۷) کی نظر میں

یہ کوفہ کے جلیل القدر محدث تھے، امام ذہبی نے انہیں ''الإمام، القدوة، الفقيه، العابد'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔

امام صاحب کے معاصر ہونے کے باوجود آپ سے حدیث وفقہ دونوں کا علم حاصل کیا ہے، آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَهِمًا عَالِمًا مُتَثَبِّتًا فِي عِلْمِهِ إِذَا صَحَّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لَمْ يَعْدُهُ إِلَى غَيْرِهِ. ❷

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت عقلمند، عالم اور اپنے علم میں پختہ تھے، جب آپ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی حدیث صحیح ثابت ہو جاتی تو پھر آپ کسی اور طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔

نیز آپ فرماتے ہیں:

كَانَ أبو حنيفَة شَدِيد الفحص عَن النَّاسِخ من الحَدِيث والمنسوخ فَيعْمَلُ بِالْحَدِيثِ إذا ثَبت عِنده عَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَعَن أَصْحَابه وَكَانَ عَارِفًا بِحَدِيث أهل الْكُوفَة. ❸

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۴

❷ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء علي أبي حنيفة، الحسن بن صالح بن حي، ص ۱۲۸ ❸ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ما روي عن أبي حنيفة في الأصول التي بني عليها مذهبه، ص ۲۵

امام ابوحنیفہ حدیث ناسخ اور منسوخ کی جانچ میں بہت شدت سے کام لیتے تھے، اور جب آپ کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ثابت ہو جاتی تو آپ اس پر ضرور عمل پیرا ہوتے تھے، نیز آپ اہلِ کوفہ کی احادیث کے عالم بھی تھے۔

۲۷.....امام خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۸ھ) کی نظر میں

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں ایسے ہیں جیسے چکی میں کھونٹی (کہ چکی اس پر گھومتی ہے ایسے ہی فقہاء کے اقوال ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد گھومتے ہیں) ان کی مثال اس ماہر کی طرح ہے جو کھرا کھوٹا سونا پرکھتا ہے:

عن خارجة بن مصعب قال: أبو حنيفة في الفقهاء كقطب الرحى وكالجهبذ الذي ينقد الذهب. ❶

۲۸.....امام حازم مجتہد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۹ھ) کی نظر میں

امام حازم مجتہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زہد، عبادت، یقین، توکل اور اجتہاد کے ابواب پر گفتگو کی، اللہ اکبر! انہوں نے ہر بات کی علیحدہ علیحدہ تفسیر کی اور ہر فن کو اچھی طرح دوسرے سے بالکل جدا کر کے بیان کیا، میں نے ان کو ان ابواب کا عالم پایا، سبحان اللہ! وہ تو فقہاء، زہاد، عباد، اصحابِ یقین، اصحابِ توکل اور اصحابِ اجتہاد سب کے امام نکلے، ان سب امور کے عارف کامل تھے:

عن حازم المجتهد قال: كلمت أبا حنيفة في باب الزهد والعبادة واليقين والتوكل والاجتهاد ففسر لي كل باب منها على حدة وميز من كل فن منها تمييزا ظاهرا ووجدته عالما بهذه الأبواب عاملا بها وكان إماما للفقهاء إماما للزهاد إماما للعباد إماما لأصحاب اليقين والتوكل

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۴

والاجتهاد عارفا بهذه الأمور كلها. ❶

۲۹.....امام خدیج بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۱ھ) کی نظر میں

یحیی بن آدم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدیج بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے تو بڑی تعظیم سے کرتے اور بڑی تعریف کرتے، میں نے عرض کیا یہ کیا معاملہ ہے؟ جب آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہیں تو بڑی تعظیم کرتے ہیں اور بڑی تعریف کرتے ہیں اور جب کسی اور کا ذکر کرتے ہیں تو کچھ نہیں؟ انہوں نے فرمایا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ان کے علم سے نفع اٹھانے میں اور لوگوں کے مقام کی طرح نہیں، اسلئے ان کے تذکرے کے وقت خصوصیت کے ساتھ ان کی بزرگی اور مدح سرائی کرتا ہوں تاکہ لوگوں کو ان کے حق میں دعاء کی رغبت ہو:

عن يحيى بن آدم قال: كان خديج ابن معاوية إذا ذكر أبا حنيفة عظمه ومدحه فقلت له ما لك إذا ذكرت أبا حنيفة عظمته ومدحته وإذا ذكرت غيره لم تذكره بشيئ؟ قال لأن منزلته ليس منزلة غيره فيما انتفع الناس بعلمه فأخصه عند ذكره بذلك ليرغب الناس في الدعاء له. ❷

۳۰.....امام زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۳ھ) کی نظر میں

عبداللہ بن عبدالرحمٰن یشکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے فرمایا کہاں سے تشریف لا رہے ہو، میں نے عرض کیا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے، فرمانے لگے سبحان اللہ! آپ کا ان کی خدمت میں ایک دن بیٹھنا میرے پاس ایک مہینہ بیٹھنے سے بہتر ہے:

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۹

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۷

عن عبد الله بن أبي عبد الرحمن اليشكري قال: دخلت على زهير بن معاوية فقال من أين أقبلت؟ قلت من عند أبي حنيفة، فقال سبحان الله! لمجالستك إياه يوما واحدا أنفع لك من مجالستي شهرا. ❶

۳۱.....امام نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۳ھ) کی نظر میں

ابو عصمہ نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہا میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ صاحب علم نے کسی کو نہیں دیکھا:

عن أبي عصمة نوح بن أبي مريم قال: لم أر في الفقهاء أعلم من أبي حنيفة. ❷

۳۲.....امام قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۵ھ) کی نظر میں

ایک شخص نے امام قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں میں سے ہوں؟ امام قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے زیادہ کوئی مجلس نفع بخش نہیں، اور فرمایا کہ آؤ چلیں جب وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تو وہ شخص امام صاحب سے چمٹ گیا اور فرمایا کہ اس جیسا شخص میں نے نہیں دیکھا، امام صاحب پرہیزگار اور بڑے سخی تھے:

قيل للقاسم بن معن بن عبد الرحمٰن بن عبد الله بن مسعود: ترضى أن تكون من غلمان أبي حنيفة: قال: ما جلس الناس إلى أحد أنفع من مجالسة أبي حنيفة. وقال له القاسم: تعال معي إليه، فجاء فلما جلس إليه لزمه. وقال: ما رأيت مثل هذا. وكان أبو حنيفة ورعا سخيا. ❸

---

❶عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۴

❷عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۴

❸تاريخ بغداد: ترجمه: النعمان بن ثابت، مناقب أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۸

۳۳.....امام قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۷ھ) کی نظر میں

قاضی شریک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ طویل خاموشی، کثیر التفکر، فقہ میں خوب گہرائی کے ساتھ غور وفکر کرنے والے تھے، علم وعمل اور بحث ومباحثہ میں نہایت باریک بین تھے، طلبہ کے ساتھ بہت صبر کرتے تھے، اگر طالب علم محتاج ہوتا تو اس کو مالدار بنا دیتے، زمانہ طالب علمی تک اور اس کے اہل وعیال کیلئے وظیفہ جاری کر دیتے، جب وہ علم حاصل کر لیتا تو فرماتے اب تم حلال اور حرام کو جان کر بڑی مالداری غنائے اکبر تک پہنچ گئے ہو:

علي بن حكيم قال سمعت شريكا يقول: كان أبو حنيفة طويل الصمت كثير الفكر دقيق النظر في الفقه لطيف الاستخراج في العلم والعمل والبحث وكان يصبر على من يعلمه وإن كان الطالب فقيرا أغناه وأجرى عليه وعلى عياله حتى يتعلم فإذا تعلم قال له: قد وصلت إلى الغنى الأكبر بمعرفة الحلال والحرام. [1]

۳۴.....امام فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۷ھ) کی نظر میں

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فقیہ تھے، فقہ میں مشہور تھے، پرہیز گاری میں معروف تھے، بڑے مالدار تھے، جو ان کے پاس جاتا اس پر فضل فرماتے، ان کی بڑی شہرت تھی، رات دن علوم دینیہ کی تعلیم پر صبر کرنے والے تھے، اکثر خاموش رہتے تھے، کم بولتے، البتہ جب کوئی مسئلہ حلال اور حرام کا آجاتا تو بہت اچھی طرح حق پر دلائل قائم فرماتے، بادشاہوں سے دور بھاگنے والے تھے:

الفضيل بن عياض يقول: كان أبو حنيفة رجلا فقيها معروفا بالفقه، مشهورا بالورع، واسع المال، معروفا بالإفضال على كل من يطيف به،

[1] أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذكر ماروى في سماحة أبي حنيفة وسخاءه، ص ۵۹

صبورا على تعليم العلم بالليل والنهار، حسن الليل كثير الصمت، قليل الكلام حتى ترد مسألة في حلال أو حرام، فكان يحسن أن يدل على الحق، هاربا من مال السلطان. ❶

۳۵.....امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی نظر میں

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جی ہاں! میں نے ان کو ایسا پایا کہ اگر وہ اس ستون کے متعلق تم سے دعویٰ کرے کہ یہ سونے کا ہے تو اس کو دلائل سے ثابت کر دے:

أخبرنا أحمد بن الصباح قال: سمعت الشافعي محمد بن إدريس قال: قيل لمالك بن أنس: هل رأيت أبا حنيفة؟ قال: نعم، رأيت رجلا لو كلمك في هذه السارية أن يجعلها ذهبا لقام بحجته. ❷

۳۶.....امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۱ھ) کی نظر میں

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سب لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھے، میں نے فقہ میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا:

وأما أفقه الناس فأبو حنيفة، ثم قال: ما رأيت في الفقه مثله. ❸

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس مرتبے کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہئے تھا:

---

❶تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج۱۳ ص ۳۴۰

❷تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج۱۳ ص۳۳۸

❸تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج۱۳ ص ۳۴۲

ابن المبارك يقول: إن كان أحد ينبغي له أن يقول برأيه، فأبو حنيفة ينبغي له أن يقول برأيه. ❶

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا:

لو لا أن الله أغاثني بأبي حنيفة وسفيان لكنت كسائر الناس. ❷

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حدیث بیان کر رہے تھے فرمانے لگے "حدثنی نعمان بن ثابت" نعمان بن ثابت نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے، کسی نے عرض کیا اے ابوعبدالرحمٰن (یہ عبداللہ بن مبارک کی کنیت ہے) آپ کس کو مراد لے رہے ہیں؟ تو فرمایا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو علم کا مخزن ہیں، یہ سن کر بعض لوگوں نے حدیث لکھنا بند کر دیا، تو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد فرمایا اے لوگو! آپ لوگ کتنے بے ادب ہو، ائمہ کرام کے مراتب سے کس قدر ناواقف، علم اور اہلِ علم سے آپ لوگوں کی معرفت کتنی کم ہے، کوئی بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اقتداء کے لائق نہیں، اس لئے کہ وہ امام تھے، متقی تھے، صاف و بیداغ تھے، پرہیزگار تھے، عالم تھے، فقیہ تھے، انہوں نے علم کو بصیرت، فہم و فراست اور تقویٰ کے ذریعہ اس طرح کھول کر بیان کیا جیسا کسی اور نہیں کیا، اس کے بعد قسم کھائی کہ (اس بے ادبی کی وجہ سے) میں ایک مہینہ تک تمہیں سبق نہیں پڑھاؤں گا:

كان عبد الله ابن المبارك يوما جالسا يحدث الناس فقال حدثني النعمان بن ثابت، فقال بعضهم: من يعنى أبو عبد الرحمن؟ فقال أعني أبا

❶تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج۱۳ ص۳۴۳

❷عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص۱۸۸

حنیفة مخ العلم فأمسک بعضهم عن الكتابة، فسکت ابن المبارک هنيهة ثم قال: أيها الناس ما أسوأ أدبكم، وما أجهلكم بالأئمة، وما أقل معرفتكم بالعلم وأهله، ليس أحد أحقّ أن يقتدى به من أبي حنيفة لأنه كان إماما تقيا نقيا ورعا عالما فقيها، كشف العلم كشفا لم يكشفه أحد ببصر وفهم وفطنة وتقى، ثم حلف أن لا يحدثهم شهرا۔ ❶

۳۷.....امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ) کی نظر میں

امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے اپنے والدین سے پہلے دعاء کرتا ہوں:

إبراهيم بن مسلمة الطيالسی قال: سمعت أبا يوسف يقول: إني لأدعو لأبي حنيفة قبل أبوی۔ ❷

یحیی بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اس کا جواب دیتے اور فرماتے کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان کردے گا وہ اپنے دین میں مخلص ہوجائیگا:

يحيى بن أكثم قال: كان أبو يوسف إذا سئل عن مسألة أجاب فيها وقال هذا قول أبي حنيفة ومن جعله بينه وبين ربه فقد استبرأ لدينه۔ ❸

۳۸.....امام یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ) کی نظر میں

امام یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر مبارک ہوتا تو فرماتے:

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۸۹ ❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۰ ❸ أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذكر ماروی عن أعلام المسلمين وأئمتهم فی فضل أبي حنيفة، ص ۸۳

هيهات طارت بفتياه البغال الشهب.

تیز رفتار سواریاں ان کے فتاوی کو بہت دور تک لے اڑیں:

كان يزيد بن زريع يقول: وذكر أبو حنيفة هيهات طارت بفتياه البغال الشهب. ❶

۳۹.....امام عبدالعزیز بن ابی سلمہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۴ھ) کی نظر میں

عبدالعزیز بن ابی سلمہ الماجشون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ہم نے ان سے مسائل کے سلسلہ میں گفتگو کی وہ بہترین دلیلوں سے استدلال کرتے تھے، ان پر کوئی عیب نہیں، ہم سب رائے وقیاس سے بحث کرتے اور امام صاحب اس کی دلیل دیتے تھے:

عن عبد العزيز بن أبي سلمة الماجشون قال: قدم أبو حنيفة المدينة فكلمناه في مسائله فكان يحتج بحجج حسان فلا عيب عليه في ذلك كلنا تكلم بالرأى واحتج له. ❷

۴۰.....امام عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی نظر میں

سلیمان شاذکونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا کہ ہرگز ہرگز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کوئی بری بات مت کہنا، اور جو کوئی ان کے بارے میں کوئی بری بات کہہ رہا ہو ہرگز ہرگز اس کی تصدیق مت کرنا، اس لئے کہ اللہ کی قسم! میں نے ان سے افضل اور ان سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا:

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۷

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۷

عن سليمان الشاذكوني قال: قال لي عيسى بن يونس: لا تتكلمن في أبي حنيفة بسوء ولا تصدقن أحدا يسيئ القول فيه والله ما رأيت أفضل منه ولا أفقه منه. ❶

۴۱.....امام یوسف بن خالد سمتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی نظر میں

یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم عثمان بتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بصرہ میں بیٹھا کرتے تھے، جب کوفہ آئے تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنے لگے بھلا کہاں سمندر اور کہاں چھوٹی سی نہر، کوئی بھی ایسا نہ تھا جو ان کا ذکر کرتا اور کہتا کہ میں نے ان جیسا دیکھا ہے، ان کو علم میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی، ان پر لوگ بہت حسد کرتے تھے:

يوسف بن خالد السمتي يقول: كنا نجالس عثمان البتي بالبصرة فلما قدمنا الكوفة جالسنا أبا حنيفة فأين البحر من السواقي فلا يقول أحد يذكره إنه رأى مثله ما كان عليه في العلم كلفة وكان محسودا. ❷

۴۲.....امام فضل بن موسی سینانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۲ھ) کی نظر میں

فضل بن موسی سینانی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جو لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برائی اور غیبت میں لگے رہتے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وہ علم لائے جس کو یہ لوگ جانتے ہیں اور وہ علم بھی لائے جس کو یہ لوگ نہیں جانتے ہیں، اور نہیں چھوڑا ان کیلئے کچھ بھی پس لوگ ان سے حسد کرنے لگے:

حاتم بن آدم قال: قلت للفضل بن موسى السيناني: ما تقول في هؤلاء الذين يقعون في أبي حنيفة، قال: إن أبا حنيفة جاءهم بما يعقلونه وبما لا

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۷

❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذكر ماروى في محنة أبي حنيفة بحسد الناس عليه، ص ۶۴

يعقلونه من العلم ولم يترك لهم شيئا فحسدوه.❶

۴۳.....امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ) کی نظر میں

امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر فقیہ اور ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا:

مليح بن وكيع يقول: سمعت أبي يقول: ما لقيت أحدا أفقه من أبي حنيفة، ولا أحسن صلاة منه.❷

۴۴.....امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا کسی کو نہیں دیکھا:

ابن عيينة يقول: ما مقلت عيني مثل أبي حنيفة.❸

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص علم مغازی جاننا چاہے وہ مدینہ منورہ کا رخ کرے، جو مناسکِ حج سیکھنا چاہے وہ مکہ مکرمہ کی راہ لے، اور جو علم فقہ پسند کرے اسے کوفہ جانا چاہیے اور اصحاب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھنا چاہیے:

سمعت سفيان بن عيينة يقول: من أراد المغازي فالمدينة ومن أراد المناسک فمكة ومن أراد الفقه فالكوفة ويلزم أصحاب أبي حنيفة.❹

❶ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، الفضل بن موسى السيناني، ص ۱۳۶ ❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج۱۳ ص ۳۴۵ ❸ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، مناقب أبي حنيفة، ج۱۳ ص ۳۳۶ ❹ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۲

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء چار ہیں:

سمعت ابن عيينة قال: العلماء أربعة ابن عباس في زمانه والشعبي في زمانه وأبو حنيفة في زمانه والثوري في زمانه. ❶

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام شعبی، امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری رحمہم اللہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں امام ہے۔

۴۵.....امام یحیٰی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں

امام الجرح والتعدیل یحیٰی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کی تکذیب نہیں کر سکتے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے بہتر ہم نے سنا:

يحيى بن معين يقول: سمعت يحيى القطان يقول: لا نكذب الله ربما آخذ بالشيئ من رأى أبي حنيفة. ❷

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ یحیٰی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے:

يحيى القطان يفتي بقول أبي حنيفة. ❸

امام یحیٰی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کس قدر اچھی باتیں ہیں جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہیں:

يحيى بن سعيد يقول: كم من شيء حسن قد قاله أبو حنيفة. ❹

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ماروى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۳

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳، ص ۳۴۵

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: وكيع بن الجراح بن مليح، ج ۱ ص ۲۲۴

❹ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج: ۱۳، ص ۳۴۵

٤٦.....امام حفص بن عبد الرحمٰن بلخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ١٩٩ھ) کی نظر میں

حفص بن عبد الرحمٰن بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ہر قسم کے علماء، فقہاء، زہاد اور اہل ورع کی صحبت کی لیکن ان تمام اوصاف کا مجموعہ سوائے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی نہیں دیکھا:

قال حفص بن عبد الرحمن: جالست أنواع الناس من العلماء والفقهاء والزهاد وأهل الورع منهم فلم أر أحدا فيهم أجمع لهذه الخصال من أبي حنيفة. ❶

٤٧.....امام ابوضمرہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٢٠٠ھ) کی نظر میں

حسن بن بلول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوضمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بڑی اچھائی سے کر رہے تھے، بڑا تعجب ہے کہ ایسے مشغلے کے ساتھ ایسی عبادت کس طرح ہوتی تھی؟

عن الحسن بن بهلول قال سمعت أبا ضمرة يذكر أبا حنيفة بالجميل ويقول العجب منه كيف تهيأ له العبادة مع شغله ذلك. ❷

٤٨.....امام ابویحیی حمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٢٠٢ھ) کی نظر میں

امام ابویحیی حمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصروں میں سے جس کا بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی خیر میں مقابلہ کیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے افضل پایا، میں کبھی کسی بزرگ سے نہیں ملا جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ افضل، پرہیزگار اور فقہ کا جاننے والا ہو:

---

❶ مناقب أبي حنيفة للموفق، ج ١ ص ٢٥

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ٢٠٧

ماضممت أباحنيفة إلى أحد من أهل زمانه ممن لقيتهم وممن لم ألقهم في كل باب من أبواب الخير إلا رأيت لأبي حنيفة الفضل عليهم وما لقيت أحدا قط أفضل منه ولاأروع منه ولا أفقه منه. (1)

۴۹.....امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی نظر میں

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص فقہ میں ماہر ہونا چاہے وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محتاج ہوگا:

من أراد أن يتبحر في الفقه فهو عيال على أبي حنيفة. (2)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں:

الناس عيال على أبي حنيفة في الفقه. (3)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس شخص نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو نہیں دیکھا وہ نہ علم میں ماہر ہوسکتا ہے اور نہ فقیہ ہوسکتا ہے:

من لم ينظر في كتب أبي حنيفة لم يتبحر في العلم ولا يتفقه. (4)

۵۰.....امام نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی نظر میں

امام نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ سے غفلت میں تھے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا دروازہ کھول کر لوگوں کو نیند سے بیدار کردیا، انہوں نے فقہ کو واضح اور منقح کیا:

وعن النضر بن شميل، قال: كان الناس نياما عن الفقه حتى أيقظهم أبو

(1) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ١٩٦

(2) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج١٣ ص ٢٤٦

(3) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج١٣ ص ٢٤٦

(4) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص١٨٧

حنيفة بما فتقه وبينه ولخصه. ❶

٥١.....امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٢٠٦ھ) کی نظر میں

امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ میں سے کون بڑا فقیہ ہے؟ انہوں نے فرمایا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حفظِ حدیث میں بڑھے ہوئے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں:

سئل يزيد بن هارون: أيما أفقه، أبو حنيفة أو سفيان؟ قال سفيان أحفظ للحديث، وأبو حنيفة أفقه. ❷

تمیم بن منتصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا، تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آیا تو ایک شخص نے امام صاحب کی شان میں گستاخی کی، یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ بڑی دیر تک گردن جھکائے رہے، لوگوں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم کرے کچھ فرمایئے، فرمانے لگے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متقی تھے، جو عیب ان کی طرف منسوب کیئے جاتے ہیں وہ ان سب سے پاک تھے، اپنے وقت میں سب سے بڑے حافظِ حدیث تھے، ان کے ہم عصروں میں سے جس کو بھی میں نے پایا سب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا:

حدثنا تميم بن المنتصر قال: كنت عند يزيد بن هارون فذكر أبو حنيفة فنال إنسان منه فأطرق طويلا قالوا رحمك الله حدثنا فقال: كان أبو حنيفة تقيا نقيا زاهدا عالما صدوق اللسان أحفظ أهل زمانه سمعت كل من أدركته من أهل زمانه يقول إنه ما رأى أفقه منه. ❸

❶تهذيب الأسماء واللغات: حرف الحاء ،أبوحنيفة الإمام، ج٢ ص ٢١٦

❷تاريخ بغداد: ترجمة :النعمان بن ثابت،ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج١٣ ص ٣٤٢

❸أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذكر ماروي في زهده، ص٤٨

۵۲.....ابوسلیمان جوز جانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۱ھ) کی نظر میں

ابوسلیمان جوز جانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے فقہ کو اور واضح کردیا تھا، ان کا طریقہ یہ تھا کہ ان کے اصحاب کسی مسئلہ میں گفتگو شروع کرتے، بات بڑھ جاتی، آواز بلند ہو جاتی تھی، ہر پہلو پر بحث کرتے تھے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے سنتے رہتے، پھر جب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح شروع کرتے تو تمام شاگرد ایسے خاموش ہو جاتے گویا مجلس میں کوئی ہے ہی نہیں، حالانکہ ان میں فقہ اور علم کے پہاڑ موجود ہوتے ہیں، صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بولتے، پھر جب وہ خاموش ہوتے، تو ان میں بعض شاگرد بول اٹھتے پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کے لئے ہم سب کو خاموش کردیا، ابوسلیمان جوز جانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عجائب دوراں میں سے تھے، ان کے کلام سے وہی آدمی منہ پھیر سکتا ہے جو ناواقف ہو یا اس کی سمجھ نہ رکھتا ہو:

عن أبي سليمان الجوزجاني قال: كان أبو حنيفة سهل الله تعالى له هذا الشأن يعني الفقه وتبين له وكان يتكلم أصحابه في مسألة من المسائل ويكثر كلامهم وترتفع أصواتهم ويأخذون في كل فن وأبو حنيفة ساكت فإذا أخذ أبو حنيفة في شرح ما كانوا فيه سكتوا كأن ليس في المجلس أحد وفيهم الرتوت من أهل الفقه والمعرفة وكان يتكلم أبو حنيفة يوما وهم سكوت فلما فرغ أبو حنيفة من كلامه قال واحد منهم سبحان من أنصت الجميع لک قال أبو سليمان: كان أبو حنيفة عجبا من العجب وإنما رغب عن كلامه من لم يقرأ عليه. ❶

---

❶عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۵

۵۳.....امام ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) کی نظر میں

نصر بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ کے نزدیک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے فقیہ ہیں، یا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تو انہوں نے فرمایا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میرے نزدیک ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بھی زیادہ فقیہ ہیں، ان سے زیادہ فقہ پر قادر شخص میری آنکھوں نے نہیں دیکھا:

عن نصر بن علی قال قلت لأبي عاصم أبو حنيفة عندک أفقه أم سفيان قال: هو والله عندی أفقه من ابن جريج ما رأت عيني رجلا أشد اقتدارا منه على الفقه. ❶

۵۴.....امام عبداللہ بن داود خریبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی نظر میں

حضرت عبداللہ بن داود الخریبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعاء کریں، اس کے بعد انہوں نے امام صاحب کی سنن اور فقہ کی حفاظت کا تذکرہ کیا:

سمعت عبد الله بن داود الخريبي يقول: يجب على أهل الإسلام أن يدعوا الله لأبي حنيفة في صلاتهم قال: وذكر حفظه عليهم السنن والفقه. ❷

حضرت عبداللہ بن داود الخریبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دو طرح کے ہیں، حاسد، جاہل، میرے نزدیک جاہل حاسد سے اچھی حالت میں ہے:

سمعت ابن داود يقول: الناس في أبي حنيفة حاسد وجاهل وأحسنهم

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ٨٦

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ١٣ ص ٣٤٤

عندي حالا الجاهل. ❶

حضرت عبداللہ بن داود الخریبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اندھے پن اور جہالت سے نکل جائے اور یہ کہ فقہ کی حلاوت اس کو میسر ہو تو اسے چاہئے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے:

عبد الله بن داود قال: من أراد أن يخرج من ذل العمى والجهل ويجد لذة الفقه فلينظر في كتب أبي حنيفة. ❷

۵۵.....امام شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی نظر میں

حضرت شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا عالم کسی کو نہیں دیکھا:

شداد بن حكيم يقول: ما رأيت أعلم من أبي حنيفة. ❸

۵٦.....امام عبداللہ بن یزید مقری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی نظر میں

حضرت عبداللہ بن یزید مقری رحمۃ اللہ علیہ جب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی روایت بیان کرتے تو فرماتے کہ علم کے بادشاہوں کے بادشاہ نے روایت بیان کی ہے:

حدثنا أبو عبد الرحمن المقري وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة قال: حدثنا شاهنشاه. ❹

❶تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت التيمي، ج ۲۹ ص ۴۴۱ ❷أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۵

❸تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۴

❹تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۴

۵۷.....امام خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) کی نظر میں

خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم اللہ جل جلالہ کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا، پھران کے پاس سے صحابہ کی طرف منتقل ہوا، پھر صحابہ سے تابعین کی طرف، پھر تابعین سے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اوران کے تلامذہ کی طرف چلا گیا، اب جس کا جی چاہے راضی ہو جس کا جی چاہے ناراض ہو:

محمد بن سلمة يقول: قال خلف بن أيوب: صار العلم من الله تعالى إلى محمد صلى الله عليه وسلم ثم صار إلى أصحابه، ثم صار إلى التابعين، ثم صار إلى أبي حنيفة وأصحابه فمن شاء فليرض، ومن شاء فليسخط. ❶

۵۸.....امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) کی نظر میں

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حضرت مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہ جن سے صحیح بخاری میں گیارہ (۱۱) ثلاثی روایات مروی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے عالم تھے:

مكي بن إبراهيم ذكر أبا حنيفة فقال: كان أعلم أهل زمانه. ❷

۵۹.....امام ابوخزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۷ھ) کی نظر میں

امام ابوخزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے بہترین فاضل آدمی کا تذکرہ کیا:

❶ تاريخ بغداد، ترجمة: النعمان بن ثابت، مناقب أبي حنيفة، ج۱۳ ص ۳۳۶

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج۱۳ ص ۳۴۵

عن عمر بن محمد قال: سمعت أبا خزيمة وذكر عنده أبو حنيفة فقال ذكرتم رجلا خيرا فاضلا.❶

٦٠.....امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۹ھ) کی نظر میں

حضرت فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسائل میں غوطہ لگانے والے تھے:

قال: كان أبو حنيفة صاحب غوص في المسائل.❷

٦١.....امام حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۷ھ) کی نظر میں

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم پرہیز گاری چاہتے ہو تو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو لازم پکڑو، اور اگر باریک ترین مسائل پر مطلع ہونا چاہتے ہو تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو لازم پکڑو:

إذا أردت الورع فسفيان، وإذا أردت تلك الدقائق فأبو حنيفة.❸

٦٢...امام عبید اللہ بن محمد المعروف بابن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۷ھ) کی نظر میں

جلیل القدر محدث امام احمد بن حنبل، امام ابوحاتم رازی رحمہم اللہ کے استاذ جن کے متعلق امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حافظ الحدیث اور انساب عرب کے عالم تھے:

كان حافظا عالما بأنساب العرب.❹

---

❶عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ٢٠٦

❷تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج١٣ ص ٣٤٤

❸تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج١٣ ص ٣٤٣

❹تهذيب التهذيب: حرف العين، ترجمة: عبيد الله بن محمد بن حفص، ج٧ ص ٤٥

ان کے شاگرد امام عبدہ نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم امام ابن عائشہ کی مجلس درس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کی سند سے ایک حدیث بیان کی، اس پر مجلس میں سے کسی شخص نے کہہ دیا کہ ہمیں ان کی حدیث نہیں چاہیے، امام ابن عائشہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

أَمَا إنكم لو رأيتموه لأردتموه، وما أعرف لَهُ ولكم مثلا إلا ما قَالَ الشَّاعِر:

أقلوا عليه ويحكم لا أَبَا لكم ...من اللؤم أَو سدوا المكان الذى سدا

تم لوگوں نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا نہیں ہے، اگر تم ان کو دیکھ لیتے تو ضرور ان کو چاہنے لگتے، تمہاری اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے:

تمہارے لیے برا ہو اور تمہارے والدین مر جائیں، اس پر ملامت کرنا کم کرو یا اس جگہ کو پُر کرو جس کو اس نے پُر کیا تھا۔

یعنی وہ کام کر کے دکھاؤ جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا۔ (۱)

۶۳.....امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی نظر میں

فن اسماء الرجال کے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہاء چار ہیں، امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، امام مالک، امام اوزاعی رحمہم اللہ۔

سمعنا يحيى بن معين يقول: الفقهاء أربعة أبو حنيفة وسفيان ومالك والأوزاعي. (۲)

(۱) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، باب من ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ج۱۳ ص۳۶۵ (۲) أخبار أبي حنيفة واصحابه: ذكر ماروى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص۸۷

علامہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک معتبر و پسندیدہ قراءت حمزہ کی قراءت ہے، اور فقہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے میں نے لوگوں کو اس پر پایا ہے:

یحیی بن معین یقول: القراءة عندی قراءة حمزة، والفقه فقه أبي حنيفة، على هذا أدركت الناس. ❶

۶۴..... امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۴ھ) کی نظر میں

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: أَبُو حَنِيفَةَ رَوَى عَنْهُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَهُشَيْمٌ وَوَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ وَعَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ لَا بَأْسَ بِهِ. ❷

امام ابوحنیفہ سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشیم بن بشیر، وکیع بن جراح اور عباد بن عوام رحمہم اللہ جیسے ائمہ حدیث نے روایت کی ہے اور امام ابوحنیفہ ثقہ ہیں اور ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

۶۵..... امام ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۵ھ) کی نظر میں

عثمان بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں اس جگہ بیٹھے اور کچھ انہوں نے فرمایا، بعض لوگوں نے کہا ان کو چھوڑو ہم نہیں سمجھتے کہ ان کی بات پل پار جاسکے گی، میرے والد ابوشیبہ نے فرمایا کہ چند ہی دن گزرے تھے کہ ان کا کلام سننے کیلئے لوگ اطراف واکناف سے آنے لگے:

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۶

❷ جامع بيان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله تعالى بالرأى، ج ۲ ص ۱۰۸۲

عن عثمان بن أبي شيبة قال سمعت أبي يقول: جلس أبو حنيفة ههنا في المسجد فتكلم بما تكلم به فقال بعضهم: دعوه فما نرى أن كلامه يجاوز الجسر قال أبي فما أتت عليه الأيام والليالي إلا قليلا حتى ضرب إليه من الآفاق.❶

٦٦.....امام ابراہیم بن ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۶ھ) کی نظر میں

ابراہیم بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ انصاف کی تعریف کرتے تھے اور انصاف ہی کی بات کہتے تھے، انہوں نے لوگوں کے لئے علم کا راستہ اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ بیان کیا اور لوگوں کے سامنے علم کی شرح کردی، علم کے مشکلات کو واضح کردیا، کون ہے جو علم میں ان کے مقام تک پہنچا، علم سے ایسی ہدایت کسی کو نہ ملی جیسی ان کو ملی، ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور ان کا احسان ہم سب پر ہے:

كان أبو حنيفة يصف العدل ويقول به وبين للناس سبل العلم وطرقه وشرح لهم معانيه وأوضح لهم مشكلاته فمن يبلغ في العلم مبلغه أو من يهتدى به مثل ما اهتدى عظمت منة الله عليه ومنته علينا.❷

٦٧.....امام اسد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۷ھ) کی نظر میں

اسد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بدگوئی صرف جاہل، یا بدعتی ہی کرسکتا ہے:

عن أسد بن حكيم قال: لا يقع في أبي حنيفة إلا جاهل أو مبتدع.❸

❶عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۸

❷عقود الجمان فى مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۵

❸عقود الجمان فى مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۵

۶۸.....امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی نظر میں

امام ابو بکر مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرمارہے تھے ہمارے نزدیک یہ بات صحیح نہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن مخلوق ہے، میں نے کہا الحمدللہ! اے ابوعبداللہ (یہ امام احمد بن حنبل کی کنیت تھی) کیا وہ علم کے اونچے مقام پر تھے؟ تو اس پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سبحان اللہ! وہ علم، پرہیزگاری، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کو ترجیح دینے میں ایسے مقام پر تھے کہ ان کے اس مقام پر کوئی نہیں پہنچ سکتا:

ثنا أبو بكر المروزي، سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل، يقول: لم يصح عندنا أن أبا حنيفة، قال: القرآن مخلوق، فقلت: الحمد لله يا أبا عبد الله، هو من العلم بمنزلة؟ فقال: سبحان الله! هو من العلم والورع والزهد وإيثار الدار الآخرة بمحل لا يدركه فيه أحد. ❶

۶۹.....امام محمد بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی نظر میں

امام محمد بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ائمہ میں سے کسی بھی امام کو ایسا نہیں پاتے جو اہلِ اسلام کے امور کو اتنی عظمت دیتا ہو جتنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دیتے ہیں:

عن محمد بن عبد العزيز قال: لم نجد أحدا في الأئمة يعظم أمور أهل الشهادة ما كان يعظمه أبو حنيفة. ❷

۷۰.....امام یحیی بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۲ھ) کی نظر میں

یحیی بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالی نے فقہ، علم وعمل، جود

❶ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۴۳

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۹

وسخا اور قرآنی اخلاق سے مزین فرمایا ہے:

أبـو حـنـيـفة زيـنـه الله بالفقه والعلم والعمل والسخاء والبذل وأخلاق القرآن التي كانت فيه. ❶

۷۱..... امام احمد بن عبداللہ العجلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی نظر میں

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ تیسری صدی کے عظیم محدث گزرے ہیں، انہوں نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "معرفة الثقات من رجال أهل العلم والحديث" ہے اس کتاب میں انہوں نے ثقہ راویوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب کے ثقہ ہونے کی تصریح کی ہے۔ ❷

۷۲..... صاحب السنن امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۵ھ) کی نظر میں

صاحب السنن امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر رحم کرے کیونکہ وہ امام تھے:

رحم الله أبا حنيفة كان إماما. ❸

۷۳..... امام محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ) کی نظر میں

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علم حدیث میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ "المستدرک على الصحيحين" اور "معرفة علوم الحديث" کے مصنف ہیں موصوف نے اپنی

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى في سماحة أبي حنيفة وسخاءه، ص ۵۹

❷ معرفة الثقات من رجال أهل العلم والحديث: ج ۲ ص ۳۱۴، رقم الترجمة: ۱۸۵۳

❸ الانتقاء في فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء، باب قول أبي داؤد السجستاني فيه، ص ۳۲

مؤخر الذکر کتاب کی انچاس (۴۹) نمبر نوع میں جس کا عنوان ہے:

ذِكْرُ النَّوْعِ التَّاسِعِ وَالْأَرْبَعِينَ مِنْ مَعْرِفَةِ عُلُومِ الْحَدِيثِ هَذَا النَّوْعُ مِنْ هَذِهِ الْعُلُومِ مَعْرِفَةُ الْأَئِمَّةِ الثِّقَاتِ الْمَشْهُورِينَ مِنَ التَّابِعِينَ وَأَتْبَاعِهِمْ مِمَّنْ يَجْمَعُ حَدِيثَهُمْ لِلْحِفْظِ وَالْمُذَاكَرَةِ وَالتَّبَرُّكِ بِهِمْ، وَبِذِكْرِهِمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْغَرْبِ. ❶

تابعین اور اتباعِ تابعین میں سے ان ثقہ اور مشہور ائمہ حدیث کی معرفت کہ جن کی احادیث حفظ و مذاکرہ کے لیے جمع کی جاتی ہیں، اور ان کے ساتھ تبرک حاصل کیا جاتا ہے اور جن کی شہرت مشرق سے مغرب تک ہے۔

اس نوع میں انہوں نے تمام مشہور بلاد اسلامیہ کے ائمہ ثقات کے نام ذکر کیے ہیں، اور کوفہ کے ائمہ حدیث کی فہرست میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کا بھی نمایاں ذکر کیا ہے۔

موصوف نے اس کتاب کی چوالیسویں (۴۴) نمبر نوع میں جس کا عنوان ہے:

ذِكْرُ النَّوْعِ الرَّابِعِ وَالْأَرْبَعِينَ مِنْ عُلُومِ الْحَدِيثِ هَذَا النَّوْعُ مِنْ هَذِهِ الْعُلُومِ مَعْرِفَةُ أَعْمَارِ الْمُحَدِّثِينَ مِنْ وِلَادَتِهِمْ إِلَى وَقْتِ وَفَاتِهِمْ. ❷

محدثین کی ولادت سے لیکر وفات تک ان کی عمروں کی معرفت۔

اس نوع میں انہوں نے مشہور محدثین کی سنِ ولادت اور سن وفات نقل کی ہے، چنانچہ اس نوع میں مشہور محدثین کے ساتھ امام صاحب کا بھی سنِ ولادت اور سنِ وفات ذکر کر کے واضح الفاظ میں آپ کے محدث ہونے کی تصریح کی ہے۔

نیز انہوں نے سترہ (۱۷) نمبر نوع کے ذیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور اتباعِ

---

❶ معرفة علوم الحديث: ذكر النوع التاسع والأربعين، ص ۲۴۰

❷ معرفة علوم الحديث: ذكر النوع الرابع والأربعين، ص ۲۰۲

تابعین رحمہم اللہ میں سے مشہور محدثین کی اولاد کا ذکر کیا ہے، اس مقام پر آپ کی اولاد کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ آپ کے محدث ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ❶

۷۴.....علامہ ابن ندیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۸ھ) کی نظر میں

علامہ ابوالفرج محمد بن اسحاق المعروف ابن ندیم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ امام صاحب تابعین میں سے تھے، کیونکہ آپ نے کئی ایک صحابہ سے ملاقات کی ہے، اور امام صاحب اس امت کے پرہیزگار اور زاہد لوگوں میں سے تھے:

وكان من التابعين لقي عدة من الصحابة وكان من الورعين الزاهدين. ❷

امام ابوحنیفہ کا علم بحروبر، مشرق ومغرب دور وقریب ہر جگہ پھیل چکا ہے:

أبو حنيفة. والعلم برا وبحرا شرقًا وغربًا بعدًا وقربًا تدوينه. ❸

۷۵.....علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی نظر میں

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں امام تھے، حسن الرائے والقیاس تھے، باریک سے باریک مسئلہ کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے، غضب کے ذہین، سخن فہم، عالی دماغ، ذکی، پرہیزگار اور نہایت ہی عقلمند تھے، البتہ ان کا مذہب تھا کہ اخبارِ آحاد اگرچہ عادل کی ہوں جب متفق علیہ اصول کے خلاف ہوں تو قبول نہیں کرتے تھے، اس لئے اصحابِ حدیث نے ان پر عیب لگایا، ان کی برائی بیان کی اور اس معاملہ میں حد سے بڑھ گئے، ہم عصروں نے حسد کیا انکے خلاف علم بغاوت بلند کیا، ان کی غیبت کو حلال قرار دیا:

---

❶ معرفة علوم الحديث: ذكر النوع السابع عشر، ص ۵۱

❷ الفهرست: الفن الثاني في أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ج ۱ ص ۲۵۱

❸ الفهرست: الفن الثاني في أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ج ۱ ص ۲۵۱

الإمام الحافظ الناقد الفقيه العلامة المنصف حافظ المغرب أبو عمر يوسف بن البر في كتابه الاستغناء في الكنى قال رحمه اللّٰه تعالى: كان أبو حنيفة في الفقه إماما حسن الرأى والقياس لطيف الاستخراج جيد الذهن حاضر الفهم ذكيا ورعا عاقلا إلا أنه كان مذهبه في أخبار الآحاد العدول أن لا يقبل منها ما خالف الأصول المجمع عليها فأنكر عليه أهل الحديث ذلك وذمّوه وأفرطوا وحسده من أهل وقته من بغى عليه واستحل الغيبة فيه۔ ❶

۷۶.....شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۳ھ) کی نظر میں

شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے میں علم حدیث کے سب سے بڑے امام تھے:

كان أعلم أهل عصره بالحديث۔ ❷

۷۷.....علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۸ھ) کی نظر میں

علامہ محمد بن عبد الکریم شہرستانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بحث کے ضمن میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جس انداز میں ذکر فرمایا ہے وہ ان لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کے قابل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے ائمہ حدیث میں شمار نہیں کیا، علامہ شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حسن بن محمد بن ابی طالب، سعد بن جبیر، طلق بن حبیب، عمرو بن مرۃ، محارب بن دثار، مقاتل بن سلیمان، ذر، عمرو بن ذر، حماد بن سلیمان، امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۹، ۲۱۰

❷ أصول السرخسي: فصل في بيان شرائط الراوى حدا وتفسيرا وحكما، ج ۱ ص ۳۵۰

محمد، قدید بن جعفر رحمۃ اللہ علیہم یہ سب ائمہ حدیث ہیں، اصحاب کبائر کو گناہ کبیرہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے ہیں، اور یہ حکم نہیں دیتے کہ اصحاب کبائر ہمیشہ جہنم میں ہوں گے، اور خوارج اور قدریہ ان کے برعکس یہ کہتے ہیں کہ اصحاب کبائر ہمیشہ جہنم میں ہوں گے:

الحسن بن محمد بن علي بن أبي طالب، وسعيد بن جبير، وطلق بن حبيب، وعمرو بن مرة، ومحارب بن زياد، ومقاتل بن سليمان، وذر، وعمرو بن ذر، وحماد بن أبي سليمان، وأبو حنيفة، وأبو يوسف، ومحمد بن الحسن، وقديد بن جعفر وهؤلاء كلهم أئمة الحديث، لم يكفروا أصحاب الكبائر بالكبيرة، ولم يحكموا بتخليدهم في النار خلافا للخوارج والقدرية. ❶

۷۸.....علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) کی نظر میں

علامہ شمس الدین احمد بن محمد المعروف ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عامل، زاہد، عبادت گزار، متقی، پرہیزگار، کثرت سے (عبادت میں) خشوع وخضوع قائم کرنے والے، دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنے والے تھے:

وكان عاملاً زاهداً عابداً ورعاً تقياً كثير الخشوع دائم التضرع إلى الله تعالى. ❷

۷۹.....شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی نظر میں

ا.....شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اربعہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف سب کے امام تھے:

❶ الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجئة، الصالحية، ج ۱ ص ۱۴۶ ❷ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۵ ص ۲۱۰

أئمة أهل الحديث والتفسير والتصوف والفقه، مثل الأئمة الأربعة وأتباعهم. ❶

۲.....ائمہ اسلام جو دین میں امامت کے ساتھ معروف ہیں، جیسے امام مالک، سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام لیث بن سعد، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہم اور انہی کے مثل دیگر علماء اور تمام اہل سنت:

وأئمة الإسلام المعروفون بالإمامة في الدين، كمالك والثوري والأوزاعي والليث بن سعد والشافعي وأحمد وإسحاق وأبي حنيفة وأبي يوسف وأمثال هؤلاء، وسائر أهل السنة. ❷

۳.....ائمہ فقہاء، اہل مدینہ کے امام مالک، کوفہ کے امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری، مکہ کے امام ابن جریج، اور دیگر ائمہ، بصرہ کے حماد بن سلمہ اور حماد بن زید، اور شام کے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم:

أئمة الفقهاء فمالك عالم أهل المدينة. والثوري وأبو حنيفة وغيرهما من أهل الكوفة. وابن جريج وغيره من أهل مكة. وحماد بن سلمة وحماد بن زيد من أهل البصرة والأوزاعي وطبقته بالشام. ❸

۸۰.....امام محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی نظر میں

محدثِ کبیر، مشکاۃ المصابیح کے مصنف، علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کے

❶ منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية: الوجه الخامس وفيه الرد التفصيلي، ج۲ ص۱۰۵ ❷ منهاج السنة النبوية: الوجه السابع، التعليق على قوله وانه تعالىٰ غير مرئي ولامدرك، ج۲ ص۳۱۶ ❸ مجموع الفتاوىٰ: علم السلوك، بدعة القدرية ورد الصحابة عليها، ج:۱۰، ص۳۶۲

فضائل ومناقب بیان کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

فانه كان عالما عاملا ورعا زاهدا عابدا، إماما في علوم الشريعة، والغرض بايراد ذكر في هذا الكتاب، وان لم نرو عنه حديثا في المشكاة للتبرك به لعلوّ مرتبته ووفور علمه.❶

امام ابوحنیفہ عالم باعمل، پرہیز گار، زاہد، عابد اور علوم شریعت میں امام تھے۔ اگر چہ ہم نے "مشكاة المصابيح" میں آپ کی کوئی حدیث نقل نہیں کی، لیکن اس کتاب (الإكمال) میں ہم آپ کا تذکرہ اس لیے کر رہے ہیں تا کہ آپ سے تبرک حاصل کیا جائے، کیونکہ آپ عالی المرتبت اور وافر العلم (کثیر العلم) تھے۔

۸۱.....امام ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲) کی نظر میں

یوسف بن عبد الرحمٰن المعروف امام مزی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کو فقیہ اہل العراق کے لقب سے یاد کرتے ہیں، پھر آپ کے اساتذہ اور تلامذہ کی طویل فہرست نقل کرتے ہیں، آپ کی توثیق میں فن اسماء الرجال کے ماہرین کے مدحیہ اقوال نقل کرتے ہیں:

النعمان بن ثابت التيمي، أبو حنيفة الكوفي، فقيه أهل العراق، وإمام أصحاب الرأي، وقيل: رأى أنس بن مالك.❷

۸۲.....امام محمد بن احمد بن عبد الہادی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۴ھ) کی نظر میں

علامہ ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ اربعہ کے حالات پر "مناقب الأئمة الأربعة" کے

❶ الإكمال في أسماء الرجال مع مشكاة المصابيح، ج ۲ ص ۶۲۴ ❷ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت التيمي، ج ۲۹ ص ۴۱۷ تا ۴۴۵

نام سے مستند کتاب لکھی، اس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب کو سب سے پہلے لکھا، اور آپ کے تعارف کا آغاز ان کلمات سے کیا: أحد الأئمة الأعلام، فقيه العراق.

پھر تفصیل سے آپ کے مناقب بیان کیے دیکھئے تفصیلا: (۱)

نیز انہوں نے محدثین وحفاظِ حدیث کے حالات پر مشتمل ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام "طبقات علماء الحديث" ہے، اس کتاب میں آپ کے ترجمہ کا آغاز "الإمام، فقيه العراقيين" کے القاب سے کیا، پھر آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وكان إماما، ورعا، عالما، عاملا، متعبدا، كبير الشان، لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويكتسب. (۲)

آپ امام، پارسا، عالم، عامل، عبادت گزار اور کبیر الشان تھے۔ آپ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنی تجارت کر کے روزی کماتے تھے۔

۸۳.....علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی نظر میں

۱.....فنِ اسماء الرجال کے امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین رحمہما اللہ کے حالات میں مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی "مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه" امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اکابر اہل علم کی آراء اس میں جمع کیں ہیں، یہ کتاب احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد الدکن بالہند سے شائع ہوئی ہے۔

۲.....أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي الإمام، فقيه الملة، عالم العراق. (۳)

(۱) مناقب الأئمة الأربعة: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ص ۵۸ تا ۷۸

(۲) طبقات علماء الحديث، ج ۱ ص ۲۶۰، الناشر: مؤسسة الرسالة

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۰

۳.....النعمان بن ثابت زوطا الإمام أبو حنيفة فقيه العراق رأى أنسا وسمع عطاء ونافعا وعكرمة. ❶

۴.....امام ذہبی رحمہ اللہ نے محدثین کے طبقات میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے، دیکھیے: ❷

۵.....امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (جو فقہاء کرام اور ائمہ رشد و ہدایت میں) امام اعظم (کے لقب سے معروف ہیں) آپ اہلِ عراق کے فقیہ تھے، نام نعمان بن ثابت، آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا جب وہ کوفہ تشریف لائے، آپ اپنے وقت کے امام تھے، متقی پرہیز گار، عالم اور علم پر عمل کرنے والے، عبادت گزار، بلند مرتبے والے، آپ بادشاہوں کے تحفے تحائف قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ تجارت کرتے اور کسبِ حلال سے جو میسر آتا (اسے استعمال کرتے):

أبو حنيفة الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي مولاهم الكوفي، مولده سنة ثمانين رأى أنس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة... وكان إماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويتكسب. ❸

اندازہ کیجیے آپ کی عظمت شان کا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ جیسا ماہر فن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''امام اعظم'' کے لقب کے ساتھ یاد کر رہا ہے۔

❶ الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: حرف النون، ترجمه: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۲۲ ❷ المعين في طبقات المحدثين، طبقة الأعمش و أبي حنيفة، أبو حنيفة نعمان بن ثابت فقيه الكوفة، ص ۵۱

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۷

۶.....امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بنی آدم کے اذکیاء میں سے تھے۔آپ نے فقہ،عبادت،پرہیز گاری اور سخاوت کو جمع کیا،آپ بادشاہوں کے تحائف قبول نہیں کرتے تھے:

وكان من أذكياء بني آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء. وكان لا يقبل جوائز الدولة. ❶

۷.....امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب "تاريخ الإسلام" میں امام صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کا شمار وقت کے کثرت سے سخاوت کرنے والے اولیاء اللہ اور ذکی لوگوں میں (آپ کا ذکرِ خیر ہوتا تھا) اور اسکے ساتھ عبادت، تہجد کا اہتمام، کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت اور قیام اللیل آپ کا معمول تھا:

وكان معدوداً في الأجواد الأسخياء والأولياء الأذكياء، مع الدين والعبادة والتهجد وكثرة التلاوة وقيام الليل. ❷

امام صاحب کے طویل حالات اور آپ کے متعلق اکابر اہلِ علم کی آراء نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور آپ کے مناقب (اتنی کثرت کے ساتھ کے ہیں) اس تاریخ میں انہیں بیان کرنا ممکن نہیں، میں نے آپ کے حالات ومناقب میں دو جزؤں میں الگ سے کتاب تصنیف کی ہے:

قلت: وأخبار أبي حنيفة رحمه الله ومناقبه لا يحتملها هذا التاريخ فإني قد أفردت أخباره في جزئين. ❸

---

❶ العبر في تاريخ من غبر، سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۶۴

❷ تاريخ الإسلام: سنة خمسين ومائة، حرف النون، ترجمه: النعمان بن ثابت، ج ۹ ص ۳۰۶ ❸ تاريخ الإسلام: سنة خمسين ومائة، حرف النون، ترجمه: النعمان بن ثابت، ج ۹ ص ۳۱۳

۸.....امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نہایت باخبر ائمہ جرح وتعدیل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کو بھی ذکر کرتے ہیں، اور آپ نے جو جابر جعفی پر جرح کی ہے اس کا تذکرہ بھی کرتے ہیں:

فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، فقال ابو حنيفة: ما رأيت أكذب من جابر الجعفي. ❶

۸۴.....امام علی بن عثمان ماردینی المعروف ابن الترکمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۰ھ) کی نظر میں

علامہ ابن الترکمانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وإن تكلم فيه بعضهم فقد وثقه كثيرون، وأخرج له ابن حبان في صحيحه واستشهد به الحاكم ومثله في دينه وورعه وعلمه لا يقدح فيه كلام أولئك. ❷

آپ کے بارے میں اگرچہ بعض محدثین نے کلام کیا ہے لیکن اکثر محدثین نے آپ کی توثیق کی ہے، امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں آپ سے حدیث تخریج کی ہے، اور امام حاکم نے ''المستدرک'' میں آپ کی حدیث سے استشہاد کیا ہے، لہذا آپ جیسے دیندار، پارسا اور اہلِ علم شخص کے بارے میں ان بعض لوگوں کا کلام کرنا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

❶ ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، ص ١٧٦ ❷ الجوهر النقي مع السنن الكبرى للبيهقي: باب من قتل من ارتد عن الإسلام أو امرأة، ج٨ ص ٢٠٣

۸۵.....علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ) کی نظر میں

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید اور آپ کے علوم وافکار کے ترجمان علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو ائمہ حدیث میں شمار کرتے ہیں: فرماتے ہیں کہ رہا صحابہ اور تابعین کا طریقہ اور ائمہ حدیث جیسے امام شافعی، امام احمد، امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہم:

وأما طريقة الصحابة والتابعين وأئمة الحديث كالشافعي والإمام أحمد ومالك وأبي حنيفة وأبي يوسف والبخاری.❶

پہلا قول فقہاء کوفہ کا ہے ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب شامل ہیں، اور دوسرا قول فقہاء حجاز کا ہے ان میں امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما شامل ہیں:

بالقول الأول فقهاء الكوفة، منهم أبو حنيفة وأصحابه، وبالثاني: فقهاء الحجاز، منهم: الشافعي ومالك.❷

۸۶.....علامہ علاء الدین مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۲ھ) کی نظر میں

علامہ علاء الدین مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

أبو حنيفة وقد أثنى عليه وزكاه الجماء الغفير من الأئمة والعلماء المتاخرين.❸

ائمہ (کبار) اور علمائے متاخرین کے جم غفیر نے امام ابوحنیفہ کی تعریف

❶إعلام الموقعين عن رب العالمين: يصار إلى الاجتهاد وإلى القياس عند الضرورة، ج۲ ص۲۰۲ ❷زاد المعاد في هدى خير العباد: فصل في وصف حجة النبي ﷺ، بحث في إحرام عائشة وهي حائض، ج۲ ص۱۵۶

❸إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۲ ص۵۶

وتوثیق کی ہے۔

اس کے بعد انہوں نے بتیس (۳۲) اکابر محدثین اور اہلِ علم کے اسماء ذکر کیے ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی توصیف وتوثیق کی ہے۔

۸۷.....علامہ خلیل بن ایبک صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۴ھ) کی نظر میں

علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ نے اپنی معتبر تاریخ میں امام صاحب کا مبسوط ترجمہ لکھا ہے، جس کا آغاز الإمام، العَلَم (علم کے پہاڑ) سے کیا ہے، آگے فرماتے ہیں:

وَكَانَ خزازاً يُنفق من كيسه وَلا يقبل جوائز السُّلْطَان تورّعاً وَله دَار وضِياعٌ ومعاش متسع وَكَانَ معدوداً فِي الأجواد الأسخياء الألبّاء الأذكياء مَعَ الدّين وَالْعِبَادَة والتهجّد وَكَثْرَة التّلاوَة وَقيام اللَّيْل رَضِي الله عَنهُ.

اس کے بعد آپ کے متعلق متعدد محدثین کرام کے توصیفی اقوال نقل کیے، اور خود بھی آپ کے علمی مقام اور دیگر کمالات کو خوب واضح بیان کیا ہے۔ اہل علم حضرات اصل کتاب کی طرف مراجعت کریں۔ [1]

۸۸.....حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) کی نظر میں

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ امام صاحب کی مدح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان چار ائمہ میں ایک ہیں جن کے مذاہب کی اتباع کی جاتی ہے، اور آپ وفات کے اعتبار سے ان سب سے مقدم ہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا، اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے ان کے علاوہ اور صحابہ کرام کی بھی زیارت کی:

هو الإمام أبو حنيفة واسمه النعمان بن ثابت التيمي مولاهم الكوفي،

[1] الوافي بالوفيات: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج۲۷ ص ۹۱ تا ۹۲

فقيه العراق، وأحد أئمة الإسلام، والسادة الأعلام، وأحد أركان العلماء، وأحد الأئمة الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة، وهو أقدمهم وفاة، لأنه أدرك عصر الصحابة، ورأى أنس بن مالك، قيل وغيره.❶

۸۹.....علامہ محمد بن ابراہیم یمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۰ھ) کی نظر میں

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر یمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت، عدالت، تقوی اور امانت داری تواتر کے ساتھ ثابت ہے:

أنه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته.❷

۹۰.....حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی نظر میں

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اکابر اہلِ علم کے مدحیہ اقوال نقل کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں، پس اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں جنت الفردوس میں ٹھکانہ عطاء فرمائے:

ومناقب الإمام أبي حنيفة كثيرة جدا فرضي الله تعالى عنه وأسكنه الفردوس آمين.❸

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب میں کنیتوں کے ذیل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو ''الفقیہ'' اور ''الإمام'' کے لقب سے یاد فرمایا:

أبو حنيفة: الفقيه اسمه النعمان بن ثابت الإمام المشهور.❹

---

❶ البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ترجمة: الإمام أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج۱۰ ص۱۱۴ ❷ الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: الوهم الحادى عشر، ج۱ ص۳۱۶ ❸ تهذيب التهذيب: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۰ ص۴۵۲ ❹ تهذيب التهذيب: الكنى، حرف الحاء، من كنيته أبو حنيفة، ج۱۲ ص۸۰

حافظ ابن حجر ﷫ امام ابوحنیفہ ﷫ کو ''فقیه العصر'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں:

فقيه العصر أبو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي الخزّاز. ❶

حافظ ابن حجر ﷫ نے آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپ کو ''الإمام'' اور ''فقیه مشهور'' کے لقب سے یاد کیا:

النعمان ابن ثابت الكوفي أبو حنيفة الإمام يقال أصلهم من فارس فقيه مشهور من السادسة مات سنة خمسين ومائة على الصحيح وله سبعون سنة. ❷

۹۱.....علامہ بدرالدین عینی ﷫ (متوفی ۸۵۵ھ) کی نظر میں

علامہ بدرالدین عینی ﷫ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ ﷫ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کبار تابعین میں سے ہیں، آپ نے حضرت انس بن مالک ﷜ کو دیکھا، اور اس بات میں کوئی شک نہیں کرے گا سوائے جاہل اور حاسد کے:

كان أبو حنيفة، رضى الله عنه، من سادات التابعين، رأى أنس بن مالك، ولا يشك فيه إلا جاهل وحاسد. ❸

۹۲.....امام جمال الدین ابن تغری بردی ﷫ (متوفی ۸۷۴ھ) کی نظر میں

مؤرخ باکمال، تاریخ اور رجال پر گہری نظر رکھنے والے جمال الدین تغری ﷫ امام

❶ تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: حرف الجيم مشتبه النسبة من هذا الحرف، ج ۱ ص ۳۳۲ ❷ تقريب التهذيب: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، رقم: ۷۱۵۳
❸ مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار: حرف النون، ترجمه: النعمان بن ثابت، ج۳ ص ۱۲۲ رقم: ۲۴۷۱

صاحب کے تعارف کا آغاز ''الإمام الأعظم'' کے لقب سے کرتے ہیں، پھر آپ کے متعلق فرمایا:

برع في الفقه والرأي وساد أهل زمانه بلا مدافعة في علوم شتى.

امام ابوحنیفہ نے فقہ اور رائے میں کمال حاصل کیا اور آپ متعدد علوم میں اپنے تمام معاصرین کے سرخیل ہیں۔ ❶

۹۳.....علامہ صفی الدین خزرجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۳ھ) کی نظر میں

علامہ صفی الدین احمد بن عبداللہ خزرجی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امت کے فقیہ اور اہلِ عراق کے امام تھے:

النعمان بن ثابت الفارسی أبو حنيفة إمام العراق وفقيه الأمة. ❷

۹۴.....علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) کی نظر میں

علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے حفاظِ حدیث اور انکے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں، اگر وہ حدیث نہ جانتے ہوتے تو مسائل فقہ میں ان کو استنباط کا ملکہ کیسے حاصل ہوتا:

كان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولولا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه. ❸

❶ النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة، ما وقع من الحوادث سنة خمسين ومائة، ج ۲ ص ۱۳ ❷ خلاصة تذهيب تهذيب الكمال: حرف النون، من اسمه النعمان، ص ۴۰۲ ❸ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۱۹

۹۵.....علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی نظر میں

علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب تدوین کے اعتبار سے سب سے مقدم ہے، اور بعض اہلِ کشف نے فرمایا کہ اختتام کے اعتبار سے آپ کا مذہب سب سے آخر میں ختم ہوگا، تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دین کی امامت اور عبادت کے لئے چنا:

مذهبه أى أبي حنيفة أوّل المذاهب تدوينًا وآخرها انقراضًا كما قاله بعض أهل الكشف قد اختاره الله تعالى إماما لدينه وعباده.❶

۹۶.....علامہ تقی الدین بن عبد القادر الغزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۰ھ) کی نظر میں

علامہ تقی الدین بن عبد القادر التمیمی الغزی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں فرماتے ہیں کہ آپ امام اعظم ہیں، ائمہ کے امام ہیں، امت کے چراغ ہیں، علوم اور فضائل کے سمندر ہیں، کمالات اور فضیلتوں کے سرچشمہ ہیں، عراق کے عالم ہیں، علی الاطلاق اہل دنیا کے فقیہ ہیں، آنکھوں نے آپ کے مثل کوئی نہیں دیکھا، اور کوئی مجتہد آپ کے فضل وکمال کو نہ پاسکا:

الإمام الأعظم: هو إمام الأئمة، وسراج الأمة، وبحر العلوم والفضائل، ومنبع الكمالات والفواضل، عالم العراق، وفقيه الدنيا على الإطلاق، ومن لا تنظر العيون مثله، ولا ينال مُجتهد كماله وفضله.❷

---

❶ الميزان الكبرى: ج ۱ ص ۵۹

❷ الطبقات السنية في تراجم الحنفية: ترجمة: الإمام الأعظم أبو حنيفة، ج ۱ ص ۲۴

۹۷.....علامہ ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) کی نظر میں

علامہ ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بنو آدم کے اذکیاء میں سے تھے، آپ نے فقہ، عبادت، تقویٰ اور سخاوت کو جمع کیا، آپ بادشاہوں کے تحائف قبول نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کسبِ حلال کما کر لوگوں پر خرچ کیا کرتے تھے:

وكان من أذكياء بني آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسّخاء، وكان لا يقبل جوائز الدولة، بل ينفق ويؤثر من كسبه. ❶

۹۸.....علامہ اسماعیل العجلونی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۲ھ) کی نظر میں

علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ ایک محدث اور عظیم المرتبت شافعی عالم ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ''عقد اللآلي والمرجان في ترجمة الإمام أبي حنيفة النعمان'' میں امام صاحب کے متعلق فرمایا:

فهو رضي الله عنه حافظ، حجة، فقيه.

اس میں علامہ عجلونی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کو حافظ الحدیث قرار دینے کے ساتھ آپ کے متعلق ''حُجَّةٌ'' فرمایا۔ لفظ ''حُجَّةٌ'' الفاظ توثیق میں سے ہے، یہ لفظ ''ثقة'' سے بھی اعلیٰ ہے۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ لفظ ''الحجة'' ثقہ سے اعلیٰ ہے:

إن الحجة فوق الثقة. ❷

---

❶ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۲۲۹ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو أحمد الحاكم محمد بن محمد بن احمد النيسابوري، ج ۳ ص ۱۲۳

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی یہی الفاظ بعینہ نقل کیے ہیں، دیکھئے: ❶

۹۹...علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) کی نظر میں

علمائے غیر مقلدین کے پیشوا اور مقتدا، علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "التاج المکلل من جواهر مآثر الطّراز الآخر والأول" میں آپ کا شاندار تذکرہ کیا ہے، جو کہ ان کے نزدیک آپ کے محدث ہونے کی دلیل ہے کیونکہ یہ کتاب علمائے محدثین کے حالات پر ہے جیسا کہ انہوں نے شروع کتاب میں لکھا ہے کہ میں اس کتاب میں اہل العلم بالحدیث کے احوال نقل کروں گا، لہٰذا انہوں نے امام صاحب کا تذکرہ محدث ہونے کی حیثیت سے کیا ہے، نیز امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

كان عالما، زاهدا، عابدا، ورعا، تقيا، كثير الخشوع، دائم التضرع إلى الله تعالٰى.

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں امام صاحب کے نقائص میں جو رطب ویابس جمع کی ہیں، ان کے متعلق علامہ نواب صدیق حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خطیب اگر ان سے اعراض کرتے اور ان کا ذکر نہ کرتے تو یہ بہتر تھا، پس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر امام کے دین اور ورع میں شک نہیں کیا جا سکتا:

وقد ذكر الخطيب في تاريخه منها شيئاً كثيرًا ثم أعقب ذلك بذكر ما كان الأليق تركه والأضراب عنه فمثل هذا الإمام لا يشك في دينه ولا في ورعه. دیکھئے تفصیلا ❷:

❶ طبقات الحفاظ: الطبقة الثانية عشرة، ج ا ص ۳۸۹

❷ التاج المكلل: ترجمة: الإمام أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ص ۱۳۷، ۱۳۸

۱۰۰.....امام خیر الدین زرکلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۶ھ) کی نظر میں

خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی الزرکلی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ حنفیہ کے امام ہیں، فقیہ، مجتہد، محقق ہیں، اہل سنت والجماعت کے چار ائمہ میں سے ایک امام ہیں:

النعمان بن ثابت، التيمي بالولاء، الكوفي، أبو حنيفة: إمام الحنفية، الفقيه المجتهد المحقق، أحد الأئمة الأربعة عند أهل السنة. [1]

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار

شهدت لنعمان الإمام بسبقه في — العلم والتقوى بنو الأيام
وتأليت وتظاهرت في مدحه — فرق الهدى وأئمة الاسلام
أهل الحجاز مع العراق بأسره — مدحوه مثل مديح أهل الشام
بل كل أهل الأرض قد مدحوا — الرضى مدحا يجد على مدى الأعوام
نادوا بأن أبا حنيفة للتقى والعلم — صار إمام كل إمام
أخذ الإمام من الشريعة والتقى — ومن العبادة أوفر الأقسام
لله قد مدحوه إذ لم تدعهم نحو — المديح شوافع الأرحام
عرفت ملوك الحق حق علومه — فثنوا اليه أعنة الأعظام [2]

اہل زمانہ نے نعمان بن ثابت کے لئے شہادت دی کہ وہ علم اور تقویٰ میں سب سے سبقت لے گئے، ہدایت یافتہ جماعتیں اور ائمہ اسلام ان کی مدح سرائی پر رہے، اور مدح سرائی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے، تمام حجازی اور عراقی لوگوں

[1] الأعلام للزركلي: حرف النون، ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج۸ ص ۳٦

[2] عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۱۰

نے ان کی تعریف کی ایسے جیسے اہل شام کی، بلکہ تمام روئے زمین کے لوگوں نے ان سے خوش ہوکران کی ایسی تعریف کی جوزمانے کے گزرنے سے پرانی نہ ہوگی بلکہ نئی شگفتگی کے ساتھ دل کوتازگی بخشے گی، وہ سب پکار اٹھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تقوی اور علم میں اماموں کے امام ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت، تقوی، عبادت کا سب سے بڑا حصہ حاصل کرلیا، اللہ والوں نے ان کی مدح اللہ کیلئے کی، کیونکہ اس مدح پر کوئی رشتہ ناتا نہیں ابھارر ہا تھا، حقانیت کے بادشاہوں نے ان کے علوم کے حق کو پہچان لیا اس لئے تعظیم کی لگام ان کی طرف پھیر دی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام فقہاء کرام کی نظر میں

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ توامام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے ایسے شخص کودیکھا ہے اگروہ آپ سے یہ کہے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو دلائل سے اسے سونے کا ثابت کرسکتا ہے:

قيل لمالك بن أنس: هل رأيت أبا حنيفة؟ قال: نعم، رأيت رجلا لو كلمك في هذه السارية أن يجعلها ذهبا لقام بحجته. (۱)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں:

الناس عيال في الفقه على أبي حنيفة. (۲)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو چاہے کہ فقہ میں کمال پیدا کرے تو وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محتاج ہے:

من أراد أن يتبحر في الفقه فهو عيال على أبي حنيفة. (۳)

(۱) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل فى فقه أبي حنيفة، ج۱۳ ص۳۳۸

(۲) تهذيب التهذيب: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۰ ص۴۵۰ (۳) تاريخ مدينة دمشق: حرف الميم، ترجمة: مقاتل بن سليمان ابوالحسن البلخي، ج۶۰ ص۱۱۷

امام ابوحنیفہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو فقہی بصیرت سے نوازا گیا ہے:

كان أبو حنيفة ممن وفق الفقه. (1)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو نہیں دیکھے گا وہ فقہ میں تبحر نہیں ہوسکتا:

من لم ينظر في كتب أبي حنيفة لم يتبحر في الفقه. (2)

علامہ ابوبکر مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ بات ثابت نہیں کہ امام ابوحنیفہ نے قرآن کو مخلوق کہا ہے، امام ابوبکر مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا الحمد للہ، اے ابوعبداللہ! (یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے) کیا ان کا علم میں بڑا مقام ہے؟ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: سبحان اللہ! امام ابوحنیفہ علم، زہد، تقوی طلب آخرت میں ایسے بلند مقام پر ہیں جس کو کوئی دوسرا نہیں پاسکتا:

ثنا أبو بكر المروزی، سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل، يقول: لم يصح عندنا أن أبا حنيفة قال: القرآن مخلوق، فقلت: الحمد لله يا أبا عبد الله، هو من العلم بمنزلة، فقال: سبحان الله! هو من العلم والورع والزهد وإيثار الدار الآخرة بمحل لا يدركه فيه أحد. (3)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار

حسن بن ربیع نے کہا: میں نے عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) سے سنا وہ فرما رہے تھے:

(1) تاريخ مدينة دمشق: حرف الميم، ترجمة: مقاتل بن سليمان ابو الحسن البلخي، ج ۶۰ ص ۱۱۷ (2) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ماروى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۷ (3) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۴۳

رأيت أبا حنيفة كل يوم يزيد نباهة ويزيد خيرا
وينطق بالصواب ويصطفيه إذا ما قال أهل الجور جورا
يقايس من يقيسه بلب ومن ذا تجعلون له نظيرا
كفانا فقد حماد وكانت مصيبتنا به أمرا كبيرا
رأيت أبا حنيفة حين يؤتى ويطلب علمه بحرا عزيزا
إذا ما المشكلات تدافعتها رجال العلم كان بها بصيرا (1)

۱.....میں نے ابوحنیفہ کو دیکھا کہ ان میں ہر دن شرافت اور خیر کا اضافہ ہوتا ہے۔

۲.....اور وہ صحیح بات کہتے ہیں اور اسی کو اختیار کرتے ہیں جب کہ اہل جور ٹیڑھی بات کرتے ہیں۔

۳.....وہ اس شخص سے قیاس کی بحث کرتے ہیں جو آپ سے عقل کی بات کرے، وہ کون ہے جس کو تم ان کی نظیر بناتے ہو۔

۴.....انہوں نے ہمارے لئے حضرت حماد کے فقدان کا مداوا کیا حالانکہ حماد کی جدائی ہمارے لئے ایک بڑی مصیبت تھی۔

۵.....میں نے ان کو گہرا سمندر دیکھا جب کہ کوئی ان کے پاس آتا تھا اور علم کا طلبگار ہوتا تھا۔

۶.....جب کہ علماء مسائل کو ایک دوسرے پر ٹالتے تھے، آپ ان سے واقف تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنے والوں کے متعلق یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار

یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) سے اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنے والے

(1) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عبد الله بن المبارك، ص ۱۳۳

کا ذکر کیا جاتا تھا تو وہ یہ دو شعر پڑھتے تھے:

حَسَدُوا الْفَتی إِذْ لم ينالوا سَعْيه   فالقوم أَضْدَاد لَهُ وخصوم

كضرائر الْحَسْنَاء قُلْنَ لوجهها   حسدًا وبغضًا إِنَّه لدميم ❶

۱.....جب اس جوان کے مرتبہ کو نہ پا سکے تو اس سے حسد کرنے لگے اور ساری قوم اس کی مخالف اور دشمن ہے۔

۲.....جس طرح حسینہ کے چہرے کو دیکھ کر اس کی سوکنیں حسد اور عداوت کی بنا پر کہتی ہیں کہ یہ بدصورت ہے۔

شعراء کا خراجِ عقیدت

الفقه منا إن أردت تفقها   والجود والمعروف للمنتاب

اگر تم کو تفقہ کی خواہش ہے تو ہم سے فقہ سیکھو اور عطاء اور بھلائی بار بار آنے والے کے لئے ہے۔

وإذا ذكرت أبا حنيفة فيهم   خضعت له في الرأى كل رقاب

اور اگر ان میں ابوحنیفہ کا ذکر کر دو تو قیاس میں سب کی گردنیں ان کے سامنے جھک جاتی ہیں۔

هذا مذهب النعمان خير المذاهب   كذا القمر الوضاح خير الكواكب

یہ نعمان کا مذہب، مذاہب میں بہتر مذہب ہے جیسے چمکتا ہوا چاند کواکب میں بہتر ہے۔

تفقه في خيز القرون مع التقى   فمذهبه لا شک خير المذاهب

مبارک قرون میں تقوی کے ساتھ تفقہ حاصل کیا، پس آپ کا مذہب بے شک مذاہب میں بہتر ہے۔

---

❶أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ماروي في محنة أبي حنيفةبحسدالناس له،ص ١٦٥

أيا جبلي نعمان إن حصى كما لتحصى وما تحصى فضائل نعمان ❶

اے نعمان نام کے دو پہاڑو! تمہاری کنکریاں گنی جاسکتی ہیں، اور نعمان کے فضائل نہیں گنے جاسکتے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علمائے اہلِ حدیث کی نظر میں

۱.....مولانا داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ائمہ دین نے جو دین کی خدمت کی ہے امت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی، ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لئے جو شخص سوء ظن رکھتا ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اسکے سوء خاتمہ کا خوف ہے، ہمارے نزدیک ائمہ دین کی ہدایت ودرایت پر امت کا اجماع ہے۔ ❷

۲.....ائمہ کرام کا ان (مولانا داود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ) کے دل میں انتہائی احترام تھا، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بے حد عزت سے لیتے ایک دن میں (مولانا محمد اسحاق) ان کی خدمت میں حاضر تھا، جماعت اہلحدیث کی تنظیم کے متعلق گفتگو شروع ہوئی بڑے دردناک لہجہ میں فرمایا مولوی اسحاق! جماعت اہلحدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے، ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے، پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین (۳) حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ (۱۱) اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ

❶ الجواهر المضية: ترجمة: الإمام الأعظم أبو حنيفة، ج ۲ ص ۴۵۵

❷ داود غزنوی، ص: ۳۷۳

انہیں سترہ (۱۷) حدیثوں کا عالم گردانتے ہیں، جو لوگ اتنے جلیل القدر (تابعی) امام کے بارہ میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے" یا غربة العلم إنما أشكو بثي وحزني إلى الله". ❶

۳..... حضرت مفتی حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا ایک واقعہ سنایا وہ واقعہ یوں تھا کہ:

امرتسر میں ایک محلہ تیلیاں تھا جس میں اہلحدیث حضرات کی اکثریت تھی وہاں عبدالعلی نامی ایک مولوی امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتا تھا، وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا کرتا تھا، ایک بار مولوی عبدالعلی نے کہا کہ ابوحنیفہ سے تو میں اچھا ہوں اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں، اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار کو پہنچی، وہ بزرگوں کا نہایت ادب و احترام کیا کرتے تھے، انہوں نے یہ بات سنی تو ان کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا انہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبدالعلی) کو مدرسے سے نکال دو، وہ طالب علم جب مدرسے سے نکالا گیا تو مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ عنقریب مرتد ہو جائے گا، مفتی محمد حسن راوی ہیں (اس واقعہ کے) کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا، اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبدالجبار غزنوی سے سوال کیا حضرت! آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائے گا، فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اسکی گستاخی کی اطلاع ملی اس وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آ گئی کہ" من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب"، جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں میری نظر

❶ داود غزنوی، ص ۱۲۷

میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ تھے، جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے اس لئے ایسے شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا۔ ❶

۴.....مولانا محبوب احمد صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

جہاں تک مجھے علم ہے وہ یہ ہے کہ امرتسر و گردونواح میں جس قدر مرتد عیسائی ہیں یہ پہلے غیر مقلد ہی تھے۔ ❷

۵.....مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں ایک دفعہ کچھ غبار آ گیا تھا خود لکھتے ہیں:

(میں نے) حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحقیقات شروع کیں تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آ گیا جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یکا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا "ظلمات بعضها فوق بعض" کا نظارہ ہو گیا، معاً خداتعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کروں میں نے کلمات دہرانے شروع کئے وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کے بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا، اس وقت سے میری حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حسنِ عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی، اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور آپ کی مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرین معارج قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے: " أفتمارونه علی ما یری" میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے "هذا والله ولي الهداية" اب میں اس مضمون کو ان کلمات

❶ داود غزنوی، ص ۱۹۱، ۱۹۲ ❷ الکتاب المجید، ص ۸

پر ختم کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگان دین سے خصوصاً ائمہ متبوعین سے حسنِ ظن رکھیں اور گستاخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں کیونکہ اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجبِ خسران ونقصان ہے:

نسئل اللّٰہ الکریم حسن الظن والتأدب مع الصالحین ونعوذ باللّٰہ العظیم من سوء الظن بھم فإنہ عرق الرفض والخروج و علامة المعاقین و لنعم ماقیل.

از خدا خواہیم توفیق ادب، بے ادب محروم شد از لطف رب۔ (1)

۶..... مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے فرمایا مولانا ثناء اللہ مرحوم امرتسری نے مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں، میں کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری سے علمِ منطق کی تحصیل کرتا تھا، اختلافِ مذاق ومشرب کے سبب سے احناف سے میری گفتگو رہتی تھی، ان لوگوں نے مجھ پر یہ الزام تھوپا تھا کہ تم اہلحدیث لوگ ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرتے ہو، میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو جو ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے چھوٹا رافضی جانتے ہیں، علاوہ بریں میاں صاحب مرحوم ”معیار الحق“ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے ”إمامنا وسیدنا أبو حنیفة النعمان أفاض اللّٰہ علیہ شابیب العفو والغفران“ نیز فرماتے ہیں ان (امام صاحب) کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار ہونا کافی ہے، ان کے فضائل میں آیت کریمہ ”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ“ زینت بخش مراتب ان کے لئے ہیں۔

(1) تاریخ اہلحدیث، ص ۷۲

۷.....مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر چند کہ میں سخت گنہگار ہوں، لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابوعبداللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیر آباد کی صحبت و تلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگان دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین سے حسنِ عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے۔ ❶

۸...مولانا محمد ابراہیم صاحب حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کے متعلق لکھتے ہیں:

آپ ائمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کرتا ہے اسکا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔ ❷

۹.....نعیم بن حماد خزاعی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ہیں ''وضع کتبا في الرد على الحنفيه'' جس نے حنفیوں کے رد میں کئی کتابیں تصنیف کیں یہ شخص امام صاحب کے حسد میں یہاں تک بڑھ گیا تھا کہ جھوٹی حدیثیں بھی گھڑ لیا کرتا تھا اور امام صاحب کی عیب گوئی میں جھوٹی حکایتیں بھی گھڑ لیتا جو سب کی سب جھوٹ ہیں۔ ❸

مولانا سیالکوٹی نے مکمل بحث کے بعد لکھا کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں کہ اسکی روایت کی بناء پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ ''امام'' کے حق میں بدگوئی کریں جن کو حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ناقد الرجال ''امام اعظم'' کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ آپکی نہایت تعریف کرتے ہیں، آپکے حق میں لکھتے ہیں:

فقيه العراق، وأحد أئمة الإسلام، والسادة الأعلام، وأحد أركان العلماء، وأحد الأئمة الأربعة أصحاب المذاهب المتنوعة، وهو أقدمهم

❶ تاریخ اہلحدیث، ص۷۱، ۲۷۔ ❷ تاریخ اہلحدیث، ص۴۳۷ ❸ میزان الاعتدال: ج ۲ ص ۵۳۶/ تهذيب التهذيب: ج ۲ ص ۴۶۳ بحوالہ تاریخ اہلحدیث، ص۶۴

وفاة، لأنه أدرک عصر الصحابة، ورأى أنس بن مالک، قيل وغيره. ❶

نیز امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) ثقہ تھے، اہل الصدق سے تھے کذب سے مہتم نہ تھے، نیز عبداللہ بن داؤد الخریبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نمازوں میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعا کیا کریں کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا۔

یہ شخص (نعیم بن حماد) گرفتار ہوا اور وہیں فوت ہوا:

فجر باقياده، فالقى في حضرة ولم يكفن ولم يصل عليه فعل ذالک به صاحب ابن أبي داود. ❷

۱۰.....عالم باعمل فاضل اکمل حضرت مولانا سید تجمل حسین بہاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ایک غیر مقلد مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی مکہ مکرمہ گئے اور حضرت قبلہ عالم مولانا سید شاہ محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں تھے، مولانا محمد ابراہیم صاحب نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں خواب میں میری حاضری ہوئی اور مجلس مبارک میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے، جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم ان یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بدظن ہو قصور معاف کراؤ، میں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر معاف کرایا۔ ❸

۱۱.....ایک غیر مقلد طالب علم مدرسہ دیوبند میں پڑھتا تھا اس نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کی، اس پر اور طالب علموں نے اسے مارا، اس واقعہ کی مولانا نذیر حسین سے شکایت بھی کی حضرت والا نے فرمایا کہ اس نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے تھے اس پر طلباء کو غصہ آ گیا یہ سن کر مولوی صاحب نے فرمایا کہ واقعی یہ

❶ البداية والنهاية: ج ۱۰ ص ۱۱۴/ تاریخ اہلحدیث، ص ۶۴ ❷ تاریخ بغداد، ج ۱۳ ص ۳۱۵، دیکھئے: امام صاحب کی گستاخی کی وجہ سے نماز جنازہ اور کفن اور قبر تک سے محروم رہا ❸ کمالات ص ۱۷

اس کی بڑی بے جا حرکت تھی۔ ❶

۱۲.....آرہ میں بیٹھے ہوئے ایک غیر مقلد نے دوران گفتگو حضرت ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ تنقیص کی، مولانا نذیر حسین صاحب نے اسے ڈانٹا کہ یہ بڑے لوگ تھے ہمارا منہ نہیں کہ ان کی شان میں کچھ کہہ سکیں۔ ❷

"الناس في أبي حنيفة حاسد أو جاهل" یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ انکے مقام سے بے خبر ہیں۔ ❸

کتاب الآثار

کتاب الآثار دوسری صدی کی کتاب ہے جو ابواب پر مرتب اور مدون ہوئی اور اس میں صرف انہی احادیث، آثار وفتاوی کو جمع کیا گیا ہے جن کی روایت ثقات، اتقیاء امت میں برابر چلی آرہی ہے۔ کتاب الآثار کا موضوع صرف احادیث احکام ہیں، جن سے مسائل فقہ کا استنباط ہوتا ہے، اس لئے وہ سینکڑوں مختلف ابواب جو صحیحین، سنن اور دیگر کتب حدیث میں مذکور ہیں، کتاب الآثار میں نہیں ملیں گے کیونکہ ان ابواب کا تعلق فقہیات سے نہیں ہے، کتاب الآثار کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی مرویات اس عہد کی دیگر تصانیف کی طرح صرف اپنے ہی شہر پر منحصر نہیں ہیں بلکہ اس میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، غرض یہ ہے کہ اس میں حجاز وعراق دونوں شہروں کی مرویات اس میں یکساں موجود ہیں۔

کتاب الآثار کا انتخاب

صدر الائمہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

❶ داود غزنوی، ص ۳۸۰ ❷ داود غزنوی، ص ۳۸۰

❸ داود غزنوی، ص: ۳۷۸/تجلیات صفدر، ج: ۱ص ۲۱۱ سے ۲۱۷ تک

نے ''کتاب الآثار'' کا انتخاب چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) احادیث سے کیا ہے:

وانتخب أبو حنيفة الآثار من أربعين ألف حديث. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں (۷۰) ہزار سے زائد احادیث بیان کیں ہیں اور چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا ہے:

وعن محمد بن سماعة أن الإمام ذكر في تصانيفه نيفا وسبعين ألف حديث وانتخب الآثار من أربعين ألف حديث. ❷

کتاب الآثار کا طریقِ تالیف

کتاب الآثار کا طریق تالیف، تعلیم کتب اور تعلیم روایات کا نہیں، بلکہ بذریعہ درس واملاء شیوخ کا ہے، تمام علوم اور مہمات فنون عربیہ کیلئے صدر اول میں یہی طریقہ رائج تھا کہ تلامذہ اپنے حفظ و یادداشت کیلئے اساتذہ کے امالی یا ان کا خلاصہ لکھ لیا کرتے تھے لیکن آگے چل کر یہ طریقہ اس قدر مقبول ہوا کہ اقسام تصنیف میں سے ایک خاص قسم بن گیا اور خود اساتذہ اور علمائے فن اپنی مرویات بطور تصنیف مرتب کرنے لگے، اس طرح کہ حلق درس میں مطالب و مسائل املاء کراتے اور ساتھ ساتھ خود بھی لکھتے جاتے یا پہلے مجموعہ مرتب کر لیتے اور پھر اسی سے املاء کرواتے حدیث میں یہ طریقہ تمام علوم سے زیادہ رائج اور مقبول ہوا، اور محدثین کے ہاں اسے ایک خصوصی مقام حاصل ہوا، چنانچہ محدثین نے سماع من لفظ الشیخ کی دو مختلف صورتوں میں سے ایک قسم املاء کو قرار دیا، اور یہ محدثین کی بیان کردہ ان تمام قسموں میں سے جو تحمل حدیث کیلئے مشہور ہیں ایک اعلیٰ قسم ہے، جمہور کے نزیک یہ قسم تمام اقسام میں سب سے زیادہ اعلیٰ ہے:

❶ مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۹۵

❷ الجواهر المضية فى طبقات الحنفية: حرف اللام، فصل في اعتقاده، ج ۱ ص ۴۷۴

القسم الأول: السماع من لفظ الشيخ، وهو ينقسم إلى إملاء، وتحديث من غير إملاء، وسواء كان من حفظه أو من كتابه، وهذا القسم أرفع الأقسام عند الجماهير. ❶

کتاب الآثار کے چار نسخوں کا تعارف

کتاب الآثار کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے متعدد تلامذہ نے روایت کیا ہے، جس کی وجہ سے اس کے متعدد نسخے پائے جاتے ہیں، ان میں ہر ایک نسخہ اس کے راوی کی طرف منسوب ہو گیا ہے، کتاب الآثار کے ویسے تو کئی نسخے ہیں لیکن ان میں سے چار زیادہ مشہور ہیں۔

۱.....نسخہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۸ھ)

۲.....نسخہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ)

۳.....نسخہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)

۴.....نسخہ امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ)

۱.....نسخہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۸ھ)

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں، ان کا قدرے تفصیلی تعارف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں گزر چکا ہے، امام زفر سے کتاب الآثار کی روایت آپ کے مشہور تین تلامذہ نے کی۔

۱.....ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی رحمۃ اللہ علیہ

۲.....شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ

۳.....حکم بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ

پھر امام ابو وہب محمد بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کو آپ کے دو تلامذہ نے نقل کیا۔

❶معرفة أنواع علوم الحديث: النوع الرابع والعشرون، ص ۱۳۲

۱.....احمد بن بکر بن سیف جصینی رحمۃ اللہ علیہ

۲.....محمد بن سریج رحمۃ اللہ علیہ

احمد بن بکر حصینی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ نسخہ کا ذکر متعدد محدثین نے کیا ہے، مثلاً حافظ امیر ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۵ھ) امام ابوسعد سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ھ) اور امام یاقوت حموی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۶ھ) ان تمام حضرات نے کتاب الآثار کے اس نسخے کا تذکرہ کیا:

أحـمـد بـن بـكـر بن سيف أبو بكر الجصيني، ثقة يميل إلى أهل النظر، روى عن أبي وهب عن زفر بن الهذيل عن أبي حنيفة كتاب الآثار. ❶

احمد بن بکر بن سیف ابو بکر جصینی جو کہ ثقہ ہیں، اور اہل نظر (فقہائے احناف) کی طرف میلان رکھتے ہیں، انہوں نے ابو وہب مروزی سے انہوں نے امام زفر بن ہذیل سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے۔

علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۰ھ) نے بھی اس نسخے کا ذکر کیا ہے:

ينسب إِلَيْهَا أبو بكر أَحمد بن بكر بن سيف الجصيني ثِقَة يروى عَن أبي وهب عَن زفر بن الْهُذيل عَن أبي حنيفَة كتاب الآثَار. ❷

اس نسبت کی طرف ابو بکر احمد بن بکر بن سیف جصینی منسوب ہیں جو ثقہ ہیں، اور وہ ابو وہب سے وہ امام زفر سے اور وہ امام ابوحنیفہ سے کتاب الآثار کو روایت کرتے ہیں۔

علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) احمد بن بکر بن سیف ابو بکر الجصینی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں اس نسخہ کا تذکرہ کیا ہے:

❶ الإكمال في رفع الارتياب: حرف الحاء، باب الجصيني، ج۳ ص۳۹/ الأنساب: باب الجيم والصاد، الجصيني، ج۲ ص۲۸۴/ معجم البلدان: باب الجيم والصاد، جصين، ج۲ ص۱۴۱ ❷ اللباب في تهذيب الأنساب: باب الجيم والصاد، ج۱ ص۲۸۱

يروى عَن أبى وهب عَن زفر بن الْهُذيْل عَن أَبِيْ حنيفَة رضي اللّٰه عَنهُ كتاب الآثار.

احمد بن بکر جصینی نے ابو وہب سے، اور انہوں نے امام زفر سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے۔ ❶

امام ابو وہب رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے شاگرد محمد بن سریج کے نقل کردہ نسخہ کا تذکرہ امام ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۵ھ) نے کیا ہے:

وَمُحَمَّد بن سُرَيج يروى عَن أبي وهب مُحَمَّد بن مُزَاحم نُسْخَة زفر بن الْهُذيْل.

محمد بن سریج نے ابو وہب محمد بن مزاحم سے امام زفر کا نسخہ (کتاب الآثار) روایت کیا ہے۔ ❷

امام زفر کے دوسرے شاگرد شداد بن حکیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخہ کا ذکر امام ابویعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے کیا ہے:

شَدَّادُ بْنُ حَكِيمٍ مِنْ قُدَمَاءِ شُيُوخِ بَلْخَ، سَمِعَ أَبَا جَعْفَرٍ الرَّازِيَّ، وَالثَّوْرِيَّ وَأَقْرَانَهُمَا، سَمِعَ مِنْهُ الْقُدَمَاءُ مِنْ شُيُوخِهِمْ، وَرَوَى نُسْخَةً عَنْ زُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ، وَهُوَ صَدُوقٌ.

شداد بن حکیم بلخ کے قدیم شیوخ میں سے ہیں، انہوں نے ابوجعفر رازی، سفیان ثوری اور ان کے معاصرین سے روایت کی ہے جب کہ خود ان سے ان کے قدیم شیوخ نے بھی حدیث کا سماع کیا ہے، اور انہوں نے امام زفر بن ہذیل سے (کتاب الآثار) کا نسخہ بھی

❶ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: أحمد بن بكر بن سيف، ج ا ص ٦٢

❷ تهذيب مستمر الأوهام: حرف السين، سريج، ج ا ص ٢٧٢

روایت کیا ہے، اور یہ صدوق راوی ہیں۔ ❶

محدث کبیر امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے بھی امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا دونوں تلامذہ یعنی امام ابووہب مروزی اور شداد بن حکیم رحمہما اللہ کے روایت کردہ نسخوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

نُسْخَةٌ لِزُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا عَنْهُ شَدَّادُ بْنُ حَكِيمٍ الْبَلْخِيُّ، وَنُسْخَةٌ أَيْضًا لِزُفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا أَبُو وَهْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُزَاحِمٍ الْمَرْوَزِيُّ عَنْهُ. ❷

امام زفر بن ہذیل کا (کتاب الآثار کا) ایک نسخہ ہے، جس کو ان سے صرف شداد بن حکیم بلخی نے روایت کیا ہے، اسی طرح امام زفر کا (کتاب الآثار کا) ایک نسخہ ہے جس کو ان سے صرف ابووہب محمد بن مزاحم مروزی روایت کرتے ہیں۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۰ھ) نے بھی اس نسخے کی ایک روایت نقل کی ہے، دیکھیے تفصیلا: ❸

امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے امام ابوحنیفہ کی جو مسند تالیف کی ہے اس میں "شداد بن حكيم عن زفر عن أبي حنيفة" کے نسخے کے حوالے سے پانچ روایات ذکر کی ہیں جو اسی سند سے مروی ہیں۔ ❹

❶ الإرشاد في معرفة علماء الحديث: ترجمة: شداد بن حكيم، ج۳ ص ۹۳۱

❷ معرفة علوم الحديث: ذكر النوع الثامن والثلاثين، ص ۱۶۳

❸ المعجم الصغير: باب الحاء، من اسمه الحسن، ج ۱ ص ۲۲۸ / المعجم الأوسط، باب الحاء، من اسمه الحسن، ج۳ ص ۳۷۷

❹ مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: ص ۱۶۲، ۱۶۷، ۱۷۹، ۲۴۰، ۲۶۵

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے شاگرد حکم بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخہ ''کتاب الآثار'' کا ذکر امام ابوالشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۹ھ) نے احمد بن رستہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں کیا ہے:

أَحْمَدُ بْنُ رُسْتَةَ بْنِ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ كَانَ عِنْدَهُ السُّنَنُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ زُفَرَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ. (1)

احمد بن رستہ جو محمد بن مغیرہ کے نواسے ہیں، ان کے پاس ایک سنن تھی، جس کو وہ اپنے نانا محمد بن مغیرہ سے، وہ حکم بن ایوب سے، وہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے تھے۔

امام ابوالشیخ نے یہاں کتاب الآثار کو ''السنن'' کے نام سے ذکر کیا ہے، اس لئے اس کتاب میں صرف وہی احادیث نقل کی گئی ہیں جن کا تعلق احکام فقہ سے ہے، اس لئے اس کو باصطلاح محدثین کتب سنن میں داخل کیا جاتا ہے، امام ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کے متصل بعد اس نسخے کی دو روایات بھی نقل کی ہیں۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نسخے کی بھی ایک روایت نقل کی ہے، دیکھئے: (2)

امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے اپنی کتاب ''تاریخ أصبھان'' میں اس نسخے کی چھ روایات نقل کیں ہیں، دیکھئے تفصیلا: (3)

۲۰.....نسخہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کبار تلامذہ میں ایک امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تعارف بھی امام صاحب کے تلامذہ میں گزر چکا ہے، امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الآثار کو ان کے

(1) طبقات المحدثين باصبهان والواردين عليها: ترجمة: أحمد بن رسته، ج ۴ ص ۱۵۷ (2) المعجم الصغير: باب الالف، من اسمه أحمد، ج ۱ ص ۱۱۷ (3) تاريخ أصبهان: ترجمة: أحمد بن رسته، ج ۱ ص ۱۴۰، ۱۴۱، ۳۵۰، ۳۷۴، ج ۲ ص ۲۲۲

صاحبزادے امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے شاگرد امام عمرو بن ابی عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، امام یوسف کے روایت کردہ نسخہ ''کتاب الآثار'' کا ذکر امام عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے کیا ہے:

وروى كتاب الآثار عَن أَبِيه عَن أَبِي حنيفَة وَهُوَ مُجَلد ضخم.

امام یوسف نے اپنے والد امام ابو یوسف سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے، جو ایک ضخیم جلد میں ہے۔ ❶

یہ نسخہ اب مولانا ابو الوفاء افغانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۵ھ) صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد دکن کی تصحیح و تحقیق کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

امام عمرو بن ابی عمرو کے روایت کردہ ''کتاب الآثار'' کو علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے جامع المسانید میں ''نسخة أبي يوسف'' کے نام سے نقل کیا ہے، اور اس نسخہ کی اسناد بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ تک نقل کر دی ہے۔ ❷

نوٹ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ''کتاب الآثار'' اور دوسرا ''مسند أبي يوسف'' کا نسخہ منقول ہے جس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی صرف مرفوع روایات ہیں، آیا یہ دونوں ایک نسخے ہیں یا الگ الگ، اس کے لئے دیکھیں مسانید امام اعظم کے عنوان کے ذیل میں دوسری مسند یعنی مسند امام ابو یوسف کے تحت۔

۳..... نسخہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں، ان کا تعارف بھی امام

❶ الجواهر المضية: ترجمة: يوسف بن يعقوب بن إبراهيم، ج ۲ ص ۲۵۳

❷ جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند الحادى عشر، ج ۱ ص ۸۳

ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں گزر چکا ہے، کتاب الآثار کے تمام نسخوں میں یہ سب سے مشہور، متداول اور مقبول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) اس نسخے کے تعارف میں فرماتے ہیں:

وَالْمَوْجُود من حَدِيث أَبِيْ حنيفَة مُفردا إِنَّمَا هُوَ كتاب الآثَار الَّتِي رَوَاهَا مُحَمَّد بن الْحسن عَنهُ. ❶

امام ابوحنیفہ کی حدیث پر مستقل جو تصنیف ہے وہ "کتاب الآثار" ہے جس کو آپ سے امام محمد بن حسن نے روایت کیا ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ سے اس نسخے کو ان کے کئی تلامذہ نے روایت کیا ہے، مطبوعہ نسخہ امام ابوحفص کبیر اور ابوسلیمان جوزجانی رحمہما اللہ کا روایت کردہ ہے۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی کتاب الآثار کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے۔ ❷

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے کتاب الآثار کے عنوان کے تحت اس نسخے کا بھی ذکر کیا ہے، اور اس پر لکھی گئی شروحات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ❸

علامہ کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے ان الفاظ میں کتاب الآثار کا ذکر کیا ہے:

وكتاب الآثار لمحمد بن الحسن الشيباني صاحب أبي حنيفة وأحد رواة الموطأ وهو مرتب على الأبواب الفقهية في مجلدة لطيفة. ❹

کتاب الآثار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی سے مروی ہے، جو موطا مالک کے رواۃ میں سے ایک راوی ہیں، یہ ایک جلد میں ابوابِ فقہیہ کی ترتیب پر مرتب ہے۔

❶تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹ ❷ تاج التراجم: ترجمة: محمد بن الحسن، ص ۴۸ ❸ كشف الظنون: باب الكاف، كتاب الآثار، ج ۲ ص ۱۳۸۴

❹الرسالة المستطرفة: كتب مرتب على الأبواب الفقهية، ص ۴۲

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس نسخہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وصله محمد بن الحسن في كتاب الآثار عن أبي حنيفة. ❶

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی کتاب الآثار کا ذکر کیا ہے:

رواه محمد بن الحسن في كتاب الآثار. ❷

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی کتاب الآثار کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے:

وروى محمد بن الحسن في الآثار عن أبي حنيفة. ❸

شارح مشکوۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے تو "مرقاة المفاتيح" میں متعدد مقامات پر "کتاب الآثار" کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے:

روى محمد بن الحسن في كتاب الآثار. ❹

علامہ عبدالرحمن مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) نے "تحفة الأحوذي" میں متعدد مقامات پر اس نسخے کا حوالہ دیا ہے:

روى محمد بن الحسن في الآثار عن أبي حنيفة. ❺

---

❶ فتح الباری: كتاب الإكراه ،باب يمين الرجل لصاحبه أنه أخوه إلخ، ج ۱۲ ص ۴۵۲

❷ عمدة القاری : كتاب مواقيت الصلوٰة ،باب جهر الإمام بالتامين، ج ۶ ص ۵۱

❸ سنن ابن ماجه: أبواب ماجاء في الجنائز ،باب ما جاء في غسل النبي صلى الله عليه وسلم، ص ۱۰۶ حاشیہ نمبر ۳ کے تحت ❹ مرقاة المفاتيح: كتاب الصلوٰة ،باب ما على الإمام ج ۳ ص ۸۷۳، ج ۴ ص ۱۲۷۶، ج ۶ ص ۲۳۳۰ ❺ تحفة الأحوذی: أبواب البيوع، باب ماجاء في السلف في الطعام، ج ۴ ص ۴۴۹، ج ۱ ص ۲۶۸، ج ۳ ص ۹۱، ج ۳ ص ۲۹۳، ج ۴ ص ۱۱۹، ج ۴ ص ۵۳۹، ج ۵ ص ۵۰۷

علامہ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے متعدد مقامات میں ''کتاب الآثار'' کے اس نسخے کا حوالہ دیا ہے:

رواه محمد بن الحسن في كتاب الآثار. ❶

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الدراية في تخريج أحاديث الهداية'' میں بھی متعدد مقامات پر ''کتاب الآثار'' کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے، چند ایک مقامات یہ ہیں: ❷

۴..... نسخہ امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ)

امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر تلامذہ میں سے ہیں، انہوں نے بھی آپ سے کتاب الآثار روایت کی ہے، امام موصوف سے اس نسخے کو ان کے شاگرد امام محمد بن شجاع ثلجی (جن کو بلخی بھی کہا جاتا ہے) روایت کرتے ہیں، کتاب الآثار کا یہ نسخہ کتاب الآثار کے تمام نسخوں میں سب سے بڑا نسخہ ہے، اور اس میں دیگر نسخوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بھی اس نسخہ کی کثرت احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

لمحمد بن شجاع الثلجى عَنِ الْحَسَن بن زياد اللؤلؤى عَنْ أَبِيْ حنيفة روايات كثيرة.

---

❶ نصب الراية : كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ج ۱ ص ۵۲، ج ۱ ص ۳۰، ج ۲ ص ۳۲۵، ج ۲ ص ۳، ج ۲ ص ۳۱، ج ۲ ص ۱۳۱، ج ۲ ص ۱۴۱، ج ۲ ص ۲۲۳، ج ۲ ص ۲۶۱، ج ۲ ص ۲۶۳، ج ۲ ص ۲۶۸، ج ۳ ص ۲۰۲، ج ۴ ص ۱۹

❷ الدراية: ج ۱ ص ۳۷، ۱۲۴، ۱۶۳، ۱۶۴، ۲۲۰، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۵۵، ۲۸۴، ج ۲ ص ۱۴، ۴۵، ۷۴، ۷۷، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۳۶، ۱۵۹، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۸۶، ۲۰۰، ۲۳۸، ۲۴۹، ۲۷۳، ۲۷۸، ۲۸۰، ۲۸۳

امام محمد بن شجاع ثلجی نے امام حسن بن زیاد لؤلؤی سے، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔ ❶

امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کی تعداد چار ہزار بتلائی ہے، چنانچہ امام حافظ ابو یحیی زکریا بن یحیی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں:

كان أبو حنيفة يروي أربعة آلاف حديث ألفين لحماد وألفين لسائر المشيخة. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کی تعداد چار ہزار ہے، جن میں سے دو ہزار روایات امام حماد رحمۃ اللہ علیہ سے اور دو ہزار دیگر مشائخ سے مروی ہیں۔

قرین قیاس یہی ہے کہ انہوں نے اپنے اس نسخے میں امام صاحب کی ان تمام مرویات کو جمع کیا ہوگا، اس لئے یہ نسخہ دیگر نسخوں سے بڑا ہے، نیز امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کی روایت کردہ احادیث کے حافظ تھے:

كان حافظا لروايات أبي حنيفة. ❸

آپ امام ابوحنیفہ کی روایت کردہ احادیث کے حافظ تھے۔

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جامع المسانید میں اس نسخہ کی بعض احادیث کو نقل کیا ہے، اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی سند بھی ذکر کردی ہے۔ ❹

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس نسخے کا ذکر کیا ہے:

---

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: الحسن بن زياد اللؤلؤى، ج۷ ص۳۲۸ ❷ مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۹۶ ❸ الأنساب للسمعاني: باب اللام والواو، اللؤلؤي، ج ۱۱ ص ۲۳۰ ❹ جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند السابع، ج ۱ ص ۸۱

روی عن محمد بن شجاع البلخي عن الحسن بن زياد اللؤلؤي عن أبي حنيفة كتاب الآثار. (1)

انہوں نے امام محمد بن شجاع بلخی سے، انہوں نے امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ سے کتاب الاثار کو روایت کیا ہے۔

فائدہ: لسان المیزان کے مطبوعہ نسخوں میں یہ عبارت اس طرح موجود ہے:

محمد بن إبراهيم بن حسن البغوي روى عن محمد بن نجيح البلخي عن الحسن بن زياد اللؤلؤي عن محمد بن الحسن عن أبي حنيفة كتاب الآثار.

اس عبارت میں تین طرح کی اغلاط ہیں: ا.....محمد بن ابراہیم بن جیش البغوی کے بجائے محمد بن ابراہیم بن حسن البغوی غلط چھپ گیا۔ ۲.....محمد بن شجاع کے بجائے محمد بن نجیح غلط چھپ گیا۔ ۳.....حسن بن زیاد اور ابی حنیفہ کے درمیان عن محمد بن الحسن کا اضافہ ہو گیا ہے جو یقیناً غلط ہے، یہاں یہ اضافہ نہیں ہے۔ بہرحال ناشر نے یہاں تصحیح کا اہتمام نہیں کیا ہے۔ (2)

نوٹ: یاد رہے کہ امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے دو نسخے مروی ہیں، ایک کتاب الآثار کا، دوسرا مسند ابی حنیفہ کا، اس دوسرے نسخے میں آپ نے صرف مرفوع روایات کو جمع کیا تھا، جس طرح امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ سے دونوں نسخے مروی ہیں، جیسا کہ مسانید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تحت ان شاء اللہ باحوالہ بات آئی گی۔

کتاب الآثار کے نسخے کا ذکر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، جیسا کہ "لسان المیزان"

(1) لسان الميزان :ترجمة:محمد بن إبراهيم بن حسن، ج۵ ص ۳۱

(2) ماخوذ مع تغییر یسیر امام ابن ماجہ اور علم حدیث. ص ۱۷۴، ۱۷۵

کے حوالہ سے بات گزر چکی ہے، اور ''مسند أبي حنيفة'' کے نام سے موسوم نسخہ کا ذکر دکتور فواد سیزگین نے کیا ہے اور تصریح کی ہے کہ اس کا مخطوطہ بغداد کے مکتبۃ الاوقاف میں موجود ہے۔ ❶

نیز حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے ''مسند ابی حنیفہ'' کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دونوں ایک ہی نسخے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار کا نسخہ کئی اجلہ محدثین کی مرویات میں شامل ہے، شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی مرویات میں بھی یہ نسخہ موجود تھا، اس نسخہ کی اسانید و جازات کو محدث علی بن عبدالمحسن حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''ثبت'' میں اور حافظ ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے ''الفهرست الأوسط'' میں، اور حافظ محمد بن یوسف دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''عقود الجمان'' میں اور محدث ایوب خلوتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''ثبت'' میں اور خاتمۃ الحفاظ ملا علی عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حصر الشارد في أسانيد الشيخ محمد عابد'' میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کو ''الإمتاع'' میں جمع کر دیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❸

علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے آپ سے مروی ساٹھ روایات کا تفصیلاً ذکر کیا، دیکھئے: ❹

❶ تاريخ التراث العربي: ج۳ ص ۴۲

❷ كشف الظنون، مسند الإمام الأعظم، ج۲ ص ۱۶۸۰

❸ الإمتاع بسيرة الإمامين الحسن بن زياد وصاحبه محمد بن شجاع، ص۳۷ تا ۴۵

❹ الإمتاع بسيرة الإمامين الحسن بن زياد وصاحبه محمد بن شجاع: ص ۲۶ تا ۳۸

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ) کے پیش نظر بھی یہ نسخہ تھا، آپ نے اپنی مشہور کتاب ''إعلام الموقعین'' میں کئی مقام پر آپ کی روایت کردہ احادیث کو بطور استدلال کے ذکر کیا ہے، مثلاً: ''الكذب في غير الشهادة'' اس عنوان کے تحت ان سے یہ روایت نقل کی:

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ اللُّؤْلُؤِيُّ: ثنا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَجُلَان....... الخ. ❶

کتاب الآثار کے رجال پر لکھی گئی کتابیں

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس کتاب کے رجال پر دو کتابیں لکھی ہیں "الإيثار بمعرفة رواة الآثار" "تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة".

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ''الإيثار بمعرفة رواة الآثار'' کے مقدمے میں فرماتے ہیں کہ بعض ساتھیوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے رجال پر لکھوں، میں نے ان کی یہ درخواست قبول کی اور حروف تہجی کے اعتبار سے رجال کے احوال لکھے، جن اکابر کا تذکرہ "تهذيب الكمال في أسماء الرجال" میں ہے ان کا صرف نام ذکر کیا کیونکہ تہذیب میں ہر راوی کے حالات تفصیلا موجود تھے اور جن کے حالات نہیں تھے اختصار کے ساتھ ان کے حالات اور انکی تعدیل وتوثیق سے متعلق اقوال نقل کردیئے اور میں نے اس کا نام ''الإيثار بمعرفة رواة الآثار'' رکھا۔ ❷

الإيثار کا یہ نسخہ اب محقق سید کسروی حسن کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں دارالکتب

❶ إعلام الموقعين: فصل شهادة الزور، الكذب كبيرة، ج ۱ ص ۱۷۴

❷ الإيثار بمعرفة رواة الآثار: مقدمة، ص ۳۵

العلمیہ سے ۱۴۱۳ھ میں چھپ چکا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کتاب ''تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة'' ہے، اس کتاب میں انہوں نے ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کی کتابوں میں جو رجال ہیں صرف ان کے حالات پر لکھا ہے، حافظ نے اس کتاب میں زیادہ تر استفادہ ابوعبداللہ محمد بن علی بن حمزہ الحسینی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۵ھ) کی کتاب ''التذكرة بمعرفة رجال الكتب العشرة'' سے کیا ہے، اس کتاب میں صحاح ستہ اور ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے رجال کے متعلق حالات تھے، حافظ نے صرف ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے رجال کے حالات کو الگ سے جمع کیا، چونکہ صحاح ستہ کے رجال سے متعلق حافظ کی دو کتابیں موجود ہیں ''تهذيب التهذيب، تقريب التهذيب'' حافظ نے ان راویوں کو حذف کر دیا جن کا ذکر کتب ستہ کے رجال میں آ چکا تھا، اس لئے دوبارہ ان کے حالات اس کتاب میں نہیں لکھے، اس کتاب میں ائمہ اربعہ کے ان رجال کا تذکرہ ہے جن کا ذکر کتب ستہ کے رجال میں نہیں تھا۔

حافظ نے اس میں علامہ شمس الدین ابوالمحاسن محمد بن علی بن حسن الحسینی الدمشقی (متوفی ۷۶۵ھ) کی '' الإكمال في ذكر من له رواية في مسند الإمام أحمد من الرجال سوى من ذكر في تهذيب الكمال '' سے کچھ دیگر فوائد واضافی معلومات بھی اس میں ذکر کی ہیں نیز ان سے جو سہو ہوئے ہیں ان کی اصلاح کر دی ہے۔

''التذكرة'' کی معلومات نقل کرنے کے بعد اپنا جو بھی اضافہ کیا ہے اس کو لفظ ''قلت'' سے ذکر کیا ہے، پوری کتاب حروف معجم پر بڑی دقیق ترتیب سے مرتب کی گئی ہے، سب سے پہلے راویوں کو ان کے ناموں کے اعتبار سے مرتب کیا ہے، پھر کنیت سے مشہور افراد کا تذکرہ ہے، اس کے بعد ابن فلاں سے مشہور راویوں کا ذکر ہے اور پھر خواتین کے تراجم ہیں۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب گرانقدر عمدہ معلومات پر مشتمل ہے، حقیقت یہ ہے کہ حافظ کی دو مختصرات یعنی ''تقریب التهذيب، تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة'' ایسی کتابیں ہیں جن میں قرون فاضلہ کے اکثر و بیشتر راویوں کے حالات کا اجمالی تعارف ہو جاتا ہے، اور اس فن کی بڑی مطول کتابوں سے فی الجملہ بے نیاز کر دیتی ہے، حافظ کی یہ کتاب اب دو (۲) جلدوں میں شیخ اکرام اللہ امداد الحق کی عمدہ تحقیقات سے دار البشائر سے ۱۹۹۶ء میں چھپی ہے۔

علامہ ابو جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) صحاح ستہ اور ائمہ اربعہ کی کتابوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ دس وہ کتابیں ہیں جن پر دین اسلام کی مدار ہے:

فهذه هی كتب الأئمة الأربعة وبإضافتها إلى الستة الأولى تكمل الكتب العشرة التي هي أصول الإسلام وعليها مدار الدين. ❶

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی ''تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة'' کا ذکر ملا کاتب چلپی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی کیا ہے:

تعجيل المنفعة برواية رجال الأئمة الأربعة يعني: المذاهب. للشيخ شهاب الدين أبي الفضل: أحمد بن علی بن حجر العسقلانی. المتوفی: سنة ۸۵۲هـ، اثنتين وخمسين وثمانمائة. ❷

کتاب الآثار کے رجال پر علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی کتاب لکھی ہے، تلاش بسیار کے باوجود بندہ کو اس کتاب کا کوئی نسخہ نہیں ملا لیکن اس کتاب کا ذکر علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے کیا ہے:

❶ الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، أرباب المذاهب المتبوعة، ص ۱۹

❷ كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: باب التاء، تعجيل المنفعة، ج ۱ ص ۴۱۸

وللذين قاسم الحنفي رجال كل من الطحاوی والموطأ لمحمد بن الحسن والآثار ومسند أبي حنيفة لابن المقری. ❶

علامہ ابوجعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے بھی اس نسخہ کا ذکر کیا ہے:

وللشيخ قاسم بن قطلوبغا الحنفي وهو المسمى: بالإيثار في رجال معاني الآثار. ❷

کتاب الآثار کی شروحات

ا.....ملا کاتب چلپی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے نقل کیا ہے کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار بروایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شرح لکھی ہے:

كتاب الآثار للإمام: محمد بن الحسن وهو مختصر على ترتيب الفقه ذكر فيه: ما روى عن أبي حنيفة من الآثار وعليه شرح للحافظ الطحاوی الحنفي. ❸

۲.....شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے کتاب الآثار کے متعلق خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شرح کا حوالہ دیا ہے:

فقد ذكر محمد في شرح الآثار أنه بالخيار إن شاء فعل، وإن شاء لم يفعل. ❹

۳.....علامہ ابوالفضل محمد خلیل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) نے علامہ ابوالفضل نور

❶ الإعلان بالتوبيخ: كتب رجال الحديث، ص ۱۱۶

❷ الرسالة المستطرفة: كتب في بيان حال الرواة غير الكتب المتقدمة، ص ۲۰۹

❸ كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: باب الكاف، كتاب الآثار، ج ۲ ص ۱۳۸۴ ❹ المبسوط: كتاب الصلاة، باب الوضوء والغسل، ج ۱ ص ۸۰

الدین علی بن مردان العمری الموصلی الشافعی رحمہ اللہ کے حالات میں کتاب الآثار للامام محمد پر انکی شرح کا ذکر کیا ہے:

وله تأليفات لطيفة منها شرح كتاب الآثار للامام محمد وشرح الفقه الأكبر للامام الأعظم وله على كل فن تعليقات. ❶

۴.....مولانا قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۴ھ) کی ایک نادر تالیف ''التعليق المختار على كتاب الآثار" ہے یہ کتاب رحیم اکیڈمی سے شائع ہوئی ہے، اس کتاب میں حنفی مذہب کی تاریخ، کتب حدیث کی اہمیت، اوران کے مراتب ودرجات، کتاب الآثار کا مرتبہ ومقام، لفظ اثر کی تحقیق، تعداد احادیث، کتاب الآثار میں امام محمد کا اندازِ بیان واستدلال، بحث جرح وتعدیل، بحث ارسال حدیث وغیرہ کا ذکر ہے۔

۵.....محقق العصر علامہ ابوالوفا افغانی صدر إحياء المعارف النعمانية حيدر آباد الدكن بالهند نے کتاب الآثار کی شاندار شرح لکھی ہے، تمام روایات کی تحقیق وتخریج بھی ہے، فقہاء کے اختلافات کو بھی نہایت بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے، جامع المسانید اور کتاب الآثار کے دیگر نسخوں کا بھی ذکر کرتے ہیں، دیگر کتب حدیث سے احناف کے دلائل کو باحوالہ ذکر کرتے ہیں، کتاب کے شروع میں (۱۳۹) صفحات پر مشتمل ایک مبسوط مقدمہ ہے جس میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ذکرِ خیر، امام صاحب کے شیوخ، آپ کے اخلاق، سخاوت، تقوی، آپ کی فقہی بصیرت، امام محمد رحمہ اللہ کے حالات، کتاب الآثار اور اس کے متعدد نسخے اور انکی نشاندہی، امام صاحب کی مسانید کا ذکر ہے، اوراس کے علاوہ یہ نہایت گراں قدر علمی مباحث پر مشتمل ایک عمدہ شرح ہے جو اب دار الکتب العلمیہ سے دو

❶سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر: حرف العين، ترجمة: علي العمري، ج۳ ص ۲۳۱

جلدوں میں چھپی ہے۔

۶.....حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہان پوری رحمہ اللہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ ایک مبسوط ومحققانہ شرح لکھی ہے جس کا نام ''قلائد الأزهار علی کتاب الآثار'' ہے جو تین ضخیم جلدوں میں ہے، اس شرح کے متعلق علامہ ابوالوفا افغانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شرحا حسنا لم یر مثله.

بندہ کی ناقص رائے کے مطابق موجودہ کتاب الآثار کی شروحات میں اس سے مفصل ومدلل محقق شرح نظر سے نہیں گزری، جامعہ دار العلوم کراچی کی لائبریری میں یہ شرح موجود ہے، کاش کوئی عالم جوفنِ حدیث، رجال حدیث اور فقہ پر دسترس رکھتا ہو اس شرح پر کام کر کے اس کو تحقیق وتخریج کے ساتھ عمدہ طباعت سے شائع کرے، چونکہ کتاب نایاب بھی ہے اور نہایت گراں قدر علمی کتاب ہے۔

۷.....شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ کی ''المختار شرح کتاب الآثار'' ہے یہ کتاب الآثار کا اردو ترجمہ ہے اور ساتھ مختصر شرح بھی ہے۔

۸.....حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب مدظلہم کی ''الأزهار علی کتاب الآثار'' دو ضخیم جلدوں میں اردو زبان میں مفصل ومدلل شرح ہے، شروع میں تقریبا (۲۵۰) صفحات پر مشتمل علم حدیث سے متعلق نہایت مبسوط مقدمہ ہے، شرح میں حلّ لغات بھی ہے، تمام اختلافی مسائل کی نہایت مفصل شرح ہے، ہر مسئلے کو عنوان کے تحت دلائل کے ساتھ لکھا ہے، اردو زبان میں کتاب الآثار کی اس قدر مفصل شرح بندہ کی نظر سے نہیں گزری۔

۹.....حضرت مولانا محمد حسین صدیقی صاحب مدظلہم کی اردو زبان میں ''روضة الأزهار شرح کتاب الآثار'' کے نام سے مختصر شرح ہے، اس میں مذکورہ اختلافی مسائل کو دلائل کے ساتھ لکھا ہے، جس صحابی یا تابعی سے روایت مروی ہے باحوالہ اختصار کے

ساتھ ان کے حالات بھی لکھتے ہیں، حل لغات، مصادر اور مراجع کا بیان بھی ہے، (۲۳۶) صفحات پر مشتمل یہ شرح مکتبہ جامعہ بنوریہ سے چھپی ہے۔

کتاب الآثار کے متعلق عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار کو ثقہ اور معزز لوگوں سے روایت کیا ہے جو وسیع العلم اور عمدہ مشائخ تھے:

روى الآثار عن نبل ثقات غزار العلم مشيخة. ❶

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث میں سے کتاب الآثار موجود ہے جسے محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے:

والموجود من حديث أبي حنيفة مفردا إنما هو كتاب الآثار التى رواها محمد بن الحسن عنه. ❷

کتاب الآثار کے متعلق عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جن کے ترجمہ کا آغاز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

عبد اللّٰه بن المبارك بن واضح الحافظ، العلامة، شيخ الإسلام، فخر المجاهدين، قدوة الزاهدين، التاجر السفار صاحب التصانيف النافعة، والرحلات الشاسعة. ❸

یہی عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

❶ مناقب أبي حنيفة: ج ۲ ص ۱۹۱ ❷ تعجيل المنفعة بزوائد رجال الائمة الاربعة: مقدمه، ج ۱ ص ۲۳۹ ❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبداللّٰه بن المبارك، ج ۱ ص ۲۰۲

سعید المروزی قال سمعت ابن المبارک یقول:

لقد زان البلاد ومن علیها — إمام المسلمین أبو حنیفة
بآثار وفقه في حدیث — كآثار الزبور علی الصحیفة
فما في المشرقین له نظیر — ولا بالمغربین ولا بالکوفة [1]

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کتاب الآثار کے متعلق فرماتے ہیں:

روی آثاره فأجاب فیها — كطیران الصقور من المنیفة
ولم یک بالعراق له نظیر — ولا بالمشرقین ولا بکوفة [2]

انہوں نے آثار کو روایت کیا تو ایسی بلند پرواز دکھائی کہ جیسے شکاری پرندے بلند مقام پر پرواز کر رہے ہوں، سو نہ عراق میں ان کی کوئی نظیر تھی نہ مشرق ومغرب میں اور نہ کوفہ میں۔

اسنادِ حدیث اس امت کی خصوصیات میں سے ہے

طلبِ اسناد اس امت کی خصوصیت ہے جنہوں نے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور دین کو محفوظ کرنے کے لئے اس کا اہتمام کیا، دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جنہوں نے اپنے نبی ورسول کی ہدایتوں کو یا دین کی حفاظت کے لئے اس قدر اہتمام کیا ہو جتنا کہ اس امت نے کیا ہے۔

۱.....امام ابوبکر محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اس امت کو عنایت فرمائیں جو کہ ان سے پہلے کسی امت کے پاس نہیں، اسناد، انساب، اعراب۔ یعنی یہ تین علوم کسی اور امت کے پاس نہیں تھے سوائے اس امت کے:

[1] أخبار أبي حنیفة وأصحابه: ذکر ماروی من الشعر في مدح أبي حنیفة، ص ۹۱

[2] مناقب أبي حنیفة: ج۲ ص ۱۹۰

بلغني أن الله خص هذه الأمة بثلاثة أشياء لم يعطها من قبلها: الإسناد والأنساب والإعراب. ❶

۲.....امام ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ امتوں میں سے کسی امت کے پاس بھی اسناد نہیں جس طرح کہ اس امت کے پاس ہے:

وليس لامة من الامم إسناد كإسنادهم، يعني هذه الامة. ❷

۳.....امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کوئی امت ایسی نہیں ہے جو اپنے نبی کے آثار کی حفاظت اس طرح کرتی ہو جس طرح کہ یہ امت کرتی ہے:

لم يكن في أمة من الأمم منذ خلق الله آدم أمناء يحفظون آثار الرسل إلا في هذه الأمة. ❸

۴.....شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ علم الاسناد اور روایت ایسی خصوصیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو خاص عنایت کی ہے، اس کو درایت کے لئے سیڑھی بنایا، پس اہل کتاب کے پاس کوئی اسناد نہیں ہے، علم اسناد (اس امت پر) اللہ کے احسانات میں سے ایک بہت بڑا احسان ہے:

وَعِلْمُ الْإِسْنَادِ وَالرِّوَايَةِ مِمَّا خَصَّ اللّٰهُ بِهِ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَهُ سُلَّمًا إِلَى الدِّرَايَةِ. فَأَهْلُ الْكِتَابِ لَا إِسْنَادَ لَهُمْ ..... وَإِنَّمَا الْإِسْنَادُ لِمَنْ أَعْظَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْمِنَّةَ. ❹

❶المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: خصائص أمة النبي صلى الله عليه وسلم، ج ٢ ص ٤١٦ ❷تهذيب الكمال في أسماء الرجال: أقوال الأئمة في هذا العلم، ج ١ ص ١٦٦ ❸تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبدالله بن عبدالكريم أبو زرعة الرازي، ج ٣٨ ص ٣٠ ❹مجموع الفتاوى: مقدمة: ج ١ ص ٩

۵.....شارح مشکوۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ اس امت کی عمدہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت اسناد کا حامل ہونا ہے:

أصل الْإِسْنَاد خصيصة فاضلة من خَصَائِص هَذِه الْأمة. (۱)

محدثینِ عظام کی نظر میں سند حدیث کی اہمیت

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ احادیث مبارکہ دین ہے لہذا یہ دیکھو کہ تم یہ دین کس سے لے رہے ہو:

هذه الأحاديث دين فانظروا عمن تأخذونها. (۲)

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۱ھ) اسناد کو مومن کے ہاتھ میں بمنزلہ قتال کرنے والے کے ہاتھ میں تلوار سمجھتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اسناد مومن کا ہتھیار ہے جب اس کے پاس ہتھیار ہی نہ ہو تو وہ کس طرح لڑے گا:

الْإِسْنَادُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ سِلَاحٌ، فَبِأَيِّ شَيْءٍ يُقَاتِلُ. (۳)

امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) سند کو دین کا حصہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسناد میرے نزدیک دین کا جزء ہے، اگر اسناد کا وجود نہ ہوتا تو ہر شخص جو چاہتا سو کہتا:

الْإِسْنَادُ عِنْدِي مِنَ الدِّينِ وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ: مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ. (۴)

امام الجرح والتعدیل یحیی بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ حدیث

(۱) شرح نخبة الفكر للقاري: العلو المطلق، ص ۶۱۷

(۲) الجرح والتعديل : الأخبار أنها من الدين، ج ۲ ص ۱۵

(۳) شرف أصحاب الحديث :الأسانيد هي الطريق إلى معرفة أحكام الشريعة، ص ۴۱

(۴) شرف أصحاب الحديث :الأسانيد هي الطريق إلى معرفة أحكام الشريعة، ص ۴۱

کی طرف دیکھنے سے پہلے سند کی طرف دیکھو اگر سند صحیح ہے تب تو ٹھیک ہے ورنہ اگر سند صحیح نہ ہو تو حدیث سے دھوکہ نہ کھانا:

لا تنظروا إلى الحديث ولكن انظروا إلى الإسناد، فإن صح الإسناد وإلا فلا تغتروا بالحديث إذا لم يصح الإسناد. ❶

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں کہ راویانِ حدیث کی معرفت نصف علم ہے، اس لئے کہ حدیث سند اور متن کے مجموعے کا نام ہے، اور سند کا مطلب راویان حدیث ہوتا ہے لہٰذا ان کی معرفت نصف علم ہے:

معرفة الرجال نصف العلم لان الحديث سند ومتن والسند عبارة عن الرواة فمعرفتهم نصف العلم. ❷

محدثینِ کرام کے ہاں اسناد عالی کا مقام

علوِ سند ایک محدث کے لئے قابل فخر اعزاز ہے، کیونکہ سند جتنی عالی ہوگی اتنا ہی اس کے رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطے کم ہوں گے، جس قدر واسطے کم ہوں گے تو اس سند میں خطاء اور نسیان کے احتمالات کم ہوں گے، جس قدر وسائط زیادہ ہوں گے تو اس میں خطاء کے احتمالات نسیاناً یا عمداً زیادہ ہوں گے، اس بناء پر محدثین کرام اس کے حصول کے لئے انتہائی مشقت برداشت کر کے دور دراز مقامات کا سفر کرتے تھے اور طلب علو کا بڑا اہتمام کرتے تھے، بلکہ یہ نسبت صحابہ کرام سے چلی آرہی ہے، چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ محض ایک حدیث کی معلومات کے لئے کافی مشہور ہے:

---

❶ تهذيب الكمال: أقوال الأئمة في هذه العلم، ج ۱ ص ۱۶۵

❷ المحدث الفاصل بين الراوي والواعي، ص ۳۲۰

حضرت ابو ایوب انصاری کا واقعہ متعدد طرق کے ساتھ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے نقل کیا، دیکھئے: ❶

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا کتاب میں نقل کیا ہے، نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ) نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے، دیکھئے: ❷

اندازہ کیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت میں گزاری اور آپ کے سینکڑوں ارشادات کو اپنے سینوں میں محفوظ کیا لیکن اس کے باوجود صرف ایک حدیث کے لئے انہوں نے کس قدر طویل اسفار کئے، جب کہ اس وقت سفر کے لئے کوئی آرام دہ سہولیات بھی موجود نہیں تھیں، اس سے جہاں صحابہ کرام کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے محبت ولگن کا اندازہ ہوتا ہے وہیں علوِ سند کے لئے سفر کا مندوب ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

طلب علو الإسناد من الدين. ❸

علو سند کا طلب کرنا دین کا حصہ ہے۔

محدث کبیر امام حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

طلب الإسناد العالي سنة صحيحة. ❹

اسناد عالی کی طلب سنت صحیحہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ آپ سے احادیث سننے کے باوجود مدینہ منورہ کا سفر کرتے اور وہاں جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیثیں دوبارہ سنتے تھے، یہ صرف علو سند کے لئے وہ کوفہ سے مدینہ کا طویل سفر کرتے تھے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

❶ الرحلة في طلب الحديث: ۱۱۸ تا ۱۲۲ ❷ الأدب المفرد: باب المعانقة: ص ۳۳۷، رقم الحديث: ۹۷۰ ❸ الرحلة في طلب الحديث: ص ۸۹

❹ معرفة علوم الحديث: النوع الأول، ص ۵

طَلَبُ الْإِسْنَادِ الْعَالِي سُنَّةٌ عَمَّنْ سَلَفَ، لِأَنَّ أَصْحَابَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانُوا يَرْحَلُونَ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْ عُمَرَ وَيَسْمَعُونَ مِنْهُ[1].

اسناد عالی کی طلب سلف کی سنت ہے، اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ (آپ سے احادیث سننے کے باوجود) کوفہ سے مدینہ منورہ کا سفر کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کرتے اور حدیثیں (دوبارہ) سنتے تھے۔

امام الجرح والتعدیل حافظ یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) سے مرض الوفات میں کسی نے پوچھا آپ کی کیا خواہش ہے؟ توانہوں نے فرمایا کہ گھر خالی ہو اور سند عالی ہو:

أَنَّ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قِيلَ لَهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: مَا تَشْتَهِي؟ قَالَ: بَيْتٌ خَالِي، وَإِسْنَادٌ عَالِي.[2]

سندِ عالی اور سندِ نازل

سند عالی اس سند کو کہتے ہیں جس میں راویوں کی تعداد دوسری سند کے مقابلے میں (جس سے وہی روایت مروی ہو) کم ہو۔

سند نازل اس سند کو کہتے ہیں جس میں راویوں کی تعداد دوسری سند کے مقابلے میں (جس سے وہی روایت مروی ہو) زیادہ ہو۔

علامہ بیقونی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۰ھ) شعر کی صورت میں عالی اور نزول کے درمیان فرق واضح کرتے ہیں:

وَكُلُّ مَا قَلَّتْ رِجَالُهُ عَلاَ ... وَضِدُّهُ ذَاكَ الَّذِيْ قَدْ نَزَلاَ[3]

[1] الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: من مدح العلو وذم النزول، ج ۱ ص ۱۲۳

[2] مقدمة ابن الصلاح: النوع التاسع والعشرون، ص ۲۵٦

[3] المنظومة البيقونية: ص ۹، شعر نمبر: ۱۴

ہر وہ روایت جس میں راویوں کی تعداد کم ہو وہ سند عالی ہے، اور اس کی ضد (یعنی جس میں راویوں کی تعداد زیادہ ہو) وہ سند نازل ہے۔ ایک مثال سے سند عالی اور نازل کے درمیان فرق سمجھیں:

أَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ. ❶

یہی روایت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مسند أحمد" میں اس سند کے ساتھ روایت کی ہے:

حدثنا سفيان قال: حدثني عبدالله بن دينار سمعت ابن عمر يقول: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم بيع الولاء وعن هبته. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں دو راوی ہیں یعنی عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں تین راوی ہیں، سفیان رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ اب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جو سند ہے اس میں راوی دو ہیں اس لئے یہ سند عالی ہے، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں راری تین ہیں اس لئے یہ سند نازل ہے۔

فقہاء کرام اور ائمہ صحاح ستہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سند سب سے عالی ہے

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فقہاء کرام اور ائمہ صحاح ستہ پر دو طرح کا امتیاز حاصل ہے، ایک یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں، جب کہ فقہاء کرام اور ارباب صحاح ستہ میں کوئی امام بھی تابعی نہیں ہے، اس خصوصیت میں آپ کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ ❸

❶ جامع المسانيد: ج۲ ص ۱۷۴ / عقود الجواهر المنيفة: ج۲ ص ۴۰

❷ مسند أحمد: مسند عبدالله بن عمر، ج۸ ص ۱۶۵، رقم الحديث: ۴۵۶۰

❸ مفتاح السعادة ومصباح السيادة: أبو حنيفة نعمان بن ثابت، ج۲ ص ۱۷۵

آپ کے تابعی ہونے میں وہی شخص شک کرے گا جو بقول علامہ عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) کے وہ جاہل ہوگا یا حاسد ہوگا:

كان أبو حنيفة، رضى الله عنه، من سادات التابعين، رأى أنس بن مالك ولا يشك فيه إلا جاهل وحاسد. ❶

امام صاحب کو دوسرا امتیاز یہ حاصل ہے کہ آپ کی سند سب سے عالی ہے، اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیک واسطہ تلمذ رکھنے کا شرف حاصل ہے یعنی آپ کی سب سے عالی روایات وحدانیات ہیں، جب کہ ائمہ متبوعین اور ارباب صحاح ستہ میں یہ شرف کسی کو حاصل نہیں۔

ائمہ اربعہ میں امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی احادیث میں سب سے عالی روایات ثلاثی (یعنی جس مین تین واسطے ہوں) ہیں۔امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) چونکہ تبع تابعین میں سے ہیں اس لئے ان کی احادیث میں سب سے عالی روایات ثنائی (یعنی جس میں دو واسطے ہوں) ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵٦ھ) امام ابو داوٗد رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) کی احادیث میں سب سے عالی روایات ثلاثی ہیں۔جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۲٦۱ھ) اور امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) کی احادیث میں سب سے عالی روایات رباعیات (یعنی جس میں چار واسطے ہوں) ہیں۔

ائمہ صحاح ستہ میں سے کسی سے بھی وحدانی یا ثنائی روایات مروی نہیں ہیں، جبکہ امام صاحب سے یہ دونوں مروی ہیں، امام صاحب کی وحدانیات پر کبار اہل علم نے بقاعدہ اجزاء تصانیف کئے ہیں (جن کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا) اور امام اعظم رحمہ اللہ کی ثنائیات تو

❶ مغاني الأخيار: الفصل الثالث فيمن رأى أبو حنيفة من الصحابة، ج٣ ص ١٢٢

نہایت کثرت کے ساتھ موجود ہیں، آپ سے مروی ثنائی روایات تحقیق وتخریج کے ساتھ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں ''الإمام الأعظم أبو حنيفة والثنائيات في مسانيده''

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کی سند کو عالی قرار دیا ہے، مثلاً امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے میں ''أبو يوسف عن أبي حنيفة عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة عن أبيه'' کی سند سے حدیث روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

إسناده متصل عال. ❶

اس حدیث کی سند متصل اور عالی ہے۔

امام شمس الدین یوسف بن خلیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۸ھ) نے آپ کی عالی السند روایات کو ''عوالي الإمام أبي حنيفة'' کے نام سے جمع کیا ہے۔ یہ کتاب دکتور خالد عواد کی تحقیق کے ساتھ دارالفرفور دمشق سے ۱۴۲۲ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

۱.....وحدانیات

جس سند میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف صحابی کا واسطہ ہو۔

۲.....ثنائیات

جس سند میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صحابی اور تابعی (یعنی دو رُواۃ) کا واسطہ ہو۔

۳.....ثلاثیات

جس سند میں راوی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صحابی، تابعی اور تبع تابعی (یعنی تین رُواۃ) کا واسطہ ہو۔

---

❶ تذكرة الحفاظ :ترجمة:القاضي أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم، ج ١ ص ٢١٥

محدثین کے پاس سب سے اعلیٰ اسانید ثلاثیات ہیں

یہ بات بڑی اہم ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ثنائیات کے علاوہ جتنے بھی محدثین کی کتب دستیاب ہیں ان سب کی اعلیٰ اسانید ثلاثیات ہیں۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ) کی درج ذیل تحقیق کا مطالعہ کریں۔ وہ لکھتے ہیں:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے اعلیٰ اسانید دو واسطوں سے ثنائیات ہیں، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ سے کثیر احادیث تین واسطوں سے مروی ہیں جنہیں اصطلاح حدیث میں ثلاثیات کہتے ہیں، یہی ثلاثیات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بائیس (۲۲)، امام ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ سے ایک ایک جب کہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ (۵) مروی ہیں۔ امام مسلم اور نسائی رحمہما اللہ کی سب سے اعلیٰ اسانید چار واسطوں سے ہیں، اس سے کم واسطے سے ان کی کوئی حدیث نہیں ہے، انہیں اصطلاح حدیث میں رباعیات کہا جاتا ہے۔ [1]

مذکورہ کتب کے علاوہ بعض دیگر کتب حدیث میں بھی بیسیوں ثلاثیات موجود ہیں، ذیل میں ان کی تحقیق ملاحظہ کریں:

۱.....امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) سے مروی ثلاثی روایات

امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں سینتالیس (۴۷) ثلاثی احادیث مروی ہیں وہ سب کی سب اس سند سے مروی ہیں: مالك بن أنس عن نافع مولیٰ ابن عمر عن عبد الله بن عمر عن النبي ﷺ.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی تمام ثلاثیات کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے "سلسلة الذهب في ما رواه الشافعي عن مالك عن نافع عن ابن عمر" میں درج کیا ہے، اس میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو پانچ (۱۰۵) روایات کو ذکر کیا ہے۔

[1] فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: العالي والنازل، ج۳ ص ۳۴۱

۲.....ابوداود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) سے مروی ثلاثی روایات

امام ابوداود سلیمان بن داود الطیالسی کی مسند میں بھی ثلاثیات موجود ہیں، ان ثلاثیات کو بعنوان کتاب ''الثلاثيات المنتقاة من مسند أبي داود الطيالسي'' میں جمع کیا گیا ہے، لیکن کتاب کی عدم دستیابی کے باعث ان کا عدد اور مؤلف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

۳.....احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) سے مروی ثلاثی روایات

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں دیگر ائمہ حدیث کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں ثلاثیات ہیں، یہاں تک کہ ان کا عدد تین سو (۳۰۰) سے تجاوز کر چکا ہے۔ کل ثلاثیات مسند احمد کا صحیح شمار دشوار ہے۔ کسی محقق نے کہا ہے کہ مسند احمد میں تین سو سینتیس (۳۳۷) ثلاثیات ہیں، کسی نے کہا کہ تین سو تریسٹھ (۳۶۳) اور کسی کا قول تین سو اکتیس (۳۳۱) کا ہے۔

بعض ائمہ نے ثلاثیات احمد کی علیحدہ تخریج بھی کی ہے ان میں محبّ الدین اسماعیل بن عمر بن ابی بکر المقدسی (متوفی ۶۱۳ھ) اور ضیاء الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد المقدسی (متوفی ۶۴۳ھ) شامل ہیں۔ متاخرین میں خصوصاً امام سفارینی (متوفی ۱۱۸۸ھ) نے ''شرح ثلاثيات مسند الإمام أحمد'' کے نام سے کتاب میں تمام ثلاثیات احمد کو تخریج کیا ہے اور ان کی شرح کی ہے۔

۴.....امام عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۹ھ) سے مروی ثلاثی روایات

امام عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں اکیاون (۵۱) ثلاثیات ہیں۔ اس کا ایک نسخہ مراکش کے شہر رباط کے محکمہ مالیات میں ۴۴۲ نمبر کے تحت موجود ہے۔

۵.....امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۵ھ) سے مروی ثلاثی روایات

امام عبداللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی کی سنن میں پندرہ (۱۵) ثلاثیات ہیں جو ان

ثلاثیات دارمی کو ابو عمران عیسٰی بن عمر بن العباس السمر قندی اور عفیف محمد بن نور الدین الایجی نے جمع کیا ہے۔

٦.....امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۰ھ) سے مروی ثلاثی روایات

امام سلیمان بن احمد الطبرانی کی ''المعجم الصغیر'' میں تین ثلاثیات ہیں۔

مذکورہ بالا تمام کتب حدیث میں ثلاثیات کو باقی احادیث سے اعلیٰ اور افضل گردانا جاتا ہے۔ محدثین کی ان ثلاثی احادیث کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''فتح المغیث'' امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تدریب الراوي''، امام سفارینی کی ''شرح ثلاثیات مسند الإمام أحمد''، محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ کا ''الرسالة المستطرقة''، علامہ نواب صدیق حسن خان القنوجی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الحطة في ذكر الصحاح الستة''، اشرف عبدالرحیم کی ''الثلاثيات في الحديث النبوي'' اور خصوصاً عفیف محمد نور الدین الایجی کا رسالہ ''الثلاثیات'' ملاحظہ فرمائیں۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داود، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابو داود الطیالسی، امام عبد بن حمید، امام دارمی اور امام طبرانی رحمہم اللہ سمیت کسی بھی اجل محدث اور امام فی الحدیث کے پاس ثلاثیات سے کم واسطہ کی کوئی ایک بھی حدیث نہیں۔ اس لحاظ سے امام مالک کو ان پر فوقیت حاصل ہے کہ ان سے دو واسطوں سے ثنائیات مروی ہیں۔ گویا نامور محدثین میں صرف عالم دار الہجرت امام مالک واحد شخصیت ہیں جن سے کم از کم دو واسطوں سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی وُحدانی، ثنائی اور ثلاثی روایات

مندرجہ بالا تفصیلی بحث سے یہ معلوم ہو گیا کہ امام مالک کے علاوہ کل محدثین کے پاس تین واسطوں سے کم سند سے کوئی بھی حدیث نہیں، تو یہ بات بڑی خوش کن اور قلبی اطمینان کا

باعث ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو صرف ایک واسطہ سے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے۔ گویا امام اعظم ابوحنیفہ کے بعد روئے زمین پر کوئی بھی ایسا محدث نہیں جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب طریق یا سب سے چھوٹی سند ایک واسطہ سے ہو۔ ائمہ حدیث اور فقہاء میں سے یہ شرف صرف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے براہ راست روایت کرنے کے سبب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امام ابوحنیفہ کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔ اصول حدیث میں ایک واسطے سے روایت ہونے والی حدیث کو اصطلاحاً ''وحدان'' اور ''اُحادی'' کہا جاتا ہے۔ نیز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے جس قدر کثرت کے ساتھ ثنائیات اور ثلاثیات مروی ہیں وہ کسی اور امام سے نہیں ہیں، صرف تین کتب حدیث میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ثنائیات کی تعداد پانچ سو چھ (۵۰۶) ہے۔ ''جامع المسانید'' میں تین سو چھیاسٹھ (۳۶۶) ''کتاب الآثار للإمام أبي یوسف'' میں اکیاسی (۸۱) ''کتاب الآثار للإمام محمد'' میں انسٹھ (۵۹) روایات ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ثنائی روایات کو مولانا عبدالعزیز یحیی سعدی نے ''الإمام الأعظم أبو حنیفة والثنائیات في مسانیده'' عمدہ تحقیق وتخریج کے ساتھ آپ کی ثنائی روایات جمع کردی ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی صرف تین کتابوں میں ثلاثی روایات کی تعداد گیارہ سو چھبیس (۱۱۲۶) ہے۔ ''جامع المسانید'' میں چھ سو ستتر (۶۷۷)، ''کتاب الآثار لأبي یوسف'' میں دوسو اکیاون (۲۵۱)، ''کتاب الآثار للإمام محمد'' میں ایک سو اٹھانوے (۱۹۸) روایات ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے صرف بائیس (۲۲) ثلاثی روایات مروی ہیں جب کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے گیارہ سو چھبیس (۱۱۲۶) روایات مروی ہیں، ائمہ صحاح ستہ میں کسی سے بھی ثنائی روایات مروی نہیں ہیں، جب کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ سو چھ

(۵۰۶) روایات مروی ہیں، اس کے باوجود بعض متعصب اور متشدد یہ کہتے نہیں تھکتے کہ آپ سے صرف سترہ (۱۷) احادیث مروی ہیں۔

علوِّ سند

محدثین میں علو سند ہمیشہ ایک قابل فخر چیز سمجھی گئی ہے کیونکہ روایت میں جس قدر واسطے کم ہوں گے اسی قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب زیادہ ہوگا، نیز قلت رواۃ کی بناء پر ان کی چھان بین کم کرنا پڑتی ہے اور خطاونسیان کا احتمال بھی کم ہو جاتا ہے، اس لئے اہل فن کے نزدیک صحت اور علو اسناد کا جس قدر اہتمام ہوتا ہے اور کسی چیز کا نہیں ہوتا، اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ محدثین کے تذکرہ میں علو اسناد کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا ہے بلکہ خاص خاص ائمہ کی عالی اسانید کو تو علماء نے مستقل اجزاء میں علیحدہ مدوّن کر دیا ہے۔ [1]

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وحدانیات

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں چونکہ تابعی ہونے کا فخر صرف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے اور یہ وہ فخر ہے کہ بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خاص شرف حاصل ہے کہ ان کو بارگاہ رسالت سے براہ راست صرف بیک واسطہ تلمذ حاصل ہے، امام صاحب کی ان روایات کو جو آپ نے صحابہ سے سنی ہیں ان کو احادیات یا وحدانیات کہتے ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے روایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سن وصال میں اختلاف ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے وہب بن جریر سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا وصال

[1] امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۱۱۵

(۹۵ھ) میں ہوا ہے:

وقال وهب بن جرير عن أبيه: مات أنس ٩٥هـ.❶

مشہور (۹۳ھ) ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زندگی میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بارہا بصرہ گئے تھے اس لیئے اس بات کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی، یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رؤیت بالاتفاق ثابت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر (۱۳) سال تھی۔

امام کردری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ محدثین کی ایک جماعت نے امام اعظم کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کا انکار کیا ہے، اوران کے شاگردوں نے اس بات کو صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ ثابت کیا ہے، اور قاعدہ ہے کہ ثابت کرنے والی روایت نفی کرنے والی روایت سے اولی ومقدم ہوتی ہے:

قال الكردري: جماعة من المحدثين أنكروا ملاقاته مع الصحابة، وأصحابه أثبتوه بالأسانيد الصحاح الحسان، وهم أعرف بأحواله منهم، والمثبت العدل العالم أولى من النافي.❷

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت کی، اوران سے روایت کی، قطع نظر کرتے ہوئے منکر متعصب کے قول سے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اس وقت سات (۷) سال کی تھی کیونکہ صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی ولادت اسی (۸۰ھ) میں ہوئی، اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ

❶تهذيب التهذيب: حرف الألف، ترجمة: أنس بن مالك، ج ١ ص ٣٧٦

❷شرح مسند أبي حنيفة: ذكر إسناده عن القاسم بن عبد الرحمن، ص ٥٨١

آپ کی پیدائش ستر (۷۰ھ) میں ہوئی، اس قول کی بناء پر اس وقت آپ کی عمر سترہ سال کی تھی، بہر حال سات سال کی عمر بھی فہم وشعور کا سن ہے، اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک صحابی کسی شہر میں رہتے ہوں اور شہر کے رہنے والوں میں ایسا شخص ہو جس نے اس صحابی کو نہ دیکھا ہو؟ اس بحث میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی بات معتبر ہے کیونکہ وہ ان کے احوال سے زیادہ واقف ہیں اور ثقہ بھی ہیں:

هو أحد من رآه أبو حنيفة من الصحابة وروى عنه، ولا يلتفت إلى قول المنكر المتعصب: وكان عمر أبي حنيفة حينئذ سبع سنين، وهو سن التمييز. هذا على الصحيح إن مولد أبي حنيفة سنة ثمانين، وعلى قول من قال: سنة سبعين، يكون عمره حينئذ سبعة عشر سنة، ويستبعد جدا أن يكون صحابي مقيما ببلدة، وفي أهلها من لا يكون رآه وأصحابه أخبر بحاله وهم ثقات في أنفسهم. ❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے روایات جن اسناد سے ثابت ہے ان میں بعض راویوں پر اگرچہ جرح کی گئی ہے، تاہم ان میں کوئی راوی ایسا نہیں کہ جس کو باطل اور وضاع قرار دیا گیا ہو، چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) اس باب میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی رائے پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وحاصل ما ذكره هو وغيره الحكم على أسانيد ذلك بالضعف وعدم الصحة لا بالبطلان، وحينئذ فسهل الأمر في إيرادها لأن الضعيف يجوز روايته ويطلق عليه أنه وارد. ❷

---

❶ عمدة القاري شرح صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين، ج٣ ص ٥٢

❷ تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر من أدركه من الصحابة، ص ٢٦

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے ناقدین نے ان اسانید پر ضعف اور عدمِ صحت کا حکم لگایا ہے، بطلان کا نہیں اور اب بات آسان ہے اس کا مطلب سمجھنے میں کیونکہ حدیث ضعیف کی روایت جائز ہے اور اس پر روایت کا اطلاق کرنا صحیح ہے۔

نیز مناقب وفضائل میں ضعیف روایت پر عمل کرنا اکثر اہلِ علم کے نزدیک جائز ہے، یہ بھی یاد رہے کہ قوت وضعف ایک اضافی وصف ہے جو شخص بعض کے نزدیک ضعیف ہو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیگر کے ہاں بھی ضعیف ہو، بظاہر بہت مشکل ہے کہ کسی راوی پر جرحاً وتعدیلاً سب اہلِ علم کا اتفاق ہو جائے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ چھ سو پچیس (۶۲۵) راوی ایسے ہیں جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لائق استدلال ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان سے روایت نہیں لیتے:

وعدد من احتج بهم مسلم في المسند الصحيح ولم يحتج بهم البخاری في الجامع الصحيح ستمائة وخمسة وعشرون شيخا. ❶

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وحدانیات پر مستقل تالیفات

وحدانیات وہ احادیث ہیں جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے براہ راست صحابہ کرام سے روایت کی ہیں، ان پر مختلف ادوار میں نامور محدثین نے مستقل تالیفات بھی کی ہیں، اس سلسلے میں جن حضرات کے مستقل جزء مشہور ہیں ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

۱.....ابو حامد حضرمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۱ھ)

۲.....عبد الرحمٰن بن محمد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۹ھ)

۳.....حافظ ابو سعد السمان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۴۳ھ)

❶ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: مقدمات، فصل، ج ۱ ص ۱۶

۴.....ابومعشر عبدالکریم طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۸ھ)

۵.....علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ثنائیات

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وحدانیات کے بعد ثنائیات کا درجہ ہے، یعنی وہ احادیث جو آپ نے تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے سنی ہیں اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم اور مصنفین صحاح ستہ رحمۃ اللہ علیہم میں صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی تابعی نہیں ہیں اس لئے ان کی مرویات میں سب سے عالی سند ثنائی ہے:

مالک عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم.

اس ثنائیات کے شرف میں ائمہ اربعہ اور ائمہ صحاح ستہ میں سوائے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی بھی آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔

کتاب الآثار کے تمام نسخوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور شہرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کردہ نسخہ کو حاصل ہوئی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ اس وقت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث میں سے ''کتاب الآثار'' موجود ہے جسے محمد بن حسن نے روایت کیا ہے:

والموجود من حديث أبي حنيفة مفردا إنما هو كتاب الآثار التى رواها محمد بن الحسن عنه. (1)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الآثار'' میں ثنائی روایات حسبِ ذیل اسانید سے آئی ہیں۔

۱.....أبو حنيفة عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم.

(1) تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: مقدمة: ج ۱ ص ۲۳۹

۲.....أبو حنيفة عن أبي الزبير عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۳......أبو حنيفة عن عبد الله بن أبي حبيب قال سمعت أبا الدرداء قال قال رسول الله ﷺ.

۴.....أبو حنيفة عن عبد الرحمن عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۵...أبو حنيفة عن عطية عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۶...أبو حنيفة عن شداد عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۷....أبو حنيفة عن عاصم عن رجل من أصحابه صلى الله عليه وسلم.

۸.....أبو حنيفة عن مسلم الأعور عن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۹.....أبو حنيفة عن قيس عن أبي عامر أنه كان يهدى النبي صلى الله عليه وسلم.

۱۰...أبو حنيفة عن عطاء عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم.

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی تمام ثنائی روایات کو یکجا جمع کیا ہے، اور ہر ہر روایت پر تحقیق، تخریج، عمدہ تعلیقات کے ساتھ پہلی مرتبہ اسی قدر مربوط انداز میں کام ہوا، اور آپ کی روایات کو ذکر کر کے دیگر کتبِ حدیث کی روایات سے موازنہ بھی کیا، اور وہ روایت دیگر کتب حدیث میں جس سند کے ساتھ آئی ہے اسے بھی ذکر کیا۔ دیکھئے تفصیلا: ''الإمام الأعظم أبو حنيفة والثنائيات في مسانيده''.

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات

ثنائیات کے بعد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عالی السند احادیث کا ذخیرہ ثلاثیات ہیں، چنانچہ

ایسی روایات کی تعداد ''جامع المسانید'' میں چھ سو ستتر (٦٧٧) ہے، ان میں سے چند مشہور اسانید درج ذیل ہیں:

۱.....أبو حنيفة عن عطاء بن السائب عن محارب بن دثار عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۲.....أبو حنيفة عن عمرو بن دينار عن جابر بن زيد عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۳.....أبو حنيفة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۴.....أبو حنيفة عن بشر بن سليم الكوفي عن مجاهد عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۵.....أبو حنيفة عن عون بن عبد الله بن عتبة عن الشعبي عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم.

٦.....أبو حنيفة عن معن بن عبد الرحمن عن أبيه عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۷.....أبو حنيفة عن عدى بن ثابت عن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۸.....أبو حنيفة عن على بن الأقمر عن مسروق عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۹.....أبو حنيفة عن بشر بن سليم الكوفي عن مجاهد عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۱۰.....أبو حنيفة عن الشعبي عن مسروق عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم.

امام شافعی، امام احمد رحمہما اللہ کی کسی تابعی سے ملاقات نہ ہوسکی اس لیئے ان کی مرویات میں سب سے اونچا مقام ثلاثیات کا ہے، صحاح ستہ کے مولفین میں امام بخاری، امام ابن ماجہ، امام ابوداود، امام ترمذی رحمہم اللہ نے بعض اتباعِ تابعین کو دیکھا اوران سے حدیثیں روایت کیں ہیں، اس لئے اسنادعالی میں یہ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے ہم پلہ ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثی روایات کی تعداد صرف بائیس (۲۲) ہے اور یہ ان کی مرویات میں سب سے اونچی مرویات ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو جن ذرائع سے یہ روایات ملی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

صحیح بخاری میں موجود بیس ثلاثیات کے راوی حنفی ہیں

۱.....امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے گیارہ (۱۱) احادیث۔

۲.....امام ابوعاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ سے چھ (۶) احادیث۔

۳.....محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے تین (۳) احادیث۔

۴.....خلاد بن یحیی کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک (۱) حدیث۔

۵.....عصام بن خالد حمصی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک (۱) حدیث۔

امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں ان کو تحصیل علم کی طرف امام صاحب نے ہی متوجہ کیا تھا، چنانچہ امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا تحصیل علم کی طرف متوجہ ہونے کا واقعہ خود انکی زبانی سنیئے، فرماتے ہیں:

میں بخارا میں تجارت کرتا تھا، ایک بار امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنا ہوا تو فرمانے لگے مکی! تم تجارت کرتے ہو لیکن تجارت میں جب تک علم نہ ہو بڑی خرابی رہتی ہے،

علم کیوں نہیں حاصل کرتے ہو اور احادیث قلم بند کیوں نہیں کرتے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجھے مسلسل اس کی طرف متوجہ کرتے رہے یہاں تک کہ میں تحصیل علم میں مشغول ہو گیا، آخر اللہ سبحانہ نے مجھے بہت کچھ عطاء کیا، اس لئے میں ہر نماز میں اور جب بھی ان کا ذکر آتا ہے تو ان کے حق میں دعا کرتا ہوں:

لأن اللّٰه تعالى ببركته فتح لي باب العلم. (1)

امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت تھی، ایک بار امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا تو فرمانے لگے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے:

مكي بن إبراهيم ذكر أبا حنيفة فقال: كان أعلم أهل زمانه. (2)

امام ابوعاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ جن سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چھ ثلاثی روایات نقل کیں ہیں وہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، چنانچہ علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے ان کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے، دیکھئے: (3)

علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے بھی ان کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں ذکر کیا ہے:

الضحاك بن مخلد قال الصيمري ومن أصحاب الإمام الضحاك بن مخلد أبو عاصم والضحاك هذا هو المعروف بالنبيل. (4)

(1) مناقب أبي حنيفة للموفق: الباب السابع والعشرون، ص ۴۱۸ (2) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۵ (3) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ومن أصحاب أبي حنيفة، علي بن مسهر، ص ۱۵۹ (4) الجواهر المضية في طبقات الحنفية: حرف الضاد، ترجمة: الضحاك بن مخلد، ج ۱، ص ۳۶۴

صحیح بخاری میں موجود بائیس (۲۲) ثلاثی روایات میں سے گیارہ روایات مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے اور چھ ابو عاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں یہ دونوں امام صاحب کے شاگرد ہیں، تین روایتیں محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں، یہ بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ باقی دو روایتوں میں ایک روایت خلاّد بن یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک روایت عِصام بن خالد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ ان کے متعلق تفصیلاً بات ان شاءاللہ آگے آئے گی۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رُباعیات

امام مسلم اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما کی کسی تبع تابعی سے بھی ملاقات نہ ہوسکی اس وجہ سے ان کو ان سے کوئی حدیث سننے کا موقع نہیں ملا، اس لئے ان دونوں ائمہ کی سب سے عالی سند رباعی ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات میں رباعیات بالکل آخری درجہ پر ہیں، جو روایات نبوت سے قُرب میں امام مسلم اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہما کے یہاں درجہ اوّل پر ہیں ان کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں آخری درجہ کی حیثیت ہے، چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الآثار'' میں ایسی روایات نقل کیں ہیں مثلاً:

۱.....أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن الأسود بن يزيد عن عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم.

۲.....أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم.

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی بیس (۲۰) ثنائی روایات

امام اعظم کو علم الحدیث میں ائمہ صحاح ستہ سمیت دیگر ائمہ حدیث پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ ایک، دو اور تین واسطوں سے جتنی روایات آپ سے مروی ہیں اور کسی امام سے

نہیں۔ گزشتہ صفحات میں امام اعظم رحمہ اللہ کی وحدانیات کا تذکرہ ہوا، اب اس بحث میں امام اعظم رحمہ اللہ کی ثنائیات کا ذکر ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سینکڑوں ثنائی روایات مروی ہیں، ائمہ صحاح ستہ میں سے کسی ایک سے بھی ایک ثنائی روایت بھی مروی نہیں ہے، اس فضیلت میں امام صاحب رحمہ اللہ کو دیگر ائمہ پر فوقیت ہے، امام اعظم رحمہ اللہ کی کثرت ثنائیات کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ صرف تین کتب حدیث میں ثنائیاتِ امام اعظم رحمہ اللہ کی تعداد ملاحظہ فرمائیں:

۱..... جامع المسانيد للإمام خوارزمي: ۳٦٦

۲..... كتاب الآثار للإمام أبي يوسف: ۸۱

۳..... كتاب الآثار للإمام محمد الشيباني: ۵۹

صرف ان تینوں کتب میں ثنائیات امام اعظم کی تعداد پانچ سو چھ (۵۰٦) ہے، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان سے سیکڑوں ثنائیات مروی ہوں گی۔

بطور نمونہ کے ہم آپ کی بیس (۲۰) ثنائی روایات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

احادیث کی ترتیب میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ابواب بندی کے نظم کو سامنے رکھا گیا ہے۔

۱..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَوْلَهُ تَعَالٰى: ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ قَالَ: بِلا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى﴾ قَالَ: بِلا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ. [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ''اور اس نے اچھائی کی تصدیق کی''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس سے مراد) لا إلـه

[1] جامع المسانيد: الفصل الأول، التعريض على الحسنات والتحذير عن السيئات، ج ۱ ص ۱۰٦، الناشر: مکتبہ حنفیہ کوئٹہ

إلا اللّٰہ کی تصدیق کرنا ہے''اور اس نے اچھائی کو جھٹلایا'' آپ ﷺ نے فرمایا: (اس سے مراد) لا إله إلا الله کو جھٹلانا ہے۔

۲..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الأَنْصَارِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَائَهُم وَأَمْوَالَهُم إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُم عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى. ❶

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا إله إلا الله نہ کہہ لیں، پھر جب انہوں نے اس کا اقرار کرلیا تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اموال کو سوائے ان کے حق کے محفوظ کرلیا، اور ان کا حساب و کتاب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔

۳..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. ❷

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی انہی الفاظ سے ایک روایت مروی ہے۔

۴..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّن نَارٍ. ❸

❶ جامع المسانيد: الفصل الثاني في الإيمان والتصديق بالقضاء والقدر، ج ١ ص ١٥٥

❷ جامع المسانيد: الفصل الأول، التعريض على الحسنات والتحذير عن السيئات، ج ١ ص ١١٢ ❸ جامع المسانيد: الفصل الثاني في الإيمان والتصديق بالقضاء والقدر، ج ١ ص ١٠٧

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے علم کے بارے میں سوال کیا گیا اور اس نے (جانتے ہوئے بھی اسے) چھپایا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

۵..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَن أَبِي سُفْيَانَ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ عَن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ العَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الصَّلاةُ فِي مَوَاقِيتِهَا.[1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنا۔

۶..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَن عَبدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَسْفِرُوا بِصَلاةِ الفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلثَّوَابِ.[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فجر کی نماز (طلوع فجر کے بعد صبح کی) سفیدی میں پڑھا کرو کیونکہ اس میں زیادہ ثواب ہے۔

۷..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَن نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَرْبَعِينَ يَومًا أَو شَهْرًا فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ و ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ﴾.[3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے چالیس دن یا ایک مہینہ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی دو سنتوں میں (سورہ اخلاص) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور (سورہ کافرون) قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تلاوت فرماتے۔

[1] جامع المسانيد: الفصل الأول في مواقيت الصلاة، ج ۱ ص ۳۶۵

[2] جامع المسانيد: الفصل الأول في مواقيت الصلاة، ج ۱ ص ۳۷۳

[3] جامع المسانيد: الفصل الثاني في القرائة والقنوت، ج ۱ ص ۳۸۵

۸..... رَوَى أَبُوْ حَنِيفَةَ عَن نَافِعٍ عَن ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: صَلُّوا فِيْ بُيُوتِكُم وَلَا تَجْعَلُوهَا قُبُورًا۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں میں (نفلی) نمازیں پڑھا کرو اور انہیں قبور مت بناؤ۔

۹..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَن جَبْلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنْ عَبدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَن صَلَّى فَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ كَافْتِرَاشِ الكَلْبِ۔ ❷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز پڑھے تو وہ (حالت سجدہ میں) کتے کی طرح اپنے بازوؤں کو زمین پر مت پھیلائے (بلکہ بازوؤں کو زمین سے بلند رکھے)۔

۱۰..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي الهُذَيلِ عَن ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الخُرُوجِ لِصَلَاةِ الغَدَاةِ وَصَلَاةِ العِشَاءِ۔ ❸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو فجر اور عشاء کی نمازوں کے لیے مسجد میں حاضری کی اجازت دی ہے۔

۱۱..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَن عَبدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَذَّنَ المُؤَذِّنُ قَالَ مِثْلَ مَا يَقُولُ المُؤَذِّنُ۔ ❹

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب مؤذن اذان دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی کلمات کہتے جو مؤذن کہتا۔

❶ جامع المسانيد: الفصل الأول في صلاة العيدين والجمعة، ج ۱ ص ۴۴۷

❷ جامع المسانيد: الفصل الخامس في هيئة الصلاة والشك فيها، ج ۱ ص ۵۱۴

❸ مسند أبي حنيفة رواية أبى نعيم، باب الغين عن غالب بن الهذيل، ص ۲۱۰

❹ جامع المسانيد: الفصل الأول في مواقيت الصلاة، ج ۱ ص ۳۷۲

۱۲ ..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُلُّ مَوْلُودٍ يُوْلَدُ عَلَى الفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ، قِيلَ: فَمَنْ مَاتَ صَغِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ. ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ (اصل) فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جو بچپن میں ہی فوت ہو جاتا ہے (اس کا معاملہ کیا ہوگا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے جو وہ (دنیا میں رہ کر) کرنے والے تھے۔

۱۳ ..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ مَعْرُوفٍ فَعَلْتَهُ إِلٰى غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ صَدَقَةٌ. ❷

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نیکی جسے تم خواہ امیر کے ساتھ کرو یا غریب کے ساتھ کرو، وہ صدقہ ہے۔

۱۴ ..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَافَ بِالبَيْتِ لَمْ يُجَاوِزِ الرُّكْنَ اليَمَانِيَّ حَتّٰى يَسْتَلِمَهُ. ❸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے تو رکن یمانی کو استلام کیے بغیر وہاں سے آگے نہ گزرتے۔

❶ جامع المسانيد: الفصل الثاني في الإيمان والتصديق بالقضاء والقدر، ج ۱ ص ۲۲۰ ❷ جامع المسانيد: الفصل الأول التحريض على الحسنات، ج ۱ ص ۱۰۷
❸ جامع المسانيد: الفصل الثاني في التلبية وسائر أفعال الحج، ج ۱ ص ۲۶۹

۱۵..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ. ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے خرید وفروخت میں ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

۱۶..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْرَفُ بِرِيْحِ الطِّيبِ إِذَا أَقْبَلَ بِاللَّيْلِ. ❷

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے فرمایا: آپ ﷺ جب رات کو تشریف لاتے تو (فضامیں) خوشبو کے پھیلنے سے آپ ﷺ کی پہچان ہوتی۔

۱۷..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَنْكِحُوا الْجَوَارِيَ الشَّبَابَ فَإِنَّهُنَّ أَنْتَجُ أَرْحَامًا وَأَطْيَبُ أَفْوَاهًا وَأَعَزُّ أَخْلَاقًا. ❸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نوجوان لڑکیوں سے شادی کیا کرو کیونکہ وہ کثرت اولاد، شیریں کلام اور اچھے اخلاق کی مالک ہوتی ہیں۔

۱۸.... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًا وَاحِدٍ. ❹

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کافر سات آنتوں میں (کھانا) بھرتا ہے اور مومن ایک آنت میں۔

❶ جامع المسانيد: البيوع، الفصل الثاني في العقود المنهي عنها، ج ۲ ص ۳۱ ❷ جامع المسانيد: الفصل الأول، التحريض على الحسنات، ج ۱ ص ۱۰۹ ❸ جامع المسانيد: الباب الثالث والعشرون في النكاح، ج ۲ ص ۱۳۱ ❹ جامع المسانيد: الفصل الثالث في الزهد في الدنيا والتأسي بأخلاق النبي ﷺ، ج ۱ ص ۲۲۹

۱۹ ..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِخْضَبُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ. ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خضاب لگایا کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کیا کرو۔

۲۰ ..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَلَنْسُوَةٌ شَامِيَّةٌ بَيْضَاءُ. ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی سفید شامی ٹوپی تھی۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی بیس (۲۰) ثلاثی روایات

جن خوش نصیب اکابر ائمہ حدیث سے ثلاثیات مروی ہیں ان اکابر محدثین میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ)، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ)، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ)، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۳ھ)، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ) امام ابو داود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ)، امام عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۹ھ)، امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۵ھ) اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۰ھ) شامل ہیں۔ جس طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ ثنائیات روایت کرنے کے اعتبار سے جمیع محدثین پر فوقیت حاصل ہے بعینہ یہی حال ثلاثیات کا ہے، امام صاحب سے جتنی ثلاثیات مروی ہیں اتنی اور کسی بھی معروف محدث سے نہیں۔

صرف تین کتب حدیث میں ثلاثیات امام اعظم کی تعداد ملاحظہ فرمائیں:

۱ ..... جامع المسانيد للإمام الخوارزمي: ٦٧

❶ جامع المسانيد: الفصل الأول، التحريض على الحسنات والتحذير عن السيئات، ج ١ ص ١١١ ❷ جامع المسانيد: الفصل الثالث في الزهد في الدنيا، ج ١ ص ٢٣١

۲..... كتاب الآثار للإمام أبي يوسف: ۱ ۲۵

۳..... كتاب الآثار للإمام محمد الشيباني: ۱۹۸

تینوں کتب میں کل ثلاثیات: ۱۱۲۶

ان تینوں کتب میں موجود ثلاثیات امام اعظم سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ سے سینکڑوں ثلاثیات مروی ہیں۔

بطور نمونہ ہم آپ کی بیس (۲۰) ثلاثی روایات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَلقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيٌّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِندَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِذْهَبُوا بِنَا نَعُودُ جَارَنَا هٰذَا اليَهُودِيَّ، قَالَ: فَأَتَيْنَاهُ فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ؟ وَكَيْفَ؟ فَسَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ: يَا فُلَانُ! اِشْهَدْ أَن لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، فَنظَرَ الرَّجُلُ إِلٰى أَبِيهِ وَكَانَ عِنْدَ رَأْسِهٖ، فَلَمْ يَرُدَّهُ عَلَيهِ شَيْئًا فَسَكَتَ، فَقَالَ: يَا فُلَان! اِشْهَدْ أَن لاَ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَنظَرَ الرَّجُلُ إِلٰى أَبِيهِ فَلَمْ يُكَلِّمْهُ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: يَا فُلَان! اِشْهَدْ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ: اِشْهَدْ لَهُ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَعْتَقَ بِي نَسَمَةً مِنَ النَّارِ. ❶

حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ساتھ آؤ ہم اپنے اس یہودی پڑوسی کی عیادت کر

❶ كتاب الآثار للشيباني: ص۷۷، رقم الحديث: ۳۷۵/ عمل اليوم والليلة لابن السني: باب ما يقول لمرضى أهل الكتاب، ص۵۰۴، رقم الحديث: ۵۵۴/ مسند الإمام الأعظم: كتاب الإيمان، ص۵

آئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم اس کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا حال ہے؟ کیسی طبیعت ہے؟ خیریت دریافت کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! تم اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس شخص نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے سرہانے کھڑا تھا، اس نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور وہ خاموش رہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرر ارشاد فرمایا: اے فلاں! تم اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہودی نے دوبارہ باپ کی طرف نظر اٹھائی، اس نے اس سے کوئی کلام نہ کیا لہذا وہ پھر خاموش رہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہ بار فرمایا: اے فلاں! تم گواہی دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ تب اس کے باپ نے اس سے کہا: اقرار کرلو، تو اس جوان نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اس نے میرے ذریعہ ایک انسان کو دوزخ کی آگ سے آزاد کردیا۔

۲..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الحَسَنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي الإِنْسَانِ مُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ بِهَا سَائِرُ الجَسَدِ. وَإِذَا سَقُمَتْ سَقُمَ بِهَا سَائِرُ الجَسَدِ، أَلَا وَهِيَ القَلْبُ. (1)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو اس کے سبب سارا بدن درست ہوتا ہے اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی وجہ سے سارا بدن بیمار ہوتا ہے خبردار رہو وہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے۔

۳..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: طَلَبُ العِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ. (2)

(1) مسند الإمام الأعظم: كتاب الرقاق، ص ۲۱۶، الناشر: الميزان اردو بازار لاهور

(2) مسند الإمام الأعظم: كتاب العلم، ص ۲۰

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۴..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا عَائِشَةُ! لِيَكُنْ شِعَارُكِ الْعِلْمُ وَالْقُرْآنُ. ❶

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: اے عائشہ! علم اور قرآن کو اپنا شعار بناؤ۔

۵..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. ❷

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری طرف عمداً جھوٹ منسوب کیا تو اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ بنانا چاہیے۔

۶..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَلِيٍّ أَبِي الْحَسَنِ الزَّرَّادِ عَنْ تَمَّامٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ دَخَلُوا عَلَيْهِ. فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ قُلْحًا، اِسْتَاكُوا، فَلَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. ❸

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے دانتوں کو زرد دیکھ رہا ہوں، مسواک کیا کرو، اگر مجھے اپنی امت پر شاق نہ گزرتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

❶ مسند الإمام الأعظم: كتاب الرقاق، ص ۲۰

❷ مسند الإمام الأعظم: كتاب العلم، ص ۲۱

❸ كتاب الآثار لأبي يوسف: باب إفتتاح الصلاة، ص ۲۸، رقم الحديث: ۱۳۸

۷..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ خَالِدِ بنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ بنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، وَمَضْمَضَ ثَلَاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، وَقَالَ: هٰذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. ❶

حضرت عبد خیر رحمہ اللہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وضو کیا تو تین بار ہاتھ دھوئے، تین بار کلی کی، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین مرتبہ (کہنیوں تک) ہاتھ دھوئے، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہے۔

۸..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بنِ حُجْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَنْ وَائِلٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى يُحَاذِيَ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ. ❷

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز شروع کرتے وقت) اپنے ہاتھوں کو یہاں تک اٹھاتے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں کی لو کے برابر ہو جاتے۔ اور ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز (کے شروع) میں ہاتھ اٹھاتے دیکھا یہاں تک کہ وہ آپ کے کانوں کی لو تک آ گئے۔

۹..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبدِ اللّٰهِ بنِ شَدَّادِ بنِ الهَادِ عَنْ جَابِرِ بنِ عَبدِ اللّٰه الأَنْصَارِيِّ قَالَ: صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجُلٌ خَلْفَهُ يَقْرَأُ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِن أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَنْهَاهُ

❶ مسند الإمام الأعظم: كتاب الطهارة، ص ۲۷

❷ مسند الإمام الأعظم: كتاب الصلاة، ص ۴۷

عَنِ القِرَائَةِ فِي الصَّلاةِ فَقَالَ: أَتَنْهَانِي عَنِ القِرَائَةِ خَلْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَتَنَازَعَا، حَتّٰى ذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ صَلّٰى خَلْفَ إِمَامٍ فَإِنَّ قِرَائَةَ الإِمَامِ لَهُ قِرَائَةٌ. ❶

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) آپ ﷺ نے نماز پڑھائی تو ایک شخص آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کرنے لگا جب کہ ایک صحابی رسول اُسے نماز میں (امام کے پیچھے) قراءت سے منع کرنے لگا، اس شخص نے کہا: کیا آپ مجھے اللہ کے نبی ﷺ کے پیچھے پڑھنے سے منع کرتے ہیں؟ پس دونوں کے درمیان تنازعہ ہو گیا، یہاں تک کہ یہ معاملہ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

۱۰..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. ❷

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سجدہ کرتے وقت ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھتے اور (سجدہ سے) اٹھتے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔

۱۱..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلإِنْسَانُ يَسْجُدُ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: جَبْهَتِهِ وَيَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَمُقَدَّمِ قَدَمَيْهِ. وَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُم فَلْيَضَعْ كُلَّ عُضْوٍ مَوْضِعَهُ، وَإِذَا

❶ كتاب الآثار لأبي يوسف: باب إفتتاح الصلاة، ص ۲۳، رقم الحديث: ۱۱۳

❷ مسند الإمام الأعظم: كتاب الصلاة، ص ۷۱

رَكَعَ فَلاَ يُدَبِّحْ تَدْبِيحَ الحِمَارِ. ❶

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان سات ہڈیوں پر سجدہ کرتا ہے: پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے سروں پر۔ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ہر عضو کو اس کی اپنی جگہ پر رکھے اور جب رکوع کرے تو گدھے کی طرح سر نہ جھکا دے (بلکہ رکوع میں پیٹھ اور گردن کو برابر رکھے)۔

۱۲..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَن عَاصِمٍ عَن أَبِيهِ عَن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ، أَضْجَعَ رِجْلَهُ اليُسْرَى وَقَعَدَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ رِجْلَهُ اليُمْنٰى. ❷

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں (التحیات میں) بیٹھتے تو بایاں پاؤں پھیلا کر اس پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔

۱۳..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ القَاسِمِ عَن أَبِيهِ عَن عَبدِ اللّٰهِ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خُطْبَةَ الصَّلَاةِ يَعْنِي التَّشَهُّدَ. ❸

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ صلاۃ یعنی تشہد سکھایا۔

۱۴..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَن عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ عَن عُبَيدِ بنِ عُمَيرٍ عَن عَائِشَةَ قَالَت: مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الفَجْرِ. ❹

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو سنتوں کے علاوہ اور کسی نوافل کا اس قدر سختی سے اہتمام نہ فرماتے۔

❶ مسند الإمام الأعظم: كتاب الصلاة، ص ۷۱ ❷ مسند الإمام الأعظم: كتاب الصلاة، ص ۷۳ ❸ مسند الإمام الأعظم: كتاب الصلاة، ص ۷۳ ❹ جامع المسانيد: الفصل الرابع في صلاة العيدين والجمعة والسنن والنوافل، ج ۱ ص ۴۴۶

۱۵..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ. ❶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نمازِ ظہر دو رکعات (سنت) ادا فرمایا کرتے تھے۔

۱۶..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ زُبَيْدِ بنِ الحَارِثِ اليَامِيِّ عَنْ ذَرٍّ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبْزَى قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي وِتْرِهِ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ و ﴿قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ و ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾. ❷

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے (عشاء کے تین) وتروں میں (سورہ اعلیٰ) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (سورہ کافرون) قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور (سورہ اخلاص) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

۱۷..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ أَبِي خَالِدٍ وَبَيَانِ بنِ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بنَ عَبدِ اللّٰهِ البَجَلِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّكُم سَتَرَوْنَ رَبَّكُم كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا القَمَرَ لَيْلَةَ البَدْرِ، لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَلا تُغْلَبُوْا عَنْ صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا. ❸

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو، تمہیں اس کے دیکھنے کے باعث ایذا نہیں دی جاتی، پس دھیان رکھو کہ (غفلت کی وجہ سے) تم سے

❶ مسند الإمام الأعظم: كتاب الصلاة، ص ۹۹

❷ جامع المسانيد: الفصل الخامس في هيئة الصلاة والشك فيها، ج ۱ ص ۵۱۵

❸ مسند الإمام الأعظم: كتاب الإيمان والإسلام، ص ۲۰

طلوع آفتاب سے پہلے والی نماز (نمازِ فجر) اور غروب آفتاب سے پہلے والی نماز (نمازِ عصر) چھوٹنے نہ پائے (کہ کہیں تم دیدار الٰہی سے محروم رہ جاؤ)۔

۱۸.....رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ سُهَيْلِ بنِ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا يَوْمَ الجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَهَا وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا.❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نماز جمعہ پڑھے تو اسے چاہئے کہ اس سے پہلے اور بعد میں چار رکعات سنن ادا کرے۔

۱۹..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ إِلَى المُصَلّٰى فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَ العِيْدِ وَلَا بَعْدَهَا.❷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک آپ ﷺ عید کے دن عید گاہ میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے (عیدگاہ میں) نہ نماز عید سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ بعد میں۔

۲۰..... رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقٍ عَنِ ابنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِن لَيْلَةِ جُمُعَةٍ إِلَّا وَيَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلٰى خَلْقِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لِمَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا.❸

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کی کوئی رات ایسی نہیں ہوتی جس میں اللہ عزوجل تین مرتبہ اپنی مخلوق کی طرف (رحمت وشفقت سے) نہ دیکھتا

❶جامع المسانید: الفصل الرابع في صلاة العيدين والجمعة، ج ۱ ص ۴۵۷

❷مسند الإمام الأعظم: الفصل الرابع في صلاة العيدين والجمعة، ج ۱ ص ۴۵۷

❸مسند الإمام الأعظم: كتاب الصلاة، ص ۸۳، ۸۴

ہو، اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

خلاصہ بحث

۱.....امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے وحدانیات مروی ہیں جو آپ کے معاصرین یا بعد میں آنے والے کسی بھی محدث سے مروی نہیں۔

۲.....امام صاحب سے سینکڑوں ثنائیات مروی ہیں جن میں سے ۲۰ گزشتہ صفحات میں نقل کی جا چکی ہیں، لہٰذا یہ بھی آپ کا عظیم الشان خاصہ ہے۔ ثنائیات روایت کرنے میں معروف محدثین میں سے صرف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شریک ہیں۔

۳.....امام صاحب سے سینکڑوں ثلاثیات مروی ہیں، ان میں سے بھی ۲۰ گزشتہ صفحات میں نقل کی جا چکی ہیں۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری رحمہم اللہ اور بعض دیگر ائمہ حدیث سے ثلاثیات مروی ہیں لیکن وہ تعداد میں بہت قلیل ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان شخصیات میں سے ایک ہیں جن کو یہ حصہ بھی بہت زیادہ میسّر آیا ہے۔

۴.....امام صاحب کی احادیات، ثنائیات اور ثلاثیات پر مشتمل تمام مرفوع احادیث نقل کی گئی ہیں، تاکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر انقطاع سند اور ارسال کا الزام رد کیا جا سکے۔

۵.....امام صاحب سے مروی تمام احادیث بنیادی مآخذ و مراجع سے درج کی گئی ہیں تاکہ اسانید کی ثقاہت سے امام صاحب کی بلند پایہ ثقاہت اجاگر کی جائے۔

۶.....ان احادیث کا چناؤ کیا گیا ہے جن میں اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد، فقہ حنفی کے مسائل نیز زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کا بیان ہے۔

فقہ اسلامی کے بنیادی ماخذ

تالیف

ادارۃ المعارف کراچی
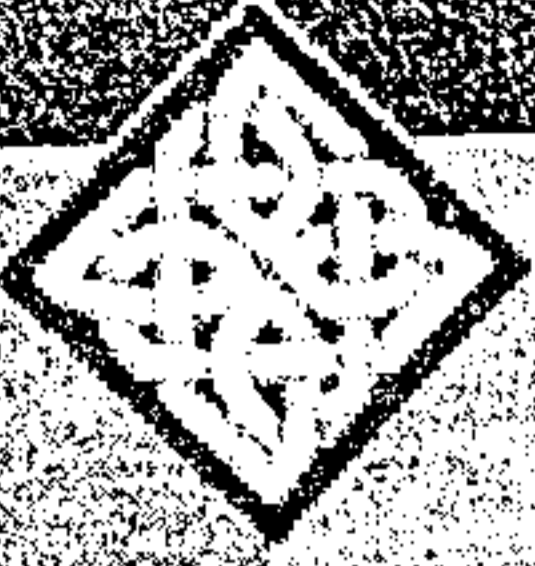
فن تفسیر سے متعلق سینکڑوں کتابوں کے مطالعے کے بعد

166 اہم قواعد پر مشتمل اہل علم کے لیے نایاب تحفہ

قواعد التفسیر

مولانا محمد نعمان

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ جامعہ دارالعلوم [illegible] کورنگی کراچی

ادارۃ المعارف کراچی
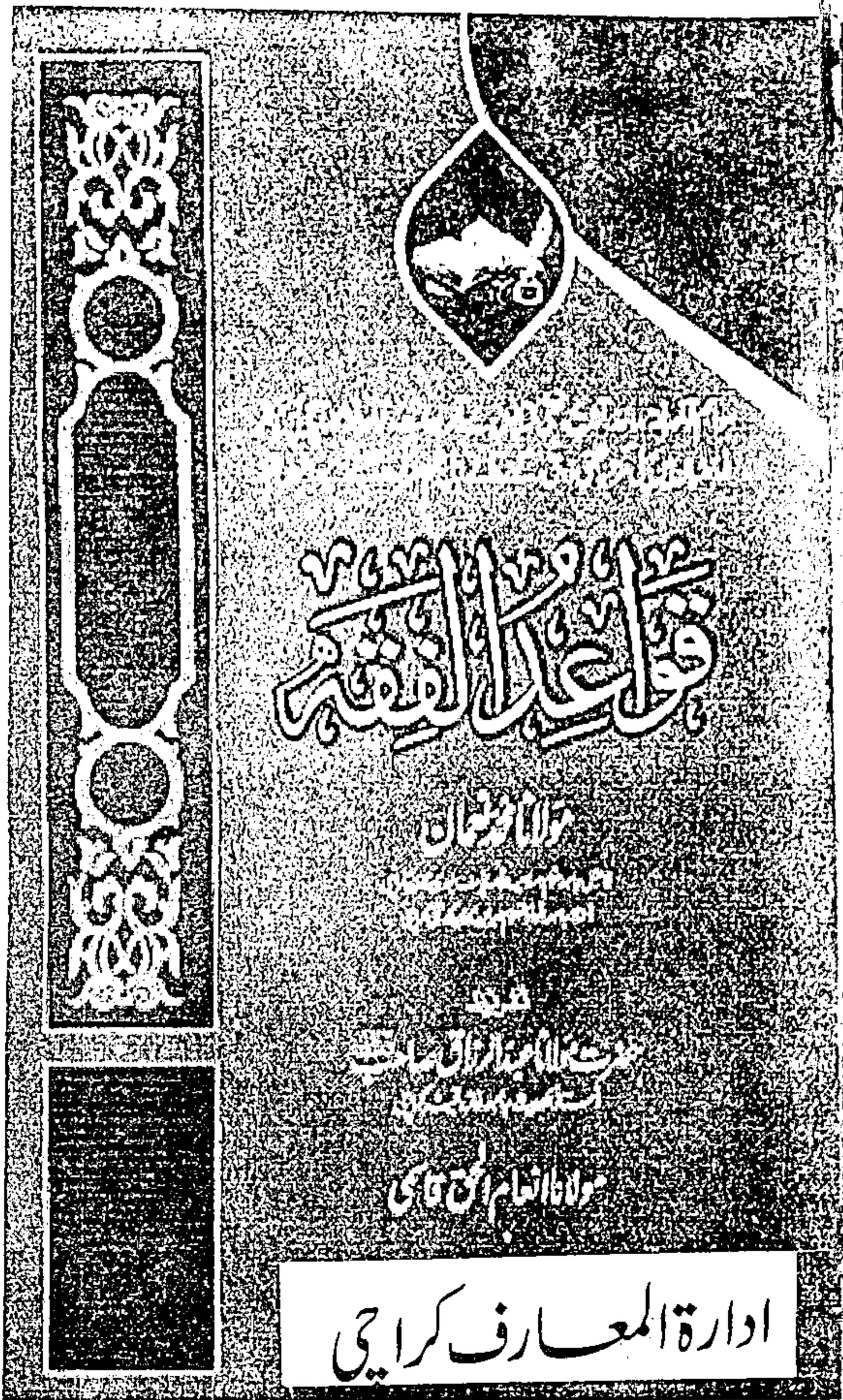
قواعد الفقہ

مولانا انعام الحق قاسمی

ادارۃ المعارف کراچی

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محدثانہ مقام

امام ابو حنیفہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امامِ اعظم کی جلالتِ شان سوا کابر اہل علم کی نظر میں، آپ کے اصولِ حدیث، فنِ حدیث اور رجال میں مہارت، کتاب الآثار کا تفصیلی تعارف، انتیس مسانید اور ان کے مصنفین کا تعارف صحابہ سے روایتِ حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان، تالیفاتِ امامِ اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس دلچسپ واقعات، ۲۰۰۰ سے زائد حوالہ جات سے مزین کتاب

مولانا محمد نعمان

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی